

عالمی شہر کی

مؤلف

مولانا ساجد محمد خان صاحب بیاض چوئی

جو

سید کاظم علی شاہ صاحب

ملک محمد الدین صاحب الدین فی صفوی و تاجیک و ایرک کے اہتمام سے
چھپوا کر شایع کیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم اعتذار

اُردو طرزِ طباعت کی شکایت ہماری تصنیف کا ایک جزو و لایفک ہے۔ مولانا شبلی نعمانی مرحوم جس جہاں کا ہی اور عرقِ یریزی سے کلمیاں اور پروف دیکھا کرتے تھے وہ اربابِ علم سے مخفی نہیں لیکن باوجود اس کے شاید یہی ان کی کوئی تصنیف ہو جو اعتذار کے زیرِ سر سے ناکرہستہ ہو۔ مولانا مرحوم کا تبوں، رنگسازوں اور مطلق کے مالکوں کی ستم ظریفیاں مزے لے لے کر بیان کیا کرتے تھے اور اس شہر میں سے بھی وہ خدا نے قلم ادبِ اردو کے لئے ایک خیر پیدا کر لیا کرتا تھا۔

صحابیات کی کتابتِ طباعت اور تصحیح میں خاص احتیاط اور محنت سے کام لیا گیا لیکن پھر بھی انسان کے اجناسے تکیہ یعنی غلط فہمیاں سے عمدہ برائی تصدیق ہوئی۔ یہ درستانِ عذر و اظہار کو تاہی اس قدر فرسودہ ہو چکی ہے کہ مزید قلمرانی کی محفل نہیں۔ اس لئے ہم نہایت افسوس اور ندامت کے ساتھ قارئینِ کرام اور صحابیاتِ رضی اللہ عنہن کی ارواحِ پاک سے معافی چاہتے ہوئے غلط نامہ دلج کرتے ہیں کتابت کے مطالعہ سے قبل اغلاط درست کر لی جائیں تاکہ ان کے شر سے بچاؤ ہو جائے۔

غلط نامہ

صفحہ	غلط	صفحہ	غلط	صفحہ	غلط	صفحہ	غلط
۲	مختصر پیل	۲۴	۵	۲	۶	۵	۶
۳	۴	۲۵	۵	۶	۷	۶	۷
۴	۵	۲۶	۵	۷	۸	۷	۸
۵	۶	۲۷	۵	۸	۹	۸	۹
۶	۷	۲۸	۵	۹	۱۰	۹	۱۰
۷	۸	۲۹	۵	۱۰	۱۱	۱۰	۱۱
۸	۹	۳۰	۵	۱۱	۱۲	۱۱	۱۲
۹	۱۰	۳۱	۵	۱۲	۱۳	۱۲	۱۳
۱۰	۱۱	۳۲	۵	۱۳	۱۴	۱۳	۱۴
۱۱	۱۲	۳۳	۵	۱۴	۱۵	۱۴	۱۵
۱۲	۱۳	۳۴	۵	۱۵	۱۶	۱۵	۱۶
۱۳	۱۴	۳۵	۵	۱۶	۱۷	۱۶	۱۷
۱۴	۱۵	۳۶	۵	۱۷	۱۸	۱۷	۱۸
۱۵	۱۶	۳۷	۵	۱۸	۱۹	۱۸	۱۹
۱۶	۱۷	۳۸	۵	۱۹	۲۰	۱۹	۲۰
۱۷	۱۸	۳۹	۵	۲۰	۲۱	۲۰	۲۱
۱۸	۱۹	۴۰	۵	۲۱	۴۱	۲۱	۴۱

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱	۹	اس طرح	اسی طرح	۳۷	۲۰	رسول اللہ کے	رسول اللہ کی
۱۲	۱	انسانیت	انسانیت	۲۲	۷	خاتون	خاتون
۱۳	۲۵	اپنی	اپنے	۱۰	۴۱	مقرر ہو گئے	مقرر ہو کر گئے
۱۴	۱۵	ویدونت	قدویت	۱۶	۴۸	آپ رویت	آپ نے رویت
۱۵	۱	جایا نظر	جایا نظر	۲۲	۴۹	لئے اور بعض	لئے اور بعض
۱۶	۲	خدمات بہت نمایاں	خدمات بہت نمایاں	۱	۵۱	بعد عروئے	بعد عروئے
۱۷	۳	مستقیم الفکر	مستقیم الفکر	۱۰	۵۲	تحائف بھیجے	تحائف بھیجے
۱۸	۷	ین حج البیت	فوج حج البیت	۲۳	۷	سلام کرتے	سلام کرنے
۱۹	۱۳	جو اسلام	جو اسلام سے	۱۰	۵۴	حنیس	حنیس
۲۰	۶	کی	کے	۱۳	۵۶	رسول اللہ کے	رسول اللہ کی
۲۱	۱۵	کے	کی	۱۷	۷	جبریل اور ناتم	جبریل اور تمام صالح
۲۲	۲۷	جون	جون			سب	مسلمان اور سب
۲۳	۳	نویلین اسد	نویلین اسد	۱	۶۲	بن عثمان	بن عثمان
۲۴	۱۱	بعد قیامین	بعد قیامین	۹	۶۷	حلال نہ تھی	حلال نہ تھی
۲۵	۱۲	تجارتی	تجارتی	۸	۶۸	سفیتہ کو جو	سفیتہ کو جو
۲۶	۴	سیام	سیام	۸	۷۱	ساقی	ساقی
۲۷	۲۱	سلام	سلام	۲۷	۷۵	مذکورہ	مذکورہ
۲۸	۲۷	از ارد	اندازہ	۵	۷۶	الجیل	الجیل
۲۹	۶	ثابت کردہ	ثابت کردہ	۳	۷۸	یہ عہد خلافت	یہ عہد خلافت
۳۰	۱۳	فرمایا نہیں	فرمایا نہیں	۳	۸۱	کھاٹی	کھاٹی
۳۱	۱۷	جھٹلایا	جھٹلایا	۹	۷	چھڑا لے	چھڑا لے
۳۲	۱۹	کما حقہ وقف	کما حقہ وقف	۱۶	۷	تر کو	تر کو
۳۳	۲۲	تعظم	تعظم	۳	۸۲	تسبیح	تسبیح
۳۴	۱۷	جو مومنوں	جو مومنوں	۱	۸۴	ذریعہ	ذریعہ
۳۵	۲۷	پروردو	پروردو	۲۰	۸۵	بولیں	بولیں
۳۶	۲۲	رشیب	رشیب	۱	۸۶	کس	کس
۳۷	۱۸	اس لئے ممکن ہے	اس لئے ممکن ہے	۸	۸۷	جی	جی
۳۸	۲۱	اپنی رفتار سے	اپنی رفتار سے	۱۶	۷	معرکہ الارسا	معرکہ الارسا
۳۹	۱۲	دیکھا تھا	دیکھا تھا	۱۱	۹۱	ان کے پاس	ان کے پاس
۴۰	۱	دعوت اسلام پر	دعوت اسلام پر	۱۶	۷	جنت البقیع	جنت البقیع
۴۱	۱۷	سالم	سالم	۳	۹۲	القول	القول

صحایات

صفحہ	غلط	صفحہ	صحیح	صفحہ	غلط	صفحہ	صحیح
استاد	استاد	۲۴	۱۶۵	میں لیا	میں لیا	۲	۹۳
سجیدگی	سجیدگی	۲۵	۱۶۵	پوچھا تو معلوم	پوچھا معلوم	۲۰	۹۵
مراؤنگا ونگا	مراؤنگا ونگا	۱۸	۱۶۹	رور	رور	۲	۹۶
او	او	۱۱	۱۶۱	امام المقتدین	امام المقتدین	۱۷	۹۸
اظہار	اظہار	۱۲	۱۶۴	اشاعت	اشاعت	۱۷	۹۸
زار زار	زار	۱۰	۱۶۶	بھائی کے لڑکے	بھائی کے لڑکے	۴	۱۰۰
شجاعت	شرکت	۲۴	۱۸۰	سے دو بدو پوٹے	سے ہوئے	۱۲	۱۰۱
گھائی	گھائی	۱۹	۱۸۲	سن پور سے قبل	سن پور اپنے	۵	۱۰۳
تقریباً	تقریباً	۱	۱۸۴	علی بن ابی طالب	علی بن طالب	۲۰	۱۱۴
حلقے	حلقے	۱	۱۸۴	ابن حجر کے	ابن حجر کی	۲	۱۱۸
بنیابی	بنیابی	۲	۱۸۵	فضائل	خصائل	۶	۱۲۳
مسلمہ	مسلمہ	۳	۱۸۵	مثال ہیں	مثال ہیں	۳	۱۲۵
ابو خلیفہ	ابو خلیفہ	۵	۱۸۹	دم کر لیا کرو	دم کر لیا	۱۳	۱۲۶
نام نہیں	نام کہیں	۲	۱۹۲	دو جوڑے	دو جوڑ	۱۰	۱۲۸
یا معشر	یا معشر	۱۵	۱۹۶	کہ کہ کھجور	کہ کھجور	۱۳	۱۳۲
مگر یہ نہ	مگر یہ کہ	۱	۱۹۷	ابی بکر	ابی بکر	۳	۱۳۵
سر کی جوئیں	سر کے جوئیں	۷	۱۹۷	تنگہ سنی	تنگہ سنی	۹	۱۳۷
مسعود	مسعود	۱۰	۱۹۷	منقش	منقش	۲	۱۴۰
شرک	شرکت	۶	۱۹۸	پلا دیتی تھیں	پلا دیتی تھیں	۱۶	۱۴۱
وہ	وہ	۱۰	۱۹۹	اور سلامت روی	اور سلامت روی	۱۰	۱۴۳
ابن شیرین	ابن شیرین	۱۸	۲۰۰	میری	میری	۱۷	۱۴۵
لیشی	لیشی	۸	۲۰۰	لظافی	لظافی	۲۱	۱۴۵
مجاہدین	مجاہدین	۱۴	۲۰۱	اگوٹھی	اگوٹھی	۹	۱۴۹
بیجا	بیجا	۱۱	۲۰۱	قبیلہ	قبیلہ	۲	۱۵۰
مخرومی	مخرومی	۵	۲۰۳	ادیبہ	ادیبہ	۷	۱۵۸
چڑھائے	چڑھائے	۲۰	۲۰۶	ورنہ	اورنہ	۴	۱۵۹
ظلموں نے	ظلموں نے	۴	۲۰۶	مکتوم	مکتوم	۱۱	۱۶۱
ہندیا	ہندیا	۱	۲۰۸	چستی	چستی	۲	۱۶۱
النساء	النساء	۱۶	۲۰۹	اتفاق	اتفاق	۱۱	۱۶۴
آگاہ	آگاہ	۲۱	۲۱۰	صرف	صرف	۱۹	۱۶۵
الیقظ	الیقظ	۱۴	۲۱۳	صرف	صرف	۲۴	۱۶۵

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۱۲	۱۷	بزرگی	بزرگی کے	۲۳۵	۲۰	کفار	کفارہ
۲۲۰	۸	حضرت ام	حضرت ام سلمہ	۲۳۶	۳	بیع	مبیع
۲۲۹	۳	سلون	سلول	۲۳۷	۱۰	مینر	منبر
۲۳۲	۶	فلمتین	قبلتین	۲۳۸	۷	اوران نام اور	اور
۲۳۳	۱۶	حاتے ہیں	جاتے ہیں	۲۳۹	۱۰	بھڑک	پھڑک

قواعد

صوفی نریٹنگ اینڈ پبلیشنگ کمپنی لمیٹڈ پٹی ای بہاؤ الدین - پنجاب

(۱) ڈاکٹر محمد صاحبان (۱) ڈاکٹر شیخ محمد احمد بنی (۲) آکسن ایل ایل ڈی بیرسٹریٹ لار لارہو (۲) شیخ محمد متاڑ صاحب فاروقی بیرسٹریٹ لار لارہو (۳) مزار محمد عبداللہ خان صاحب افغان از بغداد شریف (۴) رحمت علی خان صاحب پریڈیکٹ مسلم ایسوسی ایشن آف امریکہ کیلئے فورنیا (۵) ملک محمد الدین صاحب ایڈیٹر رسالہ صوفی پٹی ای بہاؤ الدین پنجاب ڈاکٹر کٹر۔

(۲) صوفی نریٹنگ کمپنی کا سربراہ ایک لکھ روپیہ ہے جو دس دس روپیہ کے دس ہزار حصوں میں تقسیم ہے۔

(۳) کمپنی قرآن مجید، حدیث، فقہ، تصوف، اسلامی تاریخ اور تمام علوم مذکورہ متعلق کتابیں شائع کرے گی۔

(۴) عربی، ترکی، چرمنی، فرانسیسی اور انگریزی زبانوں کی بہترین کتابوں کو اردو میں ترجمہ کرے گی۔

(۵) اردو میں ایک مبسوط انسانی کلو پیڈیا مرتب کر کے شائع کرے گی۔

(۶) جو صاحب ڈھائی ہزار روپیہ قیمت کے حصے خریدیں۔ وہ ڈاکٹر کٹر بن سکتے ہیں۔

(۷) کوئی بھی چاہے اسے زیادہ حصے نہیں خرید سکتا البتہ اپنے ایک لکھ روپیہ کے نام سے چار چار ہزار کے حصے خرید سکتا ہے۔

(۸) جلسہ علم سال میں کم از کم ایک فیصد ہونے چاہیے جس میں کم سے کم پانچ ممبران کی حاضری ضروری ہے جس سے جلسہ علم میں لانڈ آؤٹ فریج کا حساب پیش ہوگا۔

ڈاکٹر محمد صاحبان کی پورٹ ٹائٹل پیش ہونی چاہیے۔ جو ڈاکٹر کٹر پورہ ختم میعاد ڈاکٹر کٹر کی علیحدہ ہونے لگی۔ آج کی جگہ جلسہ علم نئے ڈاکٹر کٹر منتخب کریں گے اور شائع ہونے والے حساب تقسیم کئے جانے کا فیصلہ کر لیں گے۔

(۹) ڈاکٹر کٹر کا ایم ایس کم سے کم ساہی میں ایک بار ہوگا۔ اور وہ ڈاکٹر کٹر اتنا ترقی حاصل کریں جس قدر ہو سکے۔ وہ ڈاکٹر کٹر ہونے لگیں۔

غیر ملکی ڈاکٹر کٹر اس قاعدہ سے مستثنیٰ ہوں گے۔

(۱۰) ایک سو یا دو حصوں کا روپیہ حساب جس روپیہ فی حصہ یکشت پیش کیا جائے گا۔ جس حصوں کا روپیہ تین یا دس دو برابر

اقساط میں ادا کرنا چاہیے۔ گیارہ سے پچاس حصوں کا روپیہ چھ یا دس حصوں کا روپیہ برابر اقساط میں ادا کرنا چاہیے۔ ایک سو ایک حصوں کا روپیہ دس حصوں کے برابر اقساط میں ادا کرنا چاہیے۔ اور پچاس حصوں کا روپیہ پچاس حصوں کے برابر اقساط میں ادا کرنا چاہیے۔

وہ حصے ملے دیں جو مطابق قواعد ادا کر سکیں تو فیڈرکٹ ان کرکٹ واقعات پر غور کر کے میعاد ادا کی گئی کی مدت بڑھا سکتا ہے۔

(۱۱) اگر قسط وقت پر ادا نہ ہو تو ادا شدہ روپیہ ضبط مقصود ہوگا۔

(۱۲) فقہانہ فریج سال میں دو دفعہ چھپے گا۔ مزار شیخ محمد احمد بنی (۱) اور مزار محمد عبداللہ خان صاحب (۲) تقسیم ہوا کرے گا۔ انشاء اللہ۔

(۱۳) محصول کار و پیہ وصول ہونے پر حصص کا شریعتی طرہ وانہ کیا جائیگا جس پر کمپنی کی ہر منہج کمپنی اور وڈائر کر صاحبان کے دستخط ہونے سے کوئی صاحب حصص کار و پیہ واپس نہیں لے سکتے۔ البتہ جو حصص دار اپنی کسی خاص فی ضرورت کی وجہ سے حصے فروخت کرنا چاہیں وہ اپنے حصے فروخت کر سکتے ہیں کمپنی ان کو فروخت حصص میں ہونے والے ایکس فیس انتقال حصص شرح ذیل وصول کرے گی۔ یہ وہ پیہ کمپنی کے سرخ محفوظ میں جمع ہو گا۔ اب تک بہت سے اصحاب اپنے حصص فروخت کر چکے ہیں شرح فیس انتقال حسب ذیل ہے:-

دولت حقوں تک دور روپیہ، ایک ماہ کے پچیس حصوں تک ڈائی روپیہ ۶۰ روپے پچاس حصوں تک پانچ روپیہ، اٹھ سو حصوں تک
دولت روپیہ، ایک سو ایک حصوں تک ڈائی روپیہ، اس سے اوپر بیس روپیہ۔

(۱۵) اقطاع جو ادائیگی حصص کیلئے مقرر ہیں وہ خریداران حصص کی آسانی کا غرض سے ہیں۔ ورنہ روپیہ یکسوشتاد کروڑ بہتر ہے کیونکہ جن کو غرض سے روپیہ فوری میں وصول ہوتا ہے۔ اُسی تاریخ سے منافع کا حق حصہ داران کو مل جاتا ہے۔

(۱۶۱) جو صاحب مجلس حصص یا زیادہ کے خریدار ہونگے وہ نمبر مجلس انتظامیہ ہونگے ضروری امور میں اس بندہ کی مدد فرما کر لیا جاوے گی۔ اور رسالہ موعودہ کی خدمت میں مفت ارسال ہوگا تمام مطبوعات کتب خانہ موعودہ کے پاس ہوں گے۔

(۱۶) ملازمان گورنمنٹ ہلاروک ٹوک حصے خرید سکتے ہیں۔ فہرست مندرجہ قاعدہ ۱۹ میں کئی شرائط شامل ہیں۔

(۱۸) حصص کا کل و پیر آپ کو پنجاب کو اپر ٹیوننگ ملٹی ٹیلا اور ہیں، بھیجا تھا، اور اعلیٰ خط کمپنی کے دفتر میں آن کرنا چاہئے

(۱۹) اصحابِ نبیل نے ۳۱ دسمبر ۱۹۲۳ء تک پچیس یا اس سے زیادہ قیمت کے حصے خریدے ہیں:-

۱۱) حضرت قتادہ بن شیبہ صاحب علم البور شریف (۲) باوجود اقدس صاحب کعبہ ہندو کے سپلائی و ٹرنسپورٹ بوئیر ایران

۱۳ اہلبان جمال الدین صاحب بہادر آئی ایم ایس انگرہ (۲) جعفر عطاء محمد صاحب کن بھوہ حال ۱۴ فرانٹر فورس علی پور

۵۔ ایم ایم اسلم خان صاحب پیرس موسس کالج کیمبرج (۶) ملک دیارام صاحب پنجاب پولیس گھنٹا (۷) چوہدری عالم دین صاحب

اف سہنہ اسپیکر ڈاک خانہ جات کو رالائی بلوچستان (۸) شیخ محمد ممتاز صاحب رونی بیرسٹریٹ لاہور گجرات (۹) ڈاکٹر شیخ

محمد علی صاحب دیر سرائے لاہور (۱) پروفیسر شیخ محمد جمیل صاحب اور سیر کنوڑی - آئی پی ریگرو (۱) حرمت علی خاں صاحب

بریدیدن مسلم ایسوی الشن آف امریکہ (۱۲۲) ایک خاتون معرفت ایڈیٹر صاحبہ فی (۱۳۳) ملک محمد کرم خاں صاحبہ ہینڈ

پہنڈی ہواؤ الدین (۱۲۲) بابو معراج دین صاحب کلرک لوکو پسر ٹنڈٹہ آفس لوگنڈاریکو ٹکٹ اٹن جمناسہ (۱۵) پسران ملک

۱۶) محمد عبدالستار صاحب جنرل مرچنٹ لڈز (۱۶) ڈاکٹر عبدالواحد صاحب ایڈیٹر

سید شمس الدین صاحب بیاضانی و سید محمد علی صاحب بیاضانی (۱۹) نورالدین صاحب کمالیہ (۲۰) فخر الدین صاحب برادرک مریدی

۲۱. ملک محمد الدین صاحب آید میر موصوفی (۲۲۱) نیز شش و اندامش محمد صاحب برادرش نمایندگی سیدت فرید (۲۳۱) مراد محمد عبد الله

صاحب بہادر کوکل سپیکٹر افسر الفونس لبرہ (۲۲) مولانا محمد رحی الدین صاحب ریٹائرڈ چیف ایجنس میخورت خان صاحب دہلی

چراغ دین صاحب میرزا سولائی فورنیا امریکہ (۳۸) محمد علی صاحب منگلاری ٹیٹ ڈارجلنگ (۳۹) حاجی علی الدین صاحب بکرا پورہ کانپور (۴۰) مولوی محمد علی صاحب کیلے فورنیا امریکہ (۴۱) احمد علی الدین صاحب لدھیانہ صاحب حرر جیٹری صاحب ضلع اونگ آباد کن (۴۲) علی محمد صاحب لدھیانہ صاحب موضع آمواں ضلع جالندھر (۴۳) فتح دین صاحب اڈرک امریکہ (۴۴) خان غلام سرور خان صاحب ہیکل کسٹیل تھانہ کھاروہ ضلع لاہور (۴۵) چوہدری محمد عبدالمنہ خان صاحب گڈس پٹنہ راجہ راجہ دجری (۴۶) منشی بوٹے خان صاحب ہیکل کسٹیل تھانہ کھاروہ ضلع لاہور (۴۷) شیخ فضل الہی صاحب پوسٹ کس ۲۲۱۶ ٹکٹ (۴۸) پیر بخش صاحب پنجابی براڈرک امریکہ (۴۹) عبدالمنہ خان صاحب پنجابی براڈرک امریکہ (۵۰) یادو علی محمد صاحب کل ڈلیوری کلرک جنرل سٹورن منغل پورہ لاہور۔

یکم جولائی ۱۹۲۳ء کو پہلی ششماہی کا منافع یا جو کثیر ابتدائی اخراجات اشتہارات جیٹری اور کتابوں کے حق سالیف کے پندرہ روپیہ سینکڑا سالانہ کے حساب سے تقسیم کر دیا گیا تھا۔ گویا حق صاحبان نے چار ہزار کے حق خریدے تھے آٹھ گھر بیٹھے پچاس روپے باہور مل گئے۔ زمین یا مکانات جن پر اس قدر رقم لگائی جاتے تھے کسی اس قدر متقل نفق نہیں دے سکتے۔ آئندہ خدا کے فضل و کرم سے زیادہ منافع کی توقع ہے۔

دوسری ششماہی کا منافع بھی ۳۱ دسمبر ۱۹۲۳ء تک کے معمولی شد و قوم پر پندرہ فیصدی سالانہ کے حساب سے تقسیم کر دیا گیا ہے۔ ایسا کہ اس قدر منافع ابتدائی حالت میں ہی کا رضانہ کے تقسیم نہیں کیا۔ کمپنی کی حالت نہایت اطمینان بخش اور اس کی جائداد بالکل تسلی دہ ہے۔ آپ ضرور خود جسے فرمیں اور اپنے احباب متوسلین اور متعلقین کو خرید حصص کی ترغیب دیں اس سے زیادہ منفعت بخش سودا اور کوئی نہیں۔ کمپنی فرمیں ہیں کا وہ نقد درخت ہے جو سال ہی دو دفعہ پھل دیتا ہے۔ اور علاوہ دیوی فائدہ کے ثواب بھی جو حق دار کو حاصل ہوتا ہے وہ الگ ہے۔

کمپنی کے متعلق ملک کے مشہور اخبارات کی رائیں

اخبار روہیل اتر

آرڈور بان میں اعلیٰ پایہ کی مذہبی کتب کے فہدان کو محسوس کر کے ملک محمد الدین صاحب مدیر صوفی نے کمپنی گذشتہ جنوری میں قائم کی تھی۔ جو باضابطہ جیٹری ہو چکی ہے۔ اس کا مجوزہ سرمایہ ایک لاکھ روپیہ ہے جس میں سے نصف کے حصص فروخت ہو چکے ہیں۔ ملک صاحب اور دیگر کارکنوں کی کوشش سے کمپنی مذکورہ نے شروع میں ہی اس قدر ترقی کی ہے کہ پہلی ششماہی میں حصہ داران کو پندرہ فیصدی سالانہ منافع تقسیم کیا گیا ہے۔ کمپنی کی موجودہ رفتار ترقی کے لئے نہایت ہی بہتر کار فرما ہے۔ ملک کے سرمایہ داروں سے ہماری درخواست ہے کہ وہ اس کمپنی کے حصص ضرور خریدیں۔ اس میں روپیہ لگانے سے منافع بھی حاصل ہو گا، اور مذہبی کتب کی اشاعت سے دینی فرض بھی ادا ہوتا رہے گا۔ (مؤرخہ ۲۱ جولائی ۱۹۲۳ء)

خبر از میندر لاهور

اس کمپنی نے پہلے ہی سال میں پندرہ فی صدی سالانہ کے حساب سے نفع تقسیم کیا جو لوگ لمیٹڈ کمپنیوں کے کثیر ابتدائی اخراجات سے واقف ہیں۔ اور پھر یہ بھی جانتے ہیں کہ ایک معمول رقم سرمایہ میں بھی رکھنی پڑتی ہے وہ یقیناً اس نفع پر بہت خوش ہوں گے۔ ہمارے نزدیک یہ شرح منافع کمپنی کی آئندہ ترقی کے لئے نہایت مبارک خیال ہے۔ ملک محمد الدین صاحب مذہبی کتب کی اشاعت کا کافی تجربہ رکھتے ہیں۔ ان کے زیر اہتمام کمپنی کی خوشحالی یقینی ہے۔ (مؤرخہ ۱۳ جولائی ۱۹۲۳ء)

خبر از سیاست لاهور

یہ امر باعث اطمینان ہے کہ کمپنی کے منیجر ڈاکٹر ملک محمد الدین صاحب ایڈیٹر صوفی ہیں۔ مذہبی کتب کی اشاعت میں آپ کا تجربہ بہت وسیع ہے۔ ملک صاحب نے اس کمپنی کے قیام سے ملک کی ایک اہم ضرورت کو پورا کیا ہے۔ اور اس طرح کمپنی کے اجراء سے ایک عملی مذہبی اور فقیہ خدمت کی ہے۔ (مؤرخہ ۱۲ جولائی ۱۹۲۳ء)

الامان و صلی

کمپنی مذہبی کتابوں کی اشاعت کی غرض سے گذشتہ چھوڑی میں قائم ہوئی تھی۔ یورپ دیگر تمدن ممالک میں تو اس قسم کی گنجیناں بہت سی ہیں۔ لیکن اردو دنیا میں اور بالخصوص مسلمانوں میں یہ پہلی کمپنی ہے جس نے اپنی پہلی ششماہی میں پندرہ فی صدی سالانہ منافع تقسیم کیا ہے۔ منافع کی شرح کمپنی کی آئندہ ترقی کو بہت کامیاب ثابت کرتی ہے۔ ملک محمد الدین صاحب مذہبی کتابوں کی اشاعت کا کافی تجربہ رکھتے ہیں اور اس کامیابی پر ہم ان کو مبارکباد دیتے ہیں۔ (مؤرخہ اگست ۱۹۲۳ء)

مسلم اوٹ لک لاهور

(مؤرخہ از انگریزی)

صوفی کمپنی نے اپنے قیام سے ہندوستان اور خصوصاً مسلمانوں کی ایک اہم ضرورت کو پورا کیا ہے۔ مکتبات اور زمین کی جائداد پر چھ فی صدی سے زیادہ نفع حاصل نہیں ہوتا۔ لیکن کمپنی نے پندرہ فی صدی منافع تقسیم کر کے سرمایہ داروں کے لئے روپیہ لگانے کے لئے ستمبر ہی موقع پیدا کر دیا ہے۔ (مؤرخہ ۱۵ جولائی ۱۹۲۳ء)

خاکسار سلطان علی

مینجر صوفی پرنٹنگ اینڈ پبلشنگ کمپنی لمیٹڈ پٹی سر سید الدین نجاب

صحابیات کے متعلق

حضرت عبداللہ بن ابی بکرؓ کا فرمان واجب الزمان۔ فقہان اسلام کو عموماً اور بدین طریقہ کو خصوصاً تاکیر کرتا ہے۔ کہ ہر ایک اس تبرک کتاب (صحابیات) کا ایک ایک نسخہ ضرور خریدے کیونکہ اس کے مطالعہ سے ظاہری اور باطنی اخلاق درست ہونگے اور سچا دل پر نصیب ہوئے علاوہ اپنی اور سلف کی حالت کا موازنہ معلوم ہوگا۔

نیز جو مدرس اسلامیہ کے تعلیم نصاب میں آئے تنظیم کنندگان و محرمین پر لازم ہے کہ ان کو بھی تربیت دینی کیلئے اس کتاب تبرک ذیل نصاب کے لئے ضروری اور ضابطہ بنی ہو حاصل کریں۔ امید کہ فقیر کی یہ صدامحالی نہ جاوے گی۔

حضرت مولانا عبدالباقی صاحب قلم مدظلہ العالی جن طرح مسوہ حسنہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرموں کے لئے راہ نجات ہے اسی طرح عورتوں کے لئے ازواج مطہرات اور صحابہ کرم کی اتباع دلیل ہے کہ ہر ایک کے لئے لازم الاقتراری ہوئے حالات اور دم جمع کے چاہوں اللہ تعالیٰ یہ کوئی نئے تجربے کہ اپنے اس کی کو ایک کتاب کو لکھیے۔ لوگوں تو خود از خود اس طرح بعض لوگوں ذہنات کے گھبر کر اس کتاب کے ساتھ آثار صحابہ کرم کی جیسے جیسے کتاب لکھی ہیں اور جو طافت اور خوشامی کے ساتھ اس کو طبع کرایا ہے آپ ہی کا حصہ ہے۔ آپ نے خدمت انجام دی ہے اب دیگر مسلمان بھائیوں اور بہنوئی کا فرض ہے کہ اس سے فائدہ اٹھائیں۔

رائٹ آنریبل میاں محمد شفیع صاحب کے سی لکھیں۔ آئی۔ ای۔ الیامبر گورنمنٹ آف انڈیا۔ کتاب صحابیات کے مطالعہ میں بہت خوش جواب لکھا ہے چھپائی نہایت عمدہ ہے اور ظاہر میں صحت ہے کہ موجود کتاب پڑھنے کو ہی بہت اس کے ساتھ باطنی خوبیاں بھی کی طرح کم دکھن نہیں۔ مولانا نیاز محمد خاں صاحب کی طرز تحریر نہایت پختہ ہے اور ایک مذہبی اور ہادھی تصنیف میں ادبی رنگ بھلا کر لکھا ہے۔ میری رائے میں یہ کتاب ہر اسلامی گھر میں موجود ہونی چاہیے۔

ڈاکٹر محمد اقبال صاحب کی ایک سیر سرائیٹ لکھا ہے کہ کتاب صحابیات مصنفہ جناب نیاز محمد خاں صاحب نے نہایت عمدہ معلوم ہوتی ہے مسلمان عورتیں اس سے بہت مستفید ہونگی۔

روزانہ اخبار وکیل امرتسر۔ صحابیات صوفی پر رنگ اینڈ پبشنگ کمپنی کے سلسلہ مطبوعات کا وہ اثر ہے جو مولانا نیاز محمد خاں صاحب نے تازہ بخوری کے ازواج و مطہرات و نباتات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی لائحات میں تالیف کی ہے مسئلہ سائنس پر محققانہ بحث کی گئی ہے کاغذ نہایت اعلیٰ۔ کتاب و طباعت نہایت عمدہ اور ٹائٹل نہایت پختہ ہے ہر ایک کے اعتبار سے اس کتاب کو عروس الکتاب کہا جائے تو بجا نہ ہوگا۔ (پانچ ۱۹۲۲ء)

انجمن رسیاست لاہور صحابیات۔ صوفی کمپنی پبشنگ ہاؤس الدین ادبیات اسلام میں بہترین اضافہ کی کوشش کر رہی ہے اس کی دوسری جی مشکور ہے جو کتاب مذہب عنوان کی شکل میں ظہور پذیر ہوئی ہے۔ اس میں ازواج مطہرات نباتات نبی عظیم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی جناب مولوی نیاز محمد خاں صاحب نیاز محمد خاں صاحب نے نہایت تحقیق و ترقی سے جمع کئے ہیں۔ یہ کتاب عورتوں اور مردوں دونوں کیلئے نہایت مفید ہے کیونکہ جن معزز و محترم خواتین کے حالات اس کتاب میں درج ہیں۔ ان پر غور و شہد اسلام کی اولین شہاعین کی ہیں۔ موضوع کتاب کی دلچسپی و افادہ بخشی کے لحاظ سے کمپنی مذکور نے اس کی تیاری میں جو کوشش کی ہے۔ وہ بھی ہر لحاظ سے قابلِ داد ہے۔ ہماری رائے میں کوئی مسلم گھر اس کتاب کے خالی نہ رہنا چاہیے۔ قیمت بلا جلد ۱۰/- اور جلد ۱۲/-

ملنے کا پتہ۔ منیجر صوفی پرنٹنگ اینڈ پبشنگ کمپنی لمیٹڈ پبشنگ ہاؤس الدین پشاور

(مطبوعہ اسلامیہ سیمینار میں باہتمام مولوی عبدالرشید منیجر)

فہرست مضامین

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۸۹-۱۹۰	حضرت سمیرہ بنت جحشا	۱۶-۱۷	مقدمہ
۱۹۱	شیما والسعدیہ بنت حارث	۱۶-۲۲	ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ
۱۹۲-۱۹۳	ام ورقہ بنت عبداللہ	۲۲-۲۶	ام المومنین حضرت سودہ بنت زعمہ
۱۹۴-۱۹۵	ام سعیدہ بنت خالد	۲۸-۵۳	ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ
۱۹۶-۱۹۷	زینب بنت ابو موادیہ	۵۴-۵۸	ام المومنین حضرت حفصہ
۱۹۸-۱۹۹	ام عطیہ بنت حارث	۵۹	ام المومنین حضرت زینب بنت خزیمہ
۲۰۰-۲۰۱	ربیعہ بنت موفی بن عقرار	۶۰-۷۱	ام المومنین حضرت ام سلمہ
۲۰۲-۲۰۳	ام ابی بنی بنت ابی طالب	۷۲-۷۹	ام المومنین حضرت زینب بنت جحش
۲۰۵-۲۱۱	ام سلیمہ بنت لمحان	۸۰-۸۲	ام المومنین حضرت جبریرہ بنت حارثہ
۲۱۲-۲۱۳	ام رومان بنت عامر	۸۳-۸۶	ام المومنین حضرت ام حبیبہ
۲۱۴-۲۱۵	شفارہ بنت عبداللہ	۸۷-۹۱	ام المومنین حضرت صفیہ بنت محیی
۲۱۶-۲۱۷	ام کلثوم بنت عقبہ	۹۲-۹۳	حضرت ریحانہ بنت شمعون
۲۱۸-۲۱۹	فاطمہ بنت خطاب	۹۴-۹۶	ام المومنین حضرت میمونہ بنت حارثہ
۲۲۰-۲۲۱	زینب بنت ابی سلمہ	۹۷-۱۰۲	حضرت زینب بنت رسول اللہ صلعم
۲۲۲-۲۲۳	ام حکیمہ بنت حارث	۱۰۳-۱۱۱	حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صلعم
۲۲۴	خولہ بنت حکیم	۱۱۲-۱۱۳	حضرت سیدہ ام کلثوم بنت رسول اللہ صلعم
۲۲۵	حمزہ بنت جحش	۱۱۴	سیدہ عالم حضرت فاطمہ الزہرا بنت رسول اللہ صلعم
۲۲۶	ام ابی ہریرہ	۱۱۵-۱۳۲	رسول اللہ صلعم
۲۲۷	ام الدردار	۱۳۳-۱۴۷	حضرت اسماء بنت ابی بکر
۲۲۸	ام خالدہ بنت خالد بن معد	۱۴۸-۱۴۹	حضرت امامہ بنت ابی العاص
۲۲۹	سماذہ بنت عبداللہ	۱۵۰-۱۵۲	حضرت اسماء بنت عمیس
۲۳۰	خولہ بنت یزید	۱۵۳-۱۵۴	حضرت ام الفضل بنت حارث
۲۳۱	ام النجیرہ بنت منجر	۱۵۵-۱۶۰	حضرت فاطمہ بنت قیس
۲۳۲	لیلیٰ بنت ابی حاتمہ	۱۶۱-۱۶۹	حضرت خنساء بنت عمرو بن اشیرہ
۲۳۳	نخیلہ بنت قیس	۱۷۰-۱۷۳	حضرت صفیہ
۲۳۴-۲۳۵	خولہ بنت اعلیہ	۱۷۴-۱۷۵	حضرت فاطمہ بنت اسد
۲۳۶	ربیعہ بنت نضر	۱۷۶-۱۷۸	حضرت ام ایمن
۲۳۷	دورہ بنت ابی امیہ	۱۷۹-۱۸۱	اماء بنت یزید
۲۳۸-۲۳۹	ہند بنت عقبہ	۱۸۲-۱۸۶	حضرت ام عمارہ
		۱۸۷-۱۸۸	ام حرام بنت لمحان

مقدمہ

”نظام تمدن میں مسئلہ ”نسائیات“ نے اب اس قدر اہمیت اختیار کر لی ہے کہ زندگی کے کسی شعبہ پر اس وقت تک کوئی مکمل بحث نہیں ہو سکتی، جب تک خدا کی اس ”نازک“ مگر اسی حد تک ”اہم“ مخلوق کا ذکر نہ کیا جائے۔ کیونکہ عالم اخلاق کا کوئی پہلو عورت سے جدا نہیں کیا جاسکتا اور عزرائیت و مدینیت کا مفہوم اک ”وہم“ ہو کر رہ جاتا ہے، اگر عیش نازک کو نظر انداز کر دیا جائے ایک مرد و عورت کی فطری حیال پسندی اور عزالت نشینی کو دیکھ کر یہ حکم لگا سکتا ہے کہ وہ کارگاہ عالم میں ایک ساقط الاعتبار چیز ہے، اس کے نرم و نازک اعضاء اس کے فقیق و سریع التاثر قلب کا لحاظ کر کے سمجھ سکتا ہے کہ وہ دنیا میں صرف رونے اور گڑھنے کے لیے پیدا ہوئی ہے لیکن ہم ایک لمحہ کے لیے اس حقیقت کو فراموش نہیں کر سکتے کہ اس کی یہی فطری غلوت پسندی تھی، جسے کائنات کے ایک ایک راز کو مرد پر ظاہر کر دیا اور اس کی یہی نرمی و نزاکت تھی جس نے سخت ترین منازل حیات طے کرنے میں ہماری مدد کی،

بیشک ایک مرد اس پر فخر کر سکتا ہے کہ اس نے اپنی کاوش و جستجو سے ارتقاء تمدن میں نمایاں حصہ لیا، یقیناً وہ دعویٰ کر سکتا ہے ”سجارد و کمر با“ کو اپنا خادم بنا کر اس نے انسان کو صحیح معنی میں انسان بن جانے کا موقعہ دیا، وہ یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ امریکہ اس نے دریا کیا، دنیا کے بلند ترین کوہستانی سلسلہ کے مرتفع ترین نقطہ پر پہنچنے کی کوشش میں اس نے جانیں دین، اور اپنے صناعات و اختراعات، اکتشافات و ایجادات سے اسی نے ”خلافتہ“ فی الارض کی حقیقت کو واضح کاف کیا، لیکن اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ اخلاقی دنیا جو حقیقی محرک ارتقاء تمدن کی ہے، عبارت ہے صرف ”عورت“ سے اور زمانہ خواہ کتنی ہی ترقی کیون نہ کرے وہ اس احساس کو محو نہیں کر سکتا۔

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ سلطنتوں کی بنیاد مرد ہی نے قائم کی، قوانین اسی نے وضع کیے

علوم و فنون اسی کی ذات سے وابستہ ہیں اور سلسلہ اسباب و علل کو اسی نے نمایاں کیا۔ لیکن اس کے ساتھ کیا ہم اس حقیقت کو نظر انداز کر سکتے ہیں کہ ”لمرأة سلطة في نظراتها أكثر نفوذاً من القوانين و دعوها اقوى حجة من الشرع“ عورت کی منکھا ہیں وہ کام کو جاتی ہیں جہاں بادشاہوں کی شرکت و جبروت عاجز نظر آتی ہے اور اس کے انساویہ قوی دلائل ہیں جن کے سامنے دنیا کا ہر قانون اپنی پروا دلالتی ہے،

لیکن باوجود اس کے کہ عورت دنیا میں اس قدر اہمیت لیکر آئی ہے، باوصف اس کے کہ ہم اس قدر شدت سے اس کے محتاج ہیں، فطرت کا یہ کس قدر عجیب و غریب فیصلہ ہے کہ اسی قابل احترام طبقہ کی سب سے زیادہ توہین کی گئی اور اسی ”مرحمہ موز“ جنس پر زیادہ مظالم کیے گئے۔ نسائیات کی قدیم تاریخ دنیا کی ایسی دردناک داستان ہے کہ مشکل سے کوئی شخص اس کا مطالعہ کرنے کے بعد اس کی صحت کا یقین کر سکتا ہے، لیکن انوس ہے کہ واقعات محو ہو نہیں سکتی اور اس لیے یہ بدنامہ داغ ”انسانیت“ کی پیشانی سے کبھی نہیں مٹ سکتا کہ مرد نے اس آغوش کو زخمی کیا جس آغوش میں اس نے پرورش پائی اور اس نے اسی سینہ کو مجروح کیا، جس سے اس کا رشتہ حیات و اعمال وابستہ تھا۔

اگر اس عہد سے قطع نظر کر لیا جائے جسے ”عہد وحشت و بربریت“ سے تعبیر کیا جاتا ہے تو بھی کثرت سے ایسی مثالیں ملتی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ عہد تہذیب و عمرانیت میں بھی کوئی ایسا وحشیانہ سلوک نہ تھا جو عورت کے ساتھ روا نہ رکھا گیا اور دنیا کی کوئی ذلت ایسی تھی جو اس مظلوم طبقہ کو برداشت کرنی نہیں پڑی۔

مشکل سے کوئی مسئلہ ایسا ملے گا جس میں اس قدر کثرت کے ساتھ لوگوں نے اتفاق رائے سے کام لیا، جتنا عورت کے مسئلہ میں وہ متحد خیال ہیں۔ مطالعہ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ سوائے شاذ صورتوں کے ہر شخص نے اسی امر پر زور دیا ہے کہ عورت کی فطرت مرد کے مقابلہ میں بہت کمزور دانتے ہے، حتیٰ کہ زمانہ قدیم میں ہی امرامہ النزاع تھا کہ عورت کے پاس نفس بھی موجود ہے یا نہیں۔

ہندو چین، یونان و روم میں بھی جو تہذیب و شائستگی کے گوارے کئے جاتے تھے، عورت سے احتراز کرنے کی تعلیم دی جاتی تھی جیسا کہ ان کی روایات علم الاعصاب سے ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ جو دیو پٹر سے ایک دیوتا نے پوچھا کہ ”سلسلہ تناسل کے مسئلہ میں توہین

عورت کی طرف سے بے نیاز نہیں بنا دیتا" (اور شاید اسی غرور کی سزا ہے کہ اب سب کانکی سے تو والد متنازل کا طریقہ زیر غور ہے جس میں مرد کی ضرورت بالکل باقی نہیں رہتی) ایک جگہ اور اسی قسم کی درخواست پیش کی گئی کہ "اس آفتاب کے نیچے مردوں پر عورتوں کی بلا کیوں مسلط کی گئی ہے؟"

برداشت انڈر ویکی یونانیوں کا خیال عورت کے متعلق ان کے اس فقرہ سے اچھی طرح ظاہر ہوتا ہے کہ "آگ سے جل جانے اور سانپ کے ڈسنے کا علاج ممکن ہے لیکن عورت کے شر کا مداوا محال ہے"

سقراط کہتا ہے کہ عورت سے زیادہ فتنہ و فساد کی چیز دنیا میں اور کوئی نہیں۔ وہ دلفی () کا درخت ہے کہ بظاہر بے اتہا خوبصورت و خوشنما نظر آتا ہے لیکن جب کوئی چڑیا اسے کھاتی ہے تو مر جاتی ہے" افلاطون کا قول ہے کہ "جتنے ذلیل و ظالم مرد ہیں، وہ سب نتائج کے عالم میں عورت ہو جاتے ہیں" پھر عورت کے ذلت کا خیال صریح حکمرانوں و فلاسفہ کی دماغ میں مرکوز تھا، بلکہ مذہبی دنیا میں بھی اس کے ساتھ ہی سلوک کیا جاتا تھا چنانچہ قدیس برنار کہتا ہے کہ "عورت شیطان کا آلہ ہے" یوحنا دشتی کا قول ہے کہ۔ "عورت کر کی بیٹی ہے اور اس و سلامتی کی دشمن" بلکہ روایات انجیل کے مطابق حضرت عیسیٰ کا خود اپنی ماں کو جھڑک دینا ظاہر ہے۔

یورپ اور وسطی مخصوص رومن کیمبرجی جو عیسویت کا مرکز تھا اور جہاں مبلغین امن کی جامعین ہر جگہ تعلیمات مسیح کی تبلیغ کرتی ہوئی نظر آتی تھیں، اس لحاظ سے اس قدر گرا ہوا تھا کہ شکل سے اس کی کوئی دوسری نظیر مل سکتی ہے۔ یہاں عورتوں کی حالت لونڈیوں سے بدتر تھی، ان پر ایک جانور کی طرح حکومت کی جاتی تھی اور یقین کیا جاتا تھا کہ اس طبقہ کو آرام آسائش کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ ذرا ذرا سے قصور میں یہ ذبح کر دیجاتی تھیں اور محض بے بنیاد الزامات پر آگ میں ڈال دی جاتی تھیں۔ سولہویں اور سترھویں صدی عیسوی میں جب جادو کا اعتقاد نہایت رسوم کے ساتھ لوگوں کے دلوں میں جاگ رہا تھا، اس وقت اکثر عورتوں میں غریب عورت ہی پر الزام دیکھا جاتا تھا اور وہی ظلم کا شکار ہوتی تھی،

انگریز مشتم نے ۱۵۴۷ء میں، لائی وہم نے ۱۵۲۱ء میں، اورین مشتم نے ۱۵۲۲ء میں جس بیدردی کے ساتھ عورتوں اور ان کے بچوں کو سحر کے الزام میں ذبح کیا، اس سے

تاریخ یورپ کے صفحات رنگین ہیں۔ ملکہ الویچہ اور جیس اول کے عہد میں ہزاروں عورتوں کا اس جرم میں جلایا جانا اور لٹاگ پارلیمنٹ کے زمانہ میں سولی دیا جانا تاریخ کے کھلے ہوئے واقعات ہیں،

اسکاٹ لینڈ کا بادشاہ جیس ششم جب ڈنمارک سے شادی کر کے واپس آیا تو اس کا لگا گیا کہ چند عورتوں نے راستہ میں جمع ہو کر طوفان برپا کرنے کا سحر کیا ہے، چنانچہ یہ عورتیں گرفتار کی گئیں اور اقبال جرم کے لیے انھیں جسمانی سزائیں دی گئیں اور جب اس تکلیف سے عاجز آکر انھوں نے اقبال کیا تو سب کی سب ذبح کر دی گئیں۔

اس طرح انگلستان میں عورتوں کو سزا دینے کے لیے ایک خاص مجلس وضع کی گئی جس نے عورتوں پر ظلم کرنے کے لیے جدید قوانین مرتب کیے۔ الغرض سارے یورپ نے اس صنف پر ستم کرنے کا عہد کر لیا تھا جس کا نتیجہ بقول ڈاکٹر اسپرنگ یہ ہوا کہ عیسائیوں نے ۹۰ لاکھ عورتوں کو زندہ جلادیا۔

چونکہ زمانہ قدیم میں عورت اک جنس کا سد کی حیثیت رکھتی تھی، اس لیے ظاہر ہے کہ اسکی اخلاقی حیثیت اس وقت کس درجہ نہ ہون رہی ہوگی۔ ایران میں بیوی اور بہن کے درمیان کوئی امتیاز باقی نہ رہا تھا، مشرق کے نصاریٰ نے ان کو مان بچھتے تھے اور نہ بہن کو بہن اور ہندوؤں کے مان ایک عورت متعدد بھائیوں کی بیوی بن سکتی تھی۔ پھر لطیف یہ ہے کہ نہ نہایت موسوی نے اس طرف توجہ کی نہ حضرت داؤد اس کا کوئی مدد کر سکے اور جس طرح حضرت یعقوب کی نبوت اس باب میں کامیاب ثابت نہیں ہوئی، اسی طرح مسیح کی صلح کل رسالت بھی اس غریب طبقہ کی فریاد کو نہ پہنچ سکی۔ اسی کے ساتھ ہندوستان میں نہ وید مقدس نے عورت کی اخلاقی حالت کو بلند کرنے کی کوشش کی اور نہ بودھ نے اس صنف کے لیے کوئی قانون مقرر کیا۔

سردین عرب میں بھی جہان آخر کار نبی آخر الزمان نے ادیان سابقہ کی اس فرودگشت کی پوری تلافی کرنے کا عزم استوار کر لیا، عورت کا شمار بدترین مخلوقات عام میں سے تھا چنانچہ ایک شاعر کہتا ہے،

ان النساء شیاطین خلقن لنا نعوذ بالله من شر الشیاطین

جب رئیس بہراہ کی لڑکی نے انتقال کیا تو ابو بکر خوارزمی نے ان الفاظ میں اظہار

تعزیت کیا کرے۔

اگر تم اس کے متر و حجاب اور اس کی صفات حمیدہ کا ذکر کرتے۔ تو تمہارے لیے بہ نسبت تعزیت کے تہنیت زیادہ موزوں ہوتی، کیونکہ ناقابل اظہار چیزوں کا چھپ جانا ہی بہتر ہے اور لڑکیوں کا دفن کرنا ہی سب سے بڑی فضیلت ہے۔ ہم ایسے زمانہ میں ہیں کہ اگر کسی شخص کی بیوی اس سے پہلے مر جائے تو گویا اس کی نعمتیں مکمل ہو گئیں اور اگر بیٹی کو اسے قبر میں اتار دیا تو گویا اپنی داماد سے پورا انتقام لے لیا۔
ایک شاعر کا قول ہے کہ

تھوی حیاتی واہوی مو تھا شفقاً و املوت اکوم نذاں علی الحرم
روہ میری زندگی چاہتی ہے اور میں از روئے شفقت اس کی موت چاہتا ہوں کیونکہ موت عورت کے حق میں عزیز ترین مہمان ہے)

آج یورپ اپنی تہذیب و مدنیت اپنے اخلاق کی بندھی اور احترام جنس لطیف کا بہت بڑا مدعی ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ تاریخ کے شواہد اس کے خلاف ہیں اور اسی دور میں جب کہ تعظیم نسائیت کا لوہا اس درجہ اہتمام کے ساتھ بلند کیا جا رہا ہے مدنیت کا بطون کچھ اور کتا ہے،

اس میں شک نہیں کہ ڈانٹی اور بٹارک نے ایک حد تک عورت کے حقوق کی رعایت کی ہے اور شکسپیر نے بھی اپنے ڈراموں میں عورت کا اخلاقی پہلو بلند دکھایا ہے۔ سطح فرانس کا مشہور شاعر کارنل بھی اس خیال کا حامی نظر آتا ہے اور قدون وسطیٰ میں جرمی کے شاعر ہنریک فون سن نے بھی عورتوں کی تعریف میں متعدد نظمیں لکھی ہیں، لیکن اول تو اس قسم کے واقعات بہت شاذ ہیں اور جو ہیں بھی وہ بالکل بیکار و عبث ہیں، کیونکہ حقیقی معنی میں وہ عورت کی کوئی مدد نہیں کر سکے اور اس کی حیثیت نے اک مزدور اور آ رہ تفریح سے زیادہ ترقی نہیں کی۔

ایک فرانسیسی مصنف اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ عورت پر واجب ہے کہ وہ اپنے شوہر کا احترام کرے کیونکہ وہ اس کا آقا و مالک ہے، ہر کام میں اس کی اطاعت کرے اور اس کی طبیعت کے مطابق اپنے کو بنائے۔ اسے چاہیے کہ شوہر کے پانوں دھوئے، گھر کی حفاظت کرے اور اگر اپنے شوہر سے علیحدہ ہو تو اپنی صورت کسی کونہ دکھائے۔

عورتوں پر ظلم کر کے دادن مین دد لٹر، روسیو، ڈریڈو اور مونٹسکو کا نام سب سے پہلے لیا جاتا ہے۔ ہر چند یہ لوگ وہ مین جنہوں نے یورپ مین حریت و آزادی کی بنیاد قائم کی، لیکن صنف نازک کے باب مین ان کے اقوال نہایت سخت مین مونٹسکو کا قول ہے کہ ”فطرت نے مرد کو قوت و عقل دی ہے اور عورت کو صرف زینت و خوشنمائی، اگر عورت کسی یہ خارجی پردہ اٹھا لیا جائے تو اس کی اہمیت و اقتدار بھی ختم ہو جاتی ہے،

ڈریڈو سمجھتا تھا کہ عورتیں صرف جمالی لذات حاصل کرنے کا ذریعہ مین، روسیو نے اس خیال کو ذرا مہذب الفاظ مین یون بیان کیا ہے کہ ”عورت مرد کی مسرت کے لیے پیدا کی گئی ہے“ لیکن کیا مرد کے لیے یہ ضروری نہیں کہ وہ عورت کی خوشی کا باعث ہو؟ اس کا جواب روسیو نے ذرا کمزور الفاظ مین اس طرح دیا ہے کہ ”مرد کے ذمہ یہ فرض اس قدر اہم نہیں ہے“

یہی وہ خیال تھا جس کی بنا پر انقلاب فرانس صرف مردوں کے حقوق کا ضامن تھا اور عورت پر اس کا کوئی احسان نہیں ہے۔ چنانچہ نیپولین نے بھی جزیرہ ہلنا مین ایک بار یہ خیال ظاہر کیا کہ ”عورت فطرت کی طرف سے مرد کے لیے ایک عطیہ ہے تاکہ بچے پیدا کیا کرے۔ عورت ہمارے ایک ہے، ہم عورت کی ہلک نہیں مین“ اور فرانس کا ایک مشہور شاعر صاف صاف الفاظ مین ظاہر کرتا ہے کہ ”مین فطرت سے صرف اس لیے برہم ہوں کہ اس نے اس کمینہ جانور (عورت) کو محاسن محو کرنے کے لیے کیوں پیدا کیا“

اہل جرمن، عورت کے ساتھ دشمنی کرنے مین بھی بہت متاثر نظر آتے مین، کیونکہ انھوں نے اس عداوت کی بنیاد علمی و فلسفی اصول پر قائم کی ہے۔ چنانچہ شہر پنور کھتا ہے کہ ”مرد کی ذکاوت اور ہوشیاری ۲۰ سال کی عمر مین درجہ کمال تک پہنچ جاتی ہے اور عورت کی ۱۰ سال کی عمر مین چونکہ ۱۸ سال کے بعد اس کے نقل و ادراک مین کوئی ترقی نہیں ہوتی اس لیے عورت تمام عمر ایک بچہ بنی رہتی ہے،

نیشے نے دنیا کو ان مصائب سے ڈرایا ہے جو اس کے خیال مین عورتوں کے آزاد کرنے سے پیدا ہونگے۔ وہ کہا کرتا تھا کہ ”ہمارے زمانہ کی سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ عورت کے دل مین مرد کا خوف کم ہوتا جاتا ہے حالانکہ اس کا مقصد حیات صرف یہ ہے کہ وہ مرد کی قید مین رہے اور اس کی خدمت کرتی رہے،

عورت کے متعلق منہو کا خیال سب سے زیادہ عجیب و غریب ہے۔ اسے اس موضوع پر

صرف ایک کتاب لکھی اور کتاب لکھنے کے بعد خود کشی کر لی۔ اس کی عمر صرف ۲۴ سال کی تھی، لیکن اس کتاب نے اسے غیر فانی بنا دیا، اس کتاب میں اس نے وہ تمام عقیدتیں اور برائیاں جس سے کر دی ہیں جو گزشتہ زمانہ سے اب تک عورت کی طرف منسوب کی جاتی ہیں اور ان تمام برائیوں کو علمی و فلسفی صورت میں پیش کیا ہے وہ دنیا سے صرف اس لیے بیزار تھا کہ اس میں عورت جیسی ہستی پیدا کی گئی اور اس بیزاری کا ثبوت اس نے اپنی خود کشی کے ذریعہ سے پیش کیا۔

سلف وینچر کے نظریہ کا خلاصہ یہ ہے کہ جنین، عورت و مرد دو تباہین جنسوں میں منقسم نہیں ہے، سینے ایسا کوئی مرد نہیں ہے جس میں صرف مردانہ اوصاف پائے جاتے ہوں اور نہ ایسی کوئی عورت ہے جس میں خالص نسوانی خصوصیات پائی جائیں بلکہ ہر مرد و عورت میں دونوں قسم کے صفات پائے جاتے ہیں۔ مرد و عورت وہ ہے جس میں مردانہ صفات انسانی صفات پر غالب ہوں اور عورت وہ ہے جو اس کے برعکس ہو اور جس میں دونوں قسم کے صفات مساوی طریق پر پائے جائیں وہ غنث ہے۔

اس اصول کی بنا پر چونکہ محبت کی حقیقت صرف فریقین کا تجاذب قرار پاتی ہے، اس لیے سب سے بہتر محبت وہ ہے جو فریقین کے مردانہ و زنانہ صفات کے توازن پر قائم ہو۔ مثلاً اگر کسی شخص میں ۸۰ فی صدی مردانہ صفات اور ۲۰ فی صدی زنانہ اوصاف پائے جاتے ہیں تو اسے ایسی عورت تلاش کرنی چاہیے جس میں ۲۰ فی صدی مردانہ اور ۸۰ فی صدی نسائی صفات پائی جائیں، اسی طرح وہ عورت جس میں ۳۰ یا ۴۰ فی صدی نسائیت ہے اس کے لیے ایسا مرد موزون ہے ۷۰ یا ۶۰ فی صدی مردانہ خصائل پائے جاتے ہوں۔ وینچر کے نزدیک صفت نازک اور صفت قوی کا تجاذب اس علمی قانون کے ماتحت ہے، جسے ہم قانون استکمال کہہ سکتے ہیں۔ لیکن اقتدار، کمال اور تفوق اس کے نزدیک مرد ہی کا حصہ ہے اور دنیا میں جتنی صاحب کمال عورتیں گزری ہیں، ان کا کمال صرف اس وجہ سے تھا کہ ان میں مردانہ صفات زیادہ پائے جاتے تھے۔ تاہم اس کے نزدیک بڑی سی بڑی عساکر و عورت متوسط عقل کے مرد سے آگے نہیں بڑھ سکتی،

وینچر کا یہ بھی خیال ہے کہ شہوانی خواہشات اور جہانی لذتیں صرف حیات نسوانی کا کارندہ ہیں۔ مرد کے لیے یہ ممکن ہے کہ وہ ان سے بلند گزر جائے، لیکن عورت کے لیے ناممکن ہے اور اس لیے فطرتاً وہ مرد کی قید میں رہنے کے لیے وضع کی گئی ہے۔

یہ نہایت قویٰ خیزا مر ہے کہ عورت کی کئی کو مرد نہایت حیرت کی نظر سے دیکھتا ہے
 سکندر اعظم، پتولین اور گلیلو کا کمال اس کو حیرت میں نہیں دے گی اس کے استجاب کی کوئی
 انتہا نہیں رہتی جب وہ کلیو پٹرا، جون آف آرک اور کیتھرین کے کارناموں کا سمعہ کرتا
 ہے۔ چونکہ صنف نازک کی طرف سے سورن مرد کی فطرت میں جلا آتا ہے، اس لیے وہ
 نسوانی ترقی کو ا فوق العادۃ بلکہ فطرت کی غلطی خیال کرتا ہے۔

مرد کے نزدیک عورت کی حکومت صرف عالم جذبات و عواطف پر ہو سکتی ہے عقل
 و ادراک، غور و فکر اور متانت و تدبیر میں اس کا حصہ بہت کم ہے، لیکن واقعہ یہ ہے کہ عورت
 میدان فکر و اختراع میں بھی مرد سے پیچھے نہیں رہ سکتی۔

اس میں شک نہیں کہ اس وقت مرد علوم و فنون میں عورت سے زیادہ ترقی کر چکا ہے
 لیکن یہ نتیجہ اس حقیقت کا نہیں ہے کہ مرد و عورت کے نظام عقلی و قوائے داغی میں فطرت نے
 کوئی فرق رکھا ہے، بلکہ یہ اس ظلم و تعدی کا نتیجہ ہے جو ازمنہ قدیم سے صنف نازک پر ہوتی چلی
 آئی ہے۔ اس دعویٰ کی ثبوت میں سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ جب کبھی کسی عورت کو ترقی
 کرنے کی فرصت ملی اور اس عہد کے ادبی و اجتماعی حالات نے اس کی مساعدت کی تو وہ کمالات
 انسانی میں کسی طرح مرد سے پیچھے نہیں رہی۔

پہلے زمانہ میں اور خاص کر جنگ شروع ہونے کے بعد نسوانی زندگی میں غیر معمولی تغیر
 پیدا ہونے لگا۔ اسنے کارخانوں میں جا کر کام کیا، اسنے ڈاکٹری سیکھی، وکالت کی، وظائف
 و مناصب کو حاصل کیا اور اپنے تمام اعمال و اشغال سے ثابت کر دیا کہ جن باتوں کو مرد صرف
 اپنے لیے مخصوص سمجھتا تھا ان میں عورت نے بھی اسی خوبی کے ساتھ انجام دیا۔ لیکن ابھی تک اس
 دور تہذیب و فاضلت کی، اس عہد نصفت و ارتقائے میں بھی مرد تجاہل سے کام لیتا ہے اور سمجھتا ہے
 کہ عورت کی موجودہ ترقی عارضی ترقی ہے اور وہ بہت جلد رجعت قنبری کر کے اپنے اصلی مرکز
 پر پہنچ جائے گی، لیکن انہیں جانتا چاہیے کہ نوع بشری کی اجتماعی رفتار اور اس کے مضبوط
 قوانین حقیقت کو مستور رہنے نہ دیں گے اور اسے اعتراض کرنا پڑے گا کہ عورت تمام کمالات انسانی
 میں مرد کے دوش پر دوش چل سکتی ہے اور وہ صرف خادم و غلام بننے کے لیے دنیا میں نہیں آئی
 علوم و فنون کے نشوونما کے متعلق جو مباحث زمانہ حال میں کیے جاتے ہیں ان سے
 ثابت ہوتا ہے کہ عورت میں ایجاد و اختراع کی بھی پوری قابلیت موجود ہے اور وہ تمدن

اور تمدن کا رخ بدل سکتا ہے۔

حقیقت میں لاسکلی ایک عورت ہی کی اختراع ہے جس کا نام ادوسا تھا، سوت کا تے کی صنعت ملکہ چین ہی کی ایجاد ہے جو ۲۴ صدی قبل مسیح پائی جاتی تھی اور گاڑیوں کو مسلح کرنا ملکہ ہسپراس ہی کے دماغ کا نتیجہ تھا۔

فن مصوری کے متعلق بھی یہی مرع ہے کہ اسے ایک یونانی عورت نے ایجاد کیا جس کا نام کامیروہ تھا۔ ہل کی نسبت بھی کہا جاتا ہے کہ وہ عورت ہی کی اختراع ہے۔ علماء انقروپاوی در علم الانسان نے ثابت کیا ہے کہ ہندو قدیم میں جب کہ انسان صرف شکار اور لوٹ مار پر زندگی بسر کرتا تھا، عورت گھر میں بیٹھ کر آلات ایجاد کیا کرتی تھی جن پر آگے چل کر انسانی ترقی کی بنیاد قائم ہوئی،

اب تاریخ کو صرف اس لیے نہ پڑھنا چاہیے کہ وہ مرد کی تاریخ ہے، تمدن کا مطالعہ صرف اس لیے نہ کرنا چاہیے کہ وہ مرد کے قوائے دماغی کا نتیجہ ہے، بلکہ اب تاریخ کا مطالعہ اس حقیقت کو بھی پیش نظر رکھ کر کرنا چاہیے کہ تمام اعمال انسانی میں عورت بھی پوری حصہ دار ہے۔ ذرا قبل تاریخ کی تحقیق سے ثابت ہوتا ہے کہ عورت ہی نے سب سے پہلے زراعت شروع کی اور اسی نے زمین کو مصاف کر کے اسے قابل زراعت بنایا۔ یہ بھی ثابت ہو گیا ہے کہ دور اول میں جب مرد شکار کر کے چمٹے لاتا تھا تو عورت ہی اس کے طبوس طیار کیا کرتی تھی۔ اس نے درختوں کی شاخوں سے مکان بنائے، اسی نے اُون کا تا، طبوس کو دھویا، کھانا طیار کیا اور مٹی کے برتن بنائے۔

عورت ہی نے گاؤں میں بازار قائم کیے اور ان بازاروں میں عورت ہی کو سیادت حاصل ہوئی جن پر بعد کو دنیا کے عظیم اُشان تمدن کی بنیاد قائم ہوئی۔

اب میدان علم و اختراع کو دیکھئے تو معلوم ہو گا کہ عورت نے یہاں بھی کارہائے نمایاں انجام دیے اور باوجود اس کے کہ خانگی مصائب اور منزلی فراخیں کے دہرے سے تحفیل علوم کا کوئی موقعہ نہیں ملا اور مردوں نے اس درجہ اسے آزاد رکھا کہ وہ آسانی سے اکتساب فنون کر سکتی، تاہم اس نے جو کچھ کیا وہ کس طرح نظر انداز نہیں کیا جاسکتا،

کون شخص ہے جو فلسفہ وضعی (کی بانی صوفیا جبران

کو بھلا سکتا ہے، جس کی ہمارے علوم ریاضیہ میں اپنا نظیر نہ رکھتی تھی اور فلکیات میں عورتوں کے

اکتشافات سے کون انکار کر سکتا ہے۔

انٹینس مصریہ کا حرکت افلاک کو دیکھ کر صحیح پیشین گوئی کرنا اور تھلسلی کی مشہور عورت اگلاؤش کا کسوف و خسوف کے حالات بتا دینا، اس زمانہ میں جب کہ مرد بھی علم الافلاک سے زیادہ واقف نہ تھے کوئی معوی بات نہیں ہے۔

اسکندریہ کی مشہور فلاسفر عورت ہیپا تھیا کے علمی کارناموں سے تاریخ کے صفحات معمور ہیں جس نے اسطرلاب ایجاد کیا اور سب سے پہلے علم جبرین ایک تصنیف لاک کے سامنے پیش کی جبرسنی کی تاریخ میری کو نیسیا، مارگرٹ کرسش اور میڈیم رکر کو کبھی نہیں بھول سکتی، جن کی علمی تصانیف و اکتشافات کا ہر شخص کو اعتراف کرنا پڑتا ہے۔

اس طرح فرانس کی جان دومی، میڈم دو شاتلی (جسے نیوٹن کے فلسفہ طبیعی کا ترجمہ کر کے اسپرہنایت مفید حواشی کا اضافہ کیا) میڈم لپوٹ، میڈم لاونڈ، میڈم دو میری، میڈم ویلا رسوا اور میڈم کلیانس (جسے تالیفات ڈارون کا ترجمہ کیا) ان خواتین میں سے ہیں جنہیں تاریخ علم و ادب میں ہمیشہ نمایاں جگہ دیکھائے گی۔

فن ایٹروفرن (یعنی ترکیب الاجرام الفلکیہ پر جسے پہلے جس نے کتاب لکھی وہ سر ولیم ہجز کی بیوی تھی۔)

اختراعات و ایجادات کے سلسلہ میں میڈم کوری کو زمانہ کبھی فراموش نہیں کر سکتے جس نے ریٹیم دریافت کیا اور اخلاقیات و سیاسیات میں بھی زمانہ قدیم سے لیکر عہد حاضر تک کوئی قرن ایسا نہیں گزرا کہ عورتوں نے ان میں کافی حصہ نہ لیا ہو، ملکہ تھیوڈورا ملکہ رزنا اسپین کی ملکہ اسابلا، روس کی ملکہ یوئی، میڈم رولینڈر جسے آزادی فرانس میں بڑا حصہ لیا، اور یوسی اسٹون رجو غلاموں اور عورتوں کی آزادی کی زبردست حامی تھی، وغیرہ کثرت سے ایسی عورتیں ہوئی ہیں جن کے احسان سے دنیا سبکدوش نہیں ہو سکتی۔

خاص سرزمین عرب میں بھی جہتدرا دیب و فاضل عورتیں ہوئی ہیں اور فرات و شجاعت و ذہانت و کیا ست کی جہتدرا نسوانی مثالیں ریگستان عرب سے رونما ہوئیں وہ بھی کسی سے مخفی نہیں۔

پھر دیکھنا یہ ہے کہ وہ عورت جو باوجود اس قدر ضروری عنصر انسانیت ہونے کے ہمیشہ ٹھکرائی گئی اور جو عہد جدید میں بھی باوجود اپنے ان تمام کارناموں کے ناقابلِ تلافی

چیز خیال کی گئی اسلام نے کس حد تک اس کے احترام کا حکم نافذ کیا اور اس کو انسانیت کی کس سطح پر لا کر روٹھنا س کیا۔

جو کچھ صفحات مابین بیان کیا گیا، اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تہذیب جدید نے عورت کو علمی و عملی میدان میں بھی مرد کے دوش بدوش کام کرنے کا اہل ثابت کر دیا ہے مگر آجکل یورپ کی معاشرت اس کی شہادت میں پیش کی جاسکتی ہے، لیکن اسی کے ساتھ آپ یہ بھی دیکھیں گے کہ اخلاقی نقطہ نظر سے عورت کی حالت گر گئی ہے اور اسی بنا پر بعض کا خیال ہے کہ عورت کے لیے تعلیم جدید یا اس کی آزادی مفید نہیں ہو سکتی، مگر ایسا خیال کرنا حقیقتاً واقعات سے غلط نتیجہ اخذ کرنا ہے۔ کیونکہ واقعہ یہ ہے کہ عورت کی تربیت کی طرف کبھی صحیح اعتناء نہیں کیا گیا اور اس کا وہ اخلاقی زوال جو ازمنہ قدیم سے شروع ہوا تھا، اب بھی بدستور جاری ہے،

البتہ اسلام و صاحب اسلام نے جو اسوہ اس طبقہ کے لیے پیش کیا اور تعلیم و تربیت کے جس اصول کو پیش نظر رکھا وہ یقیناً ضامن تھا عورت کی مکمل ترقی کا اور ہمارے پاس مثالیں موجود ہیں کہ سرزمین عرب نے جہاں عورت کے ساتھ بدترین سلوک روا رکھا جاتا تھا، اس تعلیم کی بدولت چند دنوں میں ”نسائیت“ کے وہ نمونے پیش کئے کہ اب مشکل سے اُن کی نظیر مل سکتی ہے۔

اگر اسلام نے ایک طرف طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم و مسلمۃ کہہ کر عورت کے لیے تعلیم و ترقی کا دروازہ مردوں کے دوش بدوش کھول دیا تو دوسری طرف اُن کو اخلاقی تعلیم دے کر یہ بھی بتایا کہ اس لحاظ سے اُن کی حالت ”آئینوں“ کی طرح ہے جو درازی ٹھیس سے چرچور ہو جاتے ہیں آپ اس کتاب میں متعدد ایسے واقعات دیکھیں گے جن سے معلوم ہوگا کہ اسلام نے عورت کا مرتبہ کس قدر بلند کر دیا اور اس طبقہ میں کیسی اصلاح کی۔

یوں تو کائنات کا ہر ہرزہ انوار الہی کا مظہر ہے، لیکن روحانیت قبول کرنے کے لیے عورت جس قدر موزون پیدا کی گئی ہے ویسی کوئی دوسری مخلوق نہیں ہے، چنانچہ اسلام نے سب سے پہلے عورت کو جس طرف متوجہ کیا وہ اس کی روحانیت تھی اور یہی وجہ ہے کہ صحابیات میں آپ تقویٰ و عبادت کا ایک خاص رنگ محسوس کریں گے اور دیکھیں گے کہ انھوں نے اسلام کے لیے کیسے کیسے شہداء برداشت کئے اور مذہب کی خاطر انھوں نے اپنی

نزہۃ ترین تعلقات دنیاوی کو منقطع کر دیا۔

حضرت سمیعؑ نے جب اسلام قبول کیا تو کفار نے انہیں سخت اذیتیں دینا شروع کیں یہاں تک کہ گرم ریت پر دھوپ میں کھڑا کر دیتے تھے اور وہ تھلا یا کرتی تھیں۔ ایک دن وہ اسی حال میں زمین پر تڑپ رہی تھیں کہ رسول اللہؐ کا گزر ہوا آپؐ نے یہ حال دیکھ کر فرمایا کہ ”سمیعؑ گھبراؤ نہیں صبر کرو، جنت تمھارا ٹھکانا ہے“ یہ وہ اذیت تھی کہ اگر مرد بھی کوئی اُن کی جگہ ہوتا تو اسلام کو ترک کر دیتا، لیکن وہ آخر وقت تک ثابت قدم رہیں اور کوئی اذیت انہیں اسلام سے منحرف نہ کر سکی۔ یہ تھی عزم و استقلال کی وہ روح جو اسلام نے اپنی ماؤں کے اندر پیدا کی تاکہ انکی اولاد بھی اسی ارادہ و ثبات کو لیکر پیدا ہو جس سے ایک قوم کا مستقبل طیار ہوتا ہے، پھر حضرت عمرؓ نے قبل اسلام لانے کے اپنی بہن کو جب قدر تکلیفیں پہنچائیں، وہ بھی کسی سے مخفی نہیں ہیں اور صلح حدیبیہ کے بعد بہت سی صحابیات کا اپنے کافر شوہروں کو چھوڑ دینا بھی تاریخ کا روشن واقعہ ہے۔

عبادات کے سلسلہ میں نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، جہاد مخصوص چیزیں ہیں اور اس میں شک نہیں کہ ان کی پابندی کما حقہ اگر ناہست شکل ہے، لیکن آپؐ دیکھیں گے کہ اس باب میں اسلام نے اپنی عورتوں کے اندر بھی وہ روح پیدا کر دی تھی، جو دوسرے مذاہب کے مردوں میں بھی نظر نہیں آتی۔ اس کے ساتھ جذبہ ایثار و دیونت کا جو رنگ تھا وہ انہوں نے پر سہاگہ تھا۔

جب غزوہ احد میں حضرت صفیہؑ اپنے بھائی سید الشہداء حضرت حمزہؓ کے کفن کے لیے دو کپڑے لائیں، تو آپؐ نے دیکھا کہ ان کی لاش کے پاس ایک اور انصاری کی بھی برہنہ لاش پڑی ہوئی ہے آپؐ کو یہ گوارا نہ ہوا کہ اپنے بھائی کو وہ دو دو کفن دیں اور اس انصاری کو نظر انداز کر دیں۔ چنانچہ آپؐ نے ایک کفن اس انصاری کے لیے قرعہ کے ذریعہ سے علیحدہ کر دیا،

ایک بار رسول اللہؐ نے خطبہ عید میں صدقہ و خیرات کی طرف لوگوں کو متوجہ کیا۔ اس مجمع میں صحابیات بھی موجود تھیں۔ انھوں نے اپنے کان کی بالیاں اور انگلیوں کے پھلے نمک دیدیے۔ حضرت اسماءؓ کے پاس صرف ایک ٹونڈی تھی، انھوں نے اسی کو بچھا لیا اور سارا روپیہ صدقہ میں دیدیا۔ یہ تھا وہ جذبہ ایثار و فدویت جس میں تمام صحابیات

تذہبی ہوئی نظر آتی تھیں۔

جنگ کے موقع پر بھی انھوں نے جعفر حصہ لیا، وہ بھی آپ کو اس کتاب میں جا بجا نظر آئے گا اور معلوم ہوگا کہ عرب کی عورت اس وقت کیا چیز تھی۔

عبادت کے بعد نہایت اہم چیز معاملات ہیں جن کا تعلق عام اخلاق انسانی سے ہے سو اس میں بھی آپ صحابیات کو مردوں سے کس طرح کم نہ پائیں گے۔ فضائل اخلاق بنی اثار کا بڑا مرتبہ ہے، یہ حال تھا کہ ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ روزہ سے تھیں اور گھر میں صرف ایک روٹی موجود تھی، ایک مسکین عورت آئی تو آپ نے نوٹڈی کو حکم دیا کہ روٹی اسے دیدے۔ نوٹڈی برلی کہ ”افطار کس چیز سے کیجے گا، آپ نے فرمایا کہ تم تو دید و پھر دیکھا جائے گا۔“

حضرت اسماءؓ کی فیاضی ضرب المثل تھی کہ وہ کل کے لیے ایک پیسہ بھی اپنے پاس نہ رکھتی تھیں اور روزانہ سب کا سب صدقہ و زکوٰۃ میں دیدیا کرتی تھیں ازواج مطہرات میں حضرت زینب بنت جحش کا یہ حال تھا کہ وہ اپنے ہاتھ سے چمڑے کی دباغت کیا کرتی تھیں اور اس کی آمدنی ساری کی ساری غربار کو دیدیا کرتی تھیں۔

کینہ پروری اور انتقام جوئی عورت کی فطرت ہے خصوصاً اس وقت جب کہ معاملہ رقابت کا ہو، لیکن یہ اسلام ہی کی تعلیم کا اثر تھا کہ جب حضرت عائشہؓ سے حضرت زینبؓ کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ ”مجھے ان کی نسبت جو کچھ معلوم ہے وہ اچھا ہی اچھا ہے اور اس میں برائی کا کوئی شائبہ نہیں پایا جاتا۔“

انصاف پسندی کا یہ عالم تھا کہ معاویہ بن خدیج، حضرت عائشہؓ کے بھائی محمد بن ابی بکر کو قتل کرتے ہیں، لیکن جب حضرت عائشہؓ سے معاویہ کی بابت دریافت کیا جاتا ہے تو وہ انکی تعریف کرتی ہیں، کیونکہ انکا سلوک لوگوں کے ساتھ اچھا تھا۔

صلہ رحم دہردی کا خیال اسقدر بڑھا ہوا تھا کہ خادموں کے ساتھ بھی کسی قسم کی سختی کو روا نہ رکھا جاتا تھا۔ ایک مرتبہ رات کو عبدالملک نے اپنے خادم کو آواز دی، اس کو آنے میں دیر ہوئی تو اسنے خادم پر لعنت بھیجی حضرت ام الارواح بھی اس کے محل میں تھیں، صبح کو انھوں نے عبدالملک سے کہا کہ ”رات کو تم نے خادم پر لعنت بھیجی حالانکہ رسول اللہؐ نے اس کی سخت مخالفت کی ہے،“

علمی خدمات کے سلسلہ میں بھی صحابیات کے کارنامے آپ جا بجا اس کتاب میں

دیکھیں گے اور معلوم کریں گے کہ فیضان نبویؐ نے اس وقت کی عورتوں میں کیسی صلاحیت دے دی تھی۔ اس باب میں حضرت عائشہؓ کی خدمات بہت نمایاں نظر آتی ہیں اور آپ کے متعدد واقعات ایسے ہیں، جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آپؐ کس درجہ صحیح المراسے اور مستقیم الفکر واقع ہوئی تھیں اور آپ کا طرز استدلال کتنا مسکت اور بر محل ہوا کرتا تھا۔ کلام مجید میں گوہ صفا و مروہ کا طواف کرنے کے متعلق یہ حکم آیا ہے کہ۔

ان الصفا والموءۃ من شعایر اللہ صفا و مروہ خدا کے شعایر ہیں اس لیے جو شخص غار
بن حجۃ بیت فلاح احاط علیہ ان کعبہ کا حج کرے یا عمرہ کرے، تو کچھ مضائقہ نہیں
یطوف بہا، اگر وہ ان جہاز یوں کا بھی طواف کرے۔

عروہ نے حضرت عائشہؓ سے اس کے متعلق سوال کیا کہ کلام مجید کے طرز عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ صفا و مروہ کے طواف کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے یعنی اگر اس کو ترک کر دیا جائے تو بھی کوئی حرج نہیں۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ اگر آیت کا وہ مطلب ہو تا جو تم سمجھتے ہو تو یوں ارشاد ہوتا کہ کاجناح ان لا یطوف بہا (یعنی اگر ان کا طواف نہ کرے تو کوئی حرج نہیں ہے) اور چونکہ یہ آیت قبائل اوس و خزرج کے متعلق نازل ہوئی ہے جو اسلام قبل منات کی جے پکارا کرتے تھے اور بعد اسلام صفا و مروہ کے طواف کو اس لیے برا سمجھتے تھے کہ وہاں منات نقب تھا، اس لیے خدا نے ارشاد فرمایا کہ وہاں کے طواف میں کوئی حرج نہیں۔ حضرت عائشہؓ کے علم قرآنی کا دوسرا واقعہ قرآن مجید کی اس آیت کے متعلق ہے۔
حتیٰ اذا استالیس الیصل الیک، جس کو آپؐ نفس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے۔ علاوہ اس کے اور بھی متعدد واقعات ایسے ہیں جن سے حضرت عائشہؓ کی ذہانت، اور ان کا تفہیم فی الدین ظاہر ہوتا ہے۔

فن حدیث میں روایت کا بڑا مرتبہ ہے، لیکن حضرت عائشہؓ کو حقیقتاً اس کا مؤسس اکتنا چاہیے کیونکہ سب سے پہلے آپؐ ہی نے اس اصول کو استعمال کیا۔ چنانچہ مروے پر اس کا اصل و عیال کے رونے کی وجہ سے عذاب نازل ہونے کی حدیث آپؐ کے سامنے پڑی گئی تو آپؐ نے اس کی صحت سے انکار کر دیا کیونکہ روایتاً وہ ناقابل قبول ہے اور ثبوت میں کلام مجید کی اس آیت کو پڑھا،

لا تزددوا ذلۃ و ذرا آخری کوئی شخص دوسرے کی مصیبت کو بڑھو کو نہیں بڑھاتا

اسی طرح جب آپ کے سامنے یہ روایت بیان کی گئی کہ شب معراج میں رسول اللہ ﷺ خدا کو دیکھا تو آپ نے فرمایا کہ جو شخص یہ روایت کرتا ہے، جھوٹ بولتا ہے کیونکہ خدا خود فرماتا ہے خدا کو کوئی نگاہ نہیں پاسکتی۔

لا تدرس کہ الا بصائر
معاملات میں صلہ رحم اس قدر دشوار امر ہے کہ بڑے بڑے دیندار و محتاط لوگ لگاتار چن لیکن صحابیات اس باب میں اپنے غیر مسلم قریب داروں کا بھی پورا خیال رکھتی تھیں اور باہمی تعاون کا یہ حال تھا کہ اگر کسی کی ذرا سی پھانسی بھی چبھ جاتی تھی تو محلہ کی عورتیں حد درجہ خلوص و محبت کے ساتھ ان کی مدد کو حاضر ہو جاتی تھیں۔

الفرض اسلام نے عورتوں کے اخلاق کو بلند کرنے ان کے احترام کو مردوں پر واجب کر دیا اور یہی وہ کمی تھی جس کو اہم سابقہ کے ہادیین نہ سمجھ سکتے تھے۔ یہ ممکن ہے کہ ایک عورت ترقی کر کے میدان عمل میں مردوں سے زیادہ محنت و جفا کشی کر سکے۔ یہ بھی ناممکن نہیں کہ وہ علوم فنون میں اپنی اختراعات و ایجادات سے غیر معمولی اضافہ کا باعث ہو۔ لیکن اگر اس کے اخلاق بلند نہیں ہیں، اگر وہ اپنی حقیقی نساہت کو کھو چکی ہے تو پھر اس کی تمام ترقیان بیکار ہیں اور وہ ایک ایسا عذاب ہو کر رہ جاتی ہے کہ مرد کے لیے بھی دنیا و دوزخ بجاتی ہے۔

آج ہم مغرب کی تہذیب و معاشرت، وہاں کے طبقہ لطیف کی پاکیزگی و ترقی کو دیکھ کر رشک کرتے ہیں، یقیناً یہ باتیں قابل رشک ہیں، اگر اس کے ساتھ وہاں کے عورت کی اخلاقی حالت بھی ایسی ہی پاکیزہ ہو جیسی ان کی صورتیں ہیں، لیکن اگر ایسا نہیں ہے تو پھر ہماری کوشش یہ ہونی چاہیے کہ ان کے شوق علم و ترقی کے ساتھ ہی اپنی عورتوں میں اس خلاق کو بھی بیدار کریں جس کی تعلیم اسلام نے دی ہے اور جس کا حال ہمیں صحابیات کی زندگی کے مطالعہ سے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے،

یہی وہ غرض ہے جس کو پیش نظر رکھ کر یہ کتاب مرتب کی گئی ہے اور ضرورت ہے کہ بجائے دور از کار انساؤن کے ایسی ہی کتابیں عورتوں کے سامنے پیش کی جائیں، تاکہ وہ اپنی حقیقت، اپنے فرائض اور صحیح اخلاق کی اہمیت کو سمجھیں اور ان پر کار بند ہوں۔

تیاز فچپوری

ام المومنین حضرت خدیجہ

ام و نسب آپ عرب کی شریف ترین قوم، قریش اور قریش کے بہترین خاندان کی مقدس خاتون تھیں۔ خدیجہ نام تھا اور طاہرہ لقب ان کے باپ خولید بن اسد بن عبد العزی بن قصی بن کلاب بن مرہ اور نانا اسم بن ہرم بن رواحہ بن حجر بن عبد بن محض بن عاصر تھے۔ یعنی چند پشت قبل ان کا دادھیال اور نانیال ایک تھا۔

قصی، جو حضرت خدیجہ کے پردادا تھے، حضرت رسول کریم صلعم کے جد اعلیٰ تھے اس اعتبار سے حضرت خدیجہ اور رسول اللہ کا یکجہی ہونا مخفی نہیں۔

نکاح پہلے حضرت خدیجہ، ورقہ بن نوفل سے منسوب تھیں۔ مگر کسی وجہ سے نکاح نہ ہوا اس کے بعد ابوبالہ نے جسکا نام ہند بن نباش تھا، آپ سے نکاح کر لیا۔ ابوبالہ کا باپ اپنی قوم میں بڑا شریف خیال کیا جاتا تھا اور مع اپنے بیٹے کے مکہ میں مقیم ہو گیا تھا۔ ابوبالہ کے مرنے کے بعد عقیق ابن عابد اور عقیق کے بعد صفی ابن امیہ نے جو حضرت خدیجہ کے ابن عم تھے خدیجہ کی شوہری کا مرتبہ پایا لیکن کچھ دنوں کے بعد صفی بھی انتقال کر گئے اور اب حضرت خدیجہ بیوہ تھیں۔

تجارت ان دنوں قریش کے تجارتی تعلقات نام سے زیادہ تھے۔ اور خود حضرت خدیجہ کا مال کثرت سے وہیں فروخت ہوتا تھا۔

حضرت خدیجہ لوگوں کو ملازم رکھتی تھیں اور انہیں سے ان کا تجارتی کاروبار چلتا تھا۔ خدا نے مال و دولت کثرت سے دیا تھا، روپیہ پیسہ کی کمی نہ تھی مگر بچے و ریسے صدقہوں کی وجہ سے طبیعت دینا سے سیر ہو چکی تھی۔

جب آنحضرت صلعم ۲۵ سال کے ہوئے اسوقت آپ کے پاکیزہ اخلاق اور ستودہ

ادوات کا کافی شہرہ ہو چکا تھا۔ عرب کے ہر گوشہ میں آپ امین کے لقب سے یاد کیے جاتے تھے۔ حضرت خدیجہ بنی کی عقیدت و ازنگاہیں پہلے ہی سے ایسے فرد مقدس کی جستجو میں تھیں۔ بڑے اشتیاق سے آپ کی پذیرائی کے لیے آمادہ ہوئیں اور آنحضرت صلیم کی خدمت میں سیام بھیجا کہ اگر آپ میرا مال تجارت، شام تک بچایا کریں تو میں اپنا غلام مسیرہ آپ کے ماتہ گردن اور جتنا معاوضہ اور لوگوں کو دیتی ہوں اس سے دو چندان آپ کو دیا کروں گا۔

ادھر رسول اللہ صلیم کو اپنے سرپرست چچا ابوطالب کے ذریعہ سے خدیجہ کی تجارت کا حال معلوم ہو چکا تھا اس لیے آپ نے بے تکلف منظور فرمایا۔ اور اشیاء تجارت لیکر بعمرہ کا رخ کیا۔ اتفاق کی بات کہ آپ جتنا مال لگئے تھے وہ سب فروخت ہو گیا اور مکہ میں وہیں کہ جب نفع کا حساب کیا گیا تو جتنا پہلے ہوا کرتا تھا اس سے دو گنا تھا۔ حضرت خدیجہ بہت خوش ہوئیں اور جتنی رقم آپ کے لیے نامزد کی تھی اس سے المضاعف نذر کی گئی۔

آنحضرت صلیم سے نکاح اس دوران میں حضرت خدیجہ کو آنحضرت صلیم کے کافی حالات معلوم ہو چکے تھے اور آپ کی نگاہوں میں رسول اللہ صلیم کی وقعت بڑھتی جاتی تھی یہاں تک کہ انھوں نے مکہ عرب کے مطابق بغیر کسی ولی کی وساطت کے آپ سے نکاح کی خواہش کرنے کا ارادہ ستوار کر لیا۔

نفیسہ (حضرت خدیجہ کی نوٹھی) اپنا مہربانی گئی نفیسہ نے آنحضرت صلیم کو پیام پہنچا اور آپ کا ایما پاکر خدیجہ کے حکم سے ان کے چچا عمرو بن اسد کو بلا لائیں۔

حضرت خدیجہ کے باپ حرب بن جراحین مارے جا چکے تھے۔ اس لیے ان کے چچا عمرو بن اسد اس وقت آپ کے سرپرست تھے۔ آخر کار رسول اللہ کے چچا ابوطالب اور تمام اکابر خاندان، حضرت خدیجہ کے گھر پر جمع ہوئے۔ ابوطالب نے نکاح کا خط پڑھا اور ۵۰۰ درہم طلائی مہر قرار پایا اس وقت حضرت خدیجہ کی عمر ۲۴ سال کی تھی۔ سلام تمام اور بابائے میر کا اتفاق ہے کہ عورتوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والی خاتون حضرت خدیجہ بنی۔

جب رسول اللہ صلیم پر ابتداء وحی نازل ہوئی تو آپ ڈر گئے اور اسکا ذکر خدیجہ سے کیا۔ حضرت خدیجہ نے کہا کہ آپ سچ بولتے ہیں، صلہ رحم کا خیال رکھتے ہیں، امانت گذار ہیں۔

مان نواز ہیں اور مصیبت کے وقت لوگوں کی مدد کرتے ہیں اللہ آپ کو تنہا نہ چھوڑے گا، پھر لیکو پنے ساتھ اپنے چھیرے بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لگیں جو اس زمانہ کے مشہور نصرانی عالم تھے اور تورات و انجیل پر کما حقہ عبور رکھتے تھے ورقہ نے آنحضرت صلیع سے واقفہ دریافت کیا آپ نے جو کچھ دیکھا تھا بیان کر دیا۔ ورقہ یہ سارا حال سنکر سمجھ گیا اور بولا کہ یہ وہی ناموس ہے جو موسیٰ پر اتر تھا کاش کہ چھ میں قوت ہوتی اور میں اس وقت تک تمہاری مدد کرنے لے لے رہتا جب تمہاری قوم مکہ مکہ نکال دے گی اس کے قورے دن کے بعد ورقہ کا انتقال ہو گیا۔

ابن سعد نے یحییٰ بن فرات کے حوالہ سے ایک روایت میں اس وقت کے اسلام کی تصویر کھینچی ہے۔ جو عقیف کنڈی کے بیان کیے ہوئے الفاظ میں درج ذیل کیجائی ہے۔
 میں زمانہ جاہلیت میں کہ آیا کہ اپنی بیوی کے لیے عطر اور کبریاں خرید کر لیجاؤں۔
 عباس بن عبدالمطلب کے پاس ٹھہر گیا، صبح کا وقت تھا، میری نگاہ کعبہ کی طرف تھی عباس بھی ساتھ تھے۔ اتنے میں ایک جوان شخص آیا، اپنا سر آسمان کی جانب اٹھا کر دیکھا اور پھر رو بہ قبلہ کھڑا ہو گیا تنوڑی دیر میں ایک لڑکا آیا ادا دس جوان کے دائیں طرف کھڑا ہو گیا، زیادہ وقفہ نہ ہوا تھا کہ ایک عورت آئی اور وہ بھی ان دونوں کے پیچھے کھڑی ہو گئی غرض کہ یہ دونوں اس جوان کے ساتھ نماز پڑھ کر چلے گئے تو میں نے عباس سے کہا عباس! میں دیکھتا ہوں کوئی بڑا انقلاب ہونے والا ہے۔ عباس نے کہا ہاں۔ تم جانتے ہو، یہ جوان، لڑکا اور عورت کون ہیں؟ میں نے کہا نہیں عباس نے کہا یہ جوان محمد، عبد اللہ بن عبدالمطلب میرے بھائی کا بیٹا تھا اور لڑکا علی (ابو طالب بن عبدالمطلب کا بیٹا) تھا عورت جسکو تنے دونوں کے پیچھے نماز پڑھتے دیکھا میرے جوان بیٹے (محمد) کی بیوی خدیجہ بنت خویلد ہے، میرے بیٹے کا خیال ہے کہ اسکا مذہب خاص الہامی مذہب ہے اور وہ جو کچھ کرتا ہے خدا کے حکم سے کرتا ہے۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے تمام روئے زمین پر ان تینوں کے سوا کوئی اس دین کا پابند نہیں ہے، یہ سنکر مجھے متنا ہوئی کہ چوتھا میں ہوتا ہوں؟
 آنحضرت صلیع کو اس وقت تبلیغ حق اور اشاعت اسلام میں جتنی مشکلات درپیش تھیں اسکا انداز اس سے کیا جاسکتا ہے۔ کہ ایک مدت تک اپنی نگہیں بیوی کے ساتھ چھپ کر نماز پڑھ سکتے۔

یہ سارا واقعہ تفصیل کے ساتھ صحیح بخاری جلد اول میں درج ہے۔ یہ طبقات جلد اول ص ۱۱۱۱

ایسے پُر آشوب زمانہ میں حضرت خدیجہ نہ صرف آپ کی بنیال اور نگہ رتھیں بلکہ ہر موقع پر بڑی حد تک آپ کی مدد کرتی تھیں۔ کتب سیرت میں اس کی متعدد مثالیں موجود ہیں۔

آنحضرت صلیم کی آپسے محبت ظاہر ہے کہ ایسی ہمدرد اور دلسوز بیوی جو شوہر کی رضامندی اس کی اطاعت اور راحت رسائی میں کو شان رہنے کے علاوہ اپنی عقل و دماغ سے تمام صدقات کو دور کر دیتی ہو، اور غالفون اور مشرکوں کی مخالفت غراہم نہایت کر دینی ہو وہ شوہر کو کہاں تک محبوب نہوگی۔

چنانچہ آپ کا یہ حال تھا کہ خدیجہ کی وفات کے بعد جب تک آپ خدیجہ کا ذکر کر کے اونی اچھی طرح تعریف نہ کر لیتے تھے۔ مگر سے باہر تشریف نہ لیجاتے تھے یہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں "تجارت شک مجھے خدیجہ پر تھا کسی بیوی پر نہ تھا ایک دن رسول اللہ صلیم نے انکا ذکر کیا تو مجھے غیرت آئی اور میں نے کہا کہ وہ بڑھیا تھیں، اب اللہ نے آپ کو اوس سے بہتر بیوی دی ہے" یہ سکر آپ غصہ ہوئے، فرط غضب سے موسے مبارک کھڑے ہو گئے اور فرمایا "نہیں، بخدا مجھے اوس سے بہتر بیوی نہیں ملی دیگان لائیں جب سب لوگ کافر تھے اوس نے میری تصدیق کی جب سب نے مجھے جھٹلایا، اوس نے میری مال سے مدد کی جب دوسروں نے محروم رکھا اور اللہ نے مجھے اوس سے اولاد دی۔

حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ اسکے بعد میں نے اپنے جی میں کہا کہ "آئندہ میں انکا ذکر جرائی سے کبھی نہ کروں گی"۔ رسول اللہ کی محبت کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ جب تک خدیجہ زندہ رہیں آپ نے کسی دوسری عورت سے شادی نہیں کی۔

اخلاق و عادات جناب خدیجہ اولاد پر بہت مہربان تھیں امور خانہ داری کی کما حقہ وقف تھیں گھر کا انتظام بہت اچھا کرتی تھیں۔ انہیں غویون کا احساس فرماتے ہوئے آنحضرت صلیم نے ان کے حق میں "کانث ام العیال و رببتہ البیت" فرمایا تھا

آنحضرت صلیم کی تعظیم و تکریم آپ کا شعار تھا اور جو کچھ رسول اللہ فرماتے تھے آپ اسکی تصدیق کرتی تھیں اور یہ حالت آپ کی ہر زمانہ میں رہی، بعثت سے قبل بھی اور بعثت کے بعد بھی۔

جو ذات باری تعالیٰ کے شایان شان نہیں بلکہ اوسکے لیے نثارِ بیاہے اس لیے آپ نے ان اللہ ہوا سلام کہا۔ گویا اس طرح خالق و مخلوق کے امتیازی مراتب بتا دیے۔ اسی کے ساتھ آپ نے جبریل اور رسول اللہ صلیم پر بھی سلامتی بھیجی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سلام بھیجنے والے اور سلام ہو جانے والے دونوں کے لیے سلامتی کی دعا مانگنا چاہیے راغزوہ البیضا مصنفہ شاہ علی انور ص ۱۱۹ و ۱۲۰)

ابن ابی کتبہ بن حضرت خدیجہ اسلام کی سچی مشرقین۔

علامہ ابن عبد البر کے حوالہ سے صاحب اصحابہ لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت رسول اللہ صلیم حضرت فاطمہ کی عیادت کو آئے اور فرمایا بیٹی کیا حال ہے، کہا میں بیمار ہوں اور یہ بیت مزید برآں ہے کہ میرے پاس کچھ کھانے کو نہیں ہے، فرمایا بیٹی کیا یہ تھین پسند نہیں ہے کہ تم دنیا کی عورتوں کی سردار ہو حضرت فاطمہ بو لیں ابا جان! پھر مریم بنت عمران کیسے ہیں فرمایا تم اپنے زمانہ کے عورتوں کی سردار ہو مریم امت ماضیہ کی عورتوں سے بہتر تھیں۔ اور خدیجہ امت موجودہ کی تمام عورتوں سے افضل و بہتر ہیں۔

اولاد پہلے لکھا جا چکا ہے کہ حضرت خدیجہ کے یکے بعد دیگرے تین شوہر ہوئے اور ان حضرت صلیم سے آپ کا چوتھا نکاح تھا۔ حضرت خدیجہ کے ہر ایک کے صلب سے اولاد ہوئی جسکی تفصیل یہ ہے۔

- | | | |
|--------------|--------|--------|
| ۱۔ ابوالہ سے | ۱ لڑکا | (ہند) |
| ۲ عتیق سے | ۱ لڑکی | (ہند) |
| ۳ صفی سے | ۱ لڑکا | (محمد) |

چونکہ آپ کی دو اولادوں کا نام ہند تھا اس لیے آپ کی کنیت بھی ام ہند تھی۔ جناب رسالت مآب صلیم کے صلب مبارک سے حضرت خدیجہ کے دو لڑکے ہوئے فاطمہ و عبد اللہ (جن کا لقب طاہر و طیب تھا اور انکی ولادت زمانہ اسلام میں ہوئی تھی) اور چار لڑکیاں رباب، رقیہ، ام کلثوم، فاطمہ رضی اللہ عنہن۔

حضرت صلیم کی تمام اولاد حضرت خدیجہ کے بطن سے ہوئی اور نزل وحی سے قبل سوائے ابراہیم کے کہ وہ مارہ کے بطن سے تھے۔

لے احباب ۴۱۱ھ ایضاً طہات ۶۷ھ ص ۹۷ ایضاً ۹۷ھ اسلام فاہر ص ۳۵ عہ ایضاً ۴۳

گو سین اختلاف ہے کہ اولاد ذکر میں حضرت خدیجہ کے بطن سے آنحضرت کے دو صاحبزادے تھے یا ایک گز زیادہ مشہور یہی ہے کہ دو تھے اور دونوں کی وفات بشت سے قبل ہو چکی تھی قاسم بیرون چلنے لگے تمہارے عبداللہ بہت کمسن تھے جب انتقال ہوا ہے۔

علی بن عبدالعزیز جرجانی کا قول ہے کہ آنحضرت صلعم کی اولاد میں سب بڑے قاسم تھے، پھر زینب اور کبھی کہتے ہیں بڑی اولاد زینب تھیں پھر قاسم پھر ام کلثوم پھر فاطمہ، پھر قتیہ اور پھر عبداللہ اور یہی زیادہ صحیح ہے۔

وفات حضرت خدیجہ نکاح کے بعد آنحضرت صلعم کی خدمت میں ۲۴ سال رہیں۔ نبوت کے آٹھویں سال ہجرت سے تین برس پہلے رمضان کے مہینہ میں وفات پائی اس وقت تک نماز فرض نہ ہوئی تھی اور حضرت خدیجہ کی عمر ۶۵ سال کی تھی۔

حضرت خدیجہ کی وفات تک نماز جنازہ بھی نہیں پڑھی جاتی تھی یونہی رسول اللہ صلعم نے قبر میں اتارا حجون آپ کا مدفن ہے۔

ابوطالب اور حضرت خدیجہ کی وفات ایک ہی سال میں ہوئی بعض تو یہی کہتے ہیں کہ ابوطالب کے تین روز بعد حضرت خدیجہ نے انتقال فرمایا ان تین روز یا تینوں سے آنحضرت صلعم بہت ملول رہنے لگے کیونکہ خدیجہ آپ کی اور اسلام کی سچی غما تھیں اور ابوطالب آپ کے شفیق و سرپرست چچا تھے۔ آپ کے اس ملال میں اس وقت تک کمی نہ ہوئی جب تک حضرت عائشہ سے نکاح نہ ہو گیا۔



ام المؤمنین حضرت سودہ بنت زمعہ

نام و نسب ان کا نام سودہ ہے باپ کا نام زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبد ود عامری تھا اور ان کا شمس بنت قیس بن زید بن عمرو عامریہ۔

نکاح ان کا نکاح ان کے چچا زاد بھائی سکران بن عمرو سے ہوا تھا جب سکران بن عمرو سرزمین حبش سے مکہ آئے تو سودہ بھی ان کے ساتھ تھیں۔ سکران بن عمرو اور حضرت سودہ دونوں کے اسلام اور ہجرت کا زمانہ ایک ہے۔ سکران نے مکہ میں وفات پائی جب عدت کے دن پورے ہو گئے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نکاح کا پیغام دیا اور سودہ کی طرف سے حاطب بن عمرو بن عبد شمس کی ولایت میں نکاح ہو گیا۔ حضرت سودہ پہلی خاتون ہیں جو حضرت خدیجہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں۔

انکی تفصیل یوں لکھی ہے کہ حضرت عثمان بن مظعون کی بیوی خولہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں۔ ان دنوں آپ حضرت خدیجہ کے انتقال کی وجہ سے بہت غم میں رہتے تھے، تنہائی کا رنج بہت ترساتا تھا۔ خولہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں خدیجہ کی وفات سے آپ کو بہت ملول دیکھتی ہوں آپ نے فرمایا ہاں ہے تو کچھ ایسا ہی خولہ نے کہا پھر میں آپ کا نکاح کیوں نہ کر دوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے منظور فرمایا۔ تو خولہ نے سودہ کو خوشخبری سنائی۔ سودہ نے قبول کیا مگر کہا میرے والد سے بھی دریافت کرو، غرض کہ سب مراحل طے ہو جانیکے بعد منسلک بنوئی میں ان کے باپ زمعہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ۴۰۰ درہم ہر پر نکاح پڑھا دیا۔

زمعہ بہت بوڑھے تھے اس لیے ممکن ہے کہ حاطب بن عمرو بن عبد شمس دلی بنا گئے ہوں جیسا کہ پہلے لکھا گیا۔

اس نکاح کے بعد سودہ کے بھائی عبداللہ بن زبیر جو اس وقت کافر تھے آئے اور ان کو یہ واقعہ معلوم ہوا تو بہت متاسف ہوئے اور سر پر خاک ڈالی۔ اسلام لانے کے بعد جب اپنی اس حرکت پر خیال کرتے تھے تو انکو بہت افسوس ہوتا تھا یہ

عام حالات ہشام بن محمد کے حوالہ سے ابن سعد نے لکھا ہے کہ جس زمانہ میں سودہ اپنی پہلے شوہر سکران بن عمرو کے پاس یثین انھوں نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور آپ نے اپنے پانوں، سودہ کی گردن پر رکھ دیئے سودہ نے یہ خواب اپنے شوہر سے بیان کیا انھوں نے کہا بخدا اگر تو نے واقعی یہ خواب دیکھا ہے تو میں مر جاؤں گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تجھ سے نکاح کرینگے۔ دوبارہ پھر ایک مرتبہ خواب دیکھا کہ میں عکبہ کے سہائے بیٹی ہون اور چاند آسمان کا پھٹ کر مجھ پر گر پڑا ہے، اس کا ذکر بھی سکران سے کیا سکران نے کہا میں عنقریب مر جاؤں گا اور تم میرے بعد نکاح کر دگی۔ اسی دن سکران بیمار ہوئے اور چند روز میں انتقال کر گئے۔

حضرت سودہ اور حضرت عائشہ کے نکاح کی مدت میں زیادہ فرق نہیں ہے بخوڑے دنوں کا آگاہ بھی ہے۔ بہر حال حضرت عائشہ کے نکاح سے قبل سودہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح ہو چکا تھا اور دونوں بیویوں کے تعلقات میں کسی قسم کی کشیدگی نہ تھی۔ واقعات کو ظاہر ہے کہ آپس میں موانست اور رشتہ اتحاد قائم تھا۔ اکثر امور خانگی میں وہ حضرت عائشہ کو مشورہ دیتی تھیں۔

حضرت سودہ کا قد نکلتا ہوا تھا۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ وہ اپنی قد کی درازی کے وجہ سے فوراً پہچان لی جاتی تھیں۔ ایک مرتبہ قصابے حاجت کے لیے جنگل کی طرف نکل گئیں، حضرت عمر نے ان کو پہچان لیا، اس سے قبل جناب عمر ازواج مطہرات کے باہر نکلنے پر اظہارِ ناپسندیدگی اور پردہ کی تحریک کر چکے تھے، اس لیے ان کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ سودہ ہم نے تم کو دیکھ لیا۔ سودہ کو بہت جڑا معلوم ہوا اور انکی شکایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کی۔

یہ واقعہ نزدل جناب سے پہلے کا ہے اب ہم بخاری اسی کے بعد آتے جناب کا نزدل بتاتے ہیں۔

۱۔ زرقانی ج ۲ ص ۲۶۰ ۲۔ ایضاً طبقات ج ۱ ص ۲۹ ۳۔ صحیح بخاری باب ادا یا د باب التعمیم صحیح بخاری

حجۃ الوداع میں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ازدواج مطہرات سے فرمایا کہ اب اس حج کے بعد گھر سے نہ نکلنا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آپ کی وفات کے بعد اور بیویان حج کرتی تھیں مگر سودہ بنت زمعہ اور زینب بنت جحش نے اس حکم کی سختی سے تعمیل کی اور گھر سے باہر نہ نکلیں۔

حضرت سودہ کہا کرتی تھیں میں نے حج کیا، عمرہ ادا کیا، اب اپنے گھر میں بیٹھی ہوں جیسا مجھے خدا نے حکم دیا ہے۔

سلسلہ کے حج میں حضرت سودہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھیں چونکہ بدن کی قریب تھیں اور تیز چلنے سے معذور۔ اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے مزدلفہ سروراء ہونے سے پہلے ان کو چلے جانے کی اجازت دے دی تاکہ ادکوہ حرم سے تکلیف نہ پہنچے۔ اخلاق و عادات حضرت سودہ کے ایثار و ادراک کی اطاعت شعاری کا حال مذکورہ بالا درایتوں سے بھی ہو گیا ہو گا ذیل میں وہ روایات درج کی جاتی ہیں جن سے اولیٰ کے بقیہ اوصاف و اخلاق کی حالت معلوم ہوگی۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے سودہ کے پاس تعمیلی میں کچھ درہم بھیجے ہوئے کہا ”کیا ہے لوگوں نے کہا ”درہم“ بولیں ”تعمیلی میں کچھ روغن کی طرح؟“ یہ کہہ کر سوقت سب تقسیم کر ڈائے۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں نے کسی عورت کو حسد سے خالی نہ دیکھا سولے سودہ کے۔ نہ علاوہ سودہ کے کسی عورت کی نسبت میری یہ تمنا ہوئی کہ میری روح اسکے قالب میں ہوتی۔

حضرت سودہ مزاج کی تیز تھیں اور بعض اوقات ذرا سی بات میں ناراض ہو جاتی تھیں۔ مگر ساتھ ہی ظرافت کا پاکیزہ مذاق بھی قدرت سے ودیعت ہوا تھا اور اکثر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی رفتار سے ہنسا دیتی تھیں۔

ایک بار حضرت سودہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا ”کل رات کو میں نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی آپ اتنی دیر تک رکوع میں رہے کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں میری کسیر نہ چھوٹ جائے۔“

۱۰۰ طبقات ج ۸ ص ۳۷ ایضاً ص ۳۸ صبح بخاری ج ۱ ص ۲۸ ۱۰۰ طبقات ج ۸ ص ۳۸

۱۰۰ ایضاً ص ۳۷ صبح بخاری، ۱۰۰ طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۱۸ ۱۰۰ ایضاً

ور خون بننے لگے اسلئے مین ابنی ناک پکڑے رہی۔ آپ نے یہ سنکر تبسم فرمایا۔
 وفات حضرت عمرؓ کا عہد خلافت قریب الختم تھا جب حضرت سودہ کی وفات ہوئی تھی
 یہ قول علامہ ابن عبد البر کا ہے اور اسی پر امام بخاری و دیگر ثقافت محدثین کا اتفاق ہے۔
 عفان بن مسلم کے حوالہ سے ابن سعد نے لکھا ہے کہ ایک دن سب ازواج مطہرات
 جمع ہوئیں اور آنحضرت صلی علیہ وسلم سے کہا ”یا رسول اللہ ہم میں کون سب سے پہلے آپ سے ملیگا
 فرمایا جو تم میں سب سے زیادہ بڑے ہاتھ والا ہوگا آنحضرت صلی علیہ وسلم کی وفات کے بعد سب
 بیویاں ایک دوسرے کے ہاتھ ناپا کر تھیں سودہ کا ہاتھ سب سے بڑا نکلتا تھا۔ جب سب
 پہلے زینب بنت جحش کی وفات ہوئی تو معلوم ہوا کہ طولید سے مراد صدقہ تھا جو حضرت زینب
 کو بہت محبوب تھا محمد بن عمرو بھی اس حدیث کو سودہ کے حق میں غلط بتاتے ہیں اور واقعہ
 بھی یہی ہے کیونکہ یہ حدیث زینب بنت جحش سے متعلق ہے جن کی وفات آنحضرت صلی علیہ وسلم کی
 ازواج میں سب سے پہلے حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں ہوئی سودہ بنت زمعہ اسوقت
 زندہ تھیں تھیں۔

اولاد ان کی اولاد کے حال سے اکثر کتب سیر خالی ہیں۔ زرقانی (جلد سوم صفحہ ۲۷۰)
 میں لکھا ہے کہ ان کے مرت پہلے شوہر سے ایک لڑکا ہوا تھا جس کا نام عبدالرحمن تھا۔
 اور جو جنگ جلولاء (فارس) میں رجبہ شہادت سے فاسر ہوا۔



ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی

نام، نسب، کنیت، لقب، عائشہ نام، ام عبداللہ کنیت، صدیقہ لقب، باپ کا نام ابو بکر بن ابی قحافہ بن عثمان بن عامر بن عمر بن کعب بن سعد بن تیم تھا اور ان کا نام ام مردان بنت عامر بن عمر بن عبد شمس بن عتاب بن اذینہ بن بسلج بن دہان بن عارض بن غنم بن مالک بن کنانہ۔ یعنی حضرت عائشہ باپ کی طرف سے تیمہ اور ان کی طرف سے کنانہ ہیں۔ حضرت عائشہ کے کوئی اولاد نہ تھی، اس لیے کنیت بھی نہ تھی۔ چونکہ عرب میں کنیت، شرافت کا نشان بھی جاتی ہے اس لیے آپ کو اسکا زیادہ خیال تھا۔ ایک بار آپ نے آنحضرت صلیم سے کہا۔ یا نبی اللہ اور عورتیں کنیت سے مشہور ہیں میری بھی کنیت بتو فرمادیجئے، آنحضرت صلیم نے فرمایا تم اپنی کنیت عبداللہ کے نام سے رکھو عبداللہ حضرت عائشہ کی بہن کے بیٹے تھے یہ

ولادت تاریخ کی کتابوں میں بالعموم حضرت عائشہ کا سال ولادت نظر انداز کر دیا گیا ہے لیکن چونکہ وہ ہجرت سے تین سال پہلے آنحضرت صلیم کے نکاح میں آئیں چنانچہ انکی عمر ۶ سال تھی اور اس پر اباب تحقیق کا اتفاق ہے اس لیے ان کا سال ولادت سلسلہ قبل ہجرت قرار پاتا ہے۔

طفولیت حضرت عائشہ کا عالم طفولیت بھی عام بچوں سے متاثر تھا اور ان کے بچپن میں بھی وہ خصوصیات پائی جاتی تھیں جن سے انکی ذکاوت و ہوشمندی کا پتہ لگانا چندان دشوار نہ تھا۔

عہد طفولیت کی باتیں عموماً دل سے فراموش ہو جاتی ہیں مگر حضرت عائشہ کو اپنے بچپن کی ایک ایک بات یاد تھی۔ جب رسول اللہ نے ہجرت فرمائی تو ان کی عمر کا اٹھاون

ان سال تھا لیکن ہجرت کے واقعات کا تسلسل جتنا حضرت عائشہ کے حلقہ کا ممنون ہے
 دوسرے صحابی کا نہیں۔

بخاری نے تفسیر سورہ قمر میں لکھا ہے کہ جب آیت بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ
 دھمی دامنہ کہ میں نازل ہوئی تو اس وقت حضرت عائشہ کھیل رہی تھیں۔ دیکھیے یہ واقعہ بھی
 ام بخاری نے حضرت عائشہ ہی کی زبانی نقل کیا ہے۔

امیر تہ حضرت عائشہ گڑیان کھیل رہی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہنچے گڑیوں
 بن ایک گھوڑا بھی تھا جس کے دائیں بائیں دو پرگے ہوئے تھے آپ نے استفسار
 فرمایا عائشہ یہ کیا ہے؟ جواب دیا کہ گھوڑا ہے آپ نے فرمایا کہ گھوڑوں کے تو پر نہیں
 ہوتے انھوں نے برجستہ کہا کیوں؟ حضرت سلیمان کے گھوڑوں کے تو پر تھے۔ آپ اس
 بیساختہ بن پر مسکرا دیے

حضرت عائشہ کا اپنی بھولیوں سے کھیلنا بکثرت روایتوں میں مختلف طریقوں سے
 آیا ہے اور بہت مشہور ہے اسلئے ہم اس موضوع پر زیادہ تفصیل غیر ضروری سمجھتے ہیں
 بہر حال اسکا یقین دلانے کے لیے کہ متاخر ہستیوں کا عالم طفولیت بھی متاخر ہوتا ہے
 حضرت عائشہ کا مذکورہ بالا واقعہ بہت کافی ہے۔

نکاح حضرت سودہ کے حالات میں لکھا جا چکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو منہوم دیکھ کر حضرت
 عثمان بن مظعون کی بیوی خولہ نے آپ سے نکاح کی فرمائش کی تھی مگر یہ ذکر عمدتاً ترک
 کر دیا گیا تھا کہ خولہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے استفسار فرمایا تھا کہ کس سے کروں تو خولہ نے
 عرض کیا ”کنواری اور بیوہ دونوں طرح کی عورتیں موجود ہیں! سودہ بنت زمعہ بیوہ ہیں
 اور عائشہ بنت ابی بکر کنواری۔ جس کی نسبت فرمائیے سلسلہ جنابی کیجائے“

عرض خولہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا پاکہ حضرت ابوبکر کے بیان آئین اور اون کو ذکر
 کیا۔ اس زمانہ میں منہ بوسے بھائی کی حیثیت سکے بھائی سے کم نہ تھی اور یہ رسم زمانہ جاہلیت
 جلی آتی تھی حضرت ابوبکرؓ نے تعجب سے کہا کیا بھائی کی بیٹی سے نکاح ہو سکتا ہے، خولہ
 نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپ نے فرمایا ابوبکر میرے دینی بھائی ہیں اور ایسے
 چھائیوں کی اولاد سے نکاح جائز ہے۔

حضرت عائشہؓ اس سے قبل جبر بن مطعم کے بیٹے سے منسوب ہو چکی تھیں اس لیے
حضرت ابو بکرؓ نے جبر سے پوچھا مگر ابھی جبر کا خاندان اسلام سے نا آشنا تھا ایسے ہی
کی ماں نے یہ کہہ کر اس رڑکی کے آنے سے ہمارا رکا لا مذہب ہو جائیگا صاف انکار کر دیا
جب تمام امور طے ہو گئے تو چھ سال کی عمر میں حضرت عائشہؓ نبوت کے دسویں
برس ہجرت سے تین سال پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جلالہ نکاح میں آ گئیں۔
یہ نکاح شوال کے مہینہ میں ۵۰۰ درہم مہر پر ہوا تھا۔ جو عموماً ازواج مطہرات کا
مقررہ مہر تھا۔

حضرت عائشہؓ کا نکاح جس سادگی سے ہوا اسکا اندازہ خود انکی روایت سے
ہو سکتا ہے آپؐ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے عقد فرمایا تو میں رڑکی کے
ساتھ کھلا کرتی تھی۔ جب تک میری والدہ نے مجھے گھر سے باہر نکلنے سے منع نہ کر دیا اس وقت
تک مجھے نکاح کا حال بھی نہ معلوم ہوا۔

اس نکاح کی بشارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے ہو چکی تھی آپؐ نے خواب میں دیکھا تھا
کہ ایک شخص کوئی چیز ریشم میں لپیٹ کر دکھا رہا ہے اور کہتا ہے یہ تیری ہے، آپؐ نے کھولا
تو حضرت عائشہؓ تھیں۔

ہجرت و وصیت جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ پہنچ گئے تو آپؐ نے اہل دعیال کو لانے کے لیے زید
بن حارثہ اور اپنے غلام ابورافع کو بھیجا اور ان دونوں کو دو اونٹ اور پانچ سو درہم جو آپؐ
حضرت ابو بکرؓ سے فراہمی ضروریات کے لیے حاصل کیے تھے دے دیے۔ حضرت ابو بکرؓ نے
بھی ان کے ساتھ عبداللہ بن ارقط کو دو یا تین اونٹ دیکر روانہ کر دیا اور اپنے بیٹے
عبداللہؓ سے کہلا بھیجا کہ حضرت عائشہؓ اور انکی بہن اسماءؓ کو اپنی ماں ام رومان کے ساتھ
لے آئیں۔

جب یہ سب لوگ مکہ سے چلنے لگے تو طلحہ بن عبداللہؓ بھی بارادہ ہجرت ساتھ ہوئے
ابورافع اور زید بن حارثہ کے ساتھ حضرت فاطمہؓ، حضرت ام کلثومؓ، حضرت سودہ بنت زمعہؓ
ام زین اور اسامہ بن زیدؓ تھے اور عبداللہؓ بن ابی بکرؓ کے ہمراہ ام رومان اور عبداللہؓ کی
لے مسند احمد جز ۶ ص ۱۱۴ طبعات جم ۸ ص ۴۸ ایضاً ۳۳ ص ۴۸ صحیح مسلم کتاب النکاح۔
طبعات ج ۸ ص ۴۸ ایضاً ص ۴۴۔

زین بٹین (عائشہ، اسماء) تھیں۔ جسوقت یہ سارا قافلہ میدان منی میں پہونچا تو جس وقت پر
نہرت عائشہ اور انکی والدہ ام رومان بیٹھی تھیں بھاگ نکلا۔ ام رومان بہت بیقرار ہوئیں
روادیا کر نے لگیں، بارے اونٹ پکڑا گیا اور اللہ نے بسکوت سلامت رکھا۔ پھر یہ قافلہ مدینہ
پہونچا اور جسوقت آنحضرت صلعم مسجد نبوی اور اس کے آس پاس کے مکانات تعمیر کر رہے تھے
ایک مکان میں حضرت سودہ اور آپ کی اولاد ٹھہرا دی گئیں۔

اور حضرت عائشہ ہنوحارث کے محلہ میں اپنے عزیزوں کے ساتھ حضرت ابو بکر کے گھر
ن آئیں۔ چونکہ مدینہ کی آب و ہوا ناموافق تھی اسلئے ابتدائاً اکثر مہاجرین بیمار ہو گئے۔
حضرت ابو بکرؓ بھی اس بلا سے نہ بچ سکے، بڑی شدت سے بیمار کا محلہ ہوا، حضرت عائشہ تیار دار
تھیں، پھر حضرت ابو بکر کے محتیا ب ہونے کے بعد خود بیمار ہو گئیں اور شدت علالت سر
سے تمام بال گر گئے۔

غرض ان مصیبتوں سے نجات ہوئی تو حضرت ابو بکر نے آنحضرت صلعم سے عرض کیا کہ
اب آپ عائشہ کو رخصت کیوں نہیں کرا لیتے، آپ نے فرمایا ”مہر نہ ہونے سے مجبور ہوں“ حضرت
ابو بکر نے اپنے پاس سے مہر کے پانچ سو درہم بطور رخصت آپ کی خدمت میں پیش کیے وہی آپ کے
حضرت عائشہ کے پاس بھیج دیئے۔

یہ تھا حضرت عائشہ کی رخصتی کا ماجرا جو شوال سلسلہ میں ان کی نہ سالہ عمر میں
پیش کیا۔

یہ بھی ایک اتفاق کی نادر مثال ہے کہ حضرت عائشہ کا نکاح بھی شوال ہی میں ہوا
اور رخصت بھی۔ اسی لیے آپ اس مہینہ میں شادی کی تقریب زیادہ پسند کرتی تھیں۔ ابو
فرماتی تھیں ”میرا نکاح اور رخصت دونوں شوال میں ہوئیں با اہم شہر کے نزدیک ٹھہرا
زیادہ خوش قسمت کوئی نہیں“

بات یہ تھی کہ کسی زمانہ میں شوال ہی کے مہینہ میں طاعون کا دورہ ہوا تھا اسی
لوگ اس مہینہ کو منحوس سمجھتے تھے۔ آنحضرت صلعم کا اس مہینہ میں نکاح کرنا اور رخصت کرانا
گو یا عرب کی اوہام پرستی کا سد باب تھا۔

عام حالات حضرت عائشہ کے اسلام کے متعلق کچھ لکھنا تحصیل حاصل ہے حضرت ابو بکرؓ

سلسلہ صحیح بخاری باب الحجۃ ۳۷ طہات ج ۳ ص ۳۷۳ سلسلہ ایضاً ۱۸ سلسلہ ایضاً۔

دعوت اسلام پر سب سے پہلے لبیک کہنا اظہارِ امن اٹھنا ہے۔ پھر ظاہر ہے کہ جب حضرت عائشہ کی آنکھیں کھلی ہوئی تو گھر میں کفر و شرک کا پتہ بھی نہیں ہوگا، چنانچہ وہ خود بھی فرماتی ہیں کہ جب سے میں نے اپنے والدین کو پہچانا اور انکو مسلمان پایا۔
اب رہی تعلیم و تربیت تو وہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں آنے کے بعد ہوئی، اور اس لحاظ سے جب قدرِ روزی وقعت ہے ظاہر ہے۔

حضرت عائشہ کی زندگی میں جو واقعات زیادہ اہم ہیں انکے چار عنوان ہو سکتے ہیں۔ انک، ایلا، تحریم، تخریب، یہ واقعات بہت مشہور ہیں اس لیے مختصراً قلمبند کیے جاتے ہیں۔
انک یعنی حضرت عائشہ پر تہمت کا واقعہ غزوہٴ مریسہ کے سفر میں پیش آیا حضرت عائشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھیں چلتے وقت اپنی بہن حضرت اسماء سے ایک بار عاریتہ لے لیا تھا وہی پہنے ہوئے تھیں۔ اس وقت ادنیٰ عمر چودہ سال کی تھی۔ اثنائے راہ میں ایک بگڑا رات کو قافلہ نے قیام کیا۔ حضرت عائشہ قصاکے حاجت کے لیے بڑا کوسے دور نکل گئیں فارغ ہو کر واپس آئیں تو گلے پر ہاتھ پڑ گیا۔ دیکھا تو مار نہ پایا۔ ایک تو کسی میں یونہی زیور کا بہت شوق ہوتا ہے دوسرے مانگے کی چیز تھی، اسلئے بہت گھبرائیں، نا تجربہ کاری سے خیال کیا کہ قافلہ کی روانگی سے پہلے وہ ہار ڈھونڈ کر پونج جا میں گئے، ادھر قافلہ تیار تھا، یہ بغیر کسی کو اطلاع کیے ہوئے ہار کی تلاش میں مصروف ہو گئیں، تھوڑی دیر کی خبر میں ہار مل گیا اب جو آئین تو قافلہ روانہ ہو چکا تھا۔ مجبوراً چادر اوڑھ کر دین پڑیں۔ صفوان بن مہطل ایک صحابی تھے اور انتظامی ضروریات کے لیے لشکر کے پیچھے پیچھے رہتے تھے صبح کو وہ بڑا ڈوپڑے تو حضرت عائشہ کو پہچان لیا کیونکہ نزولِ حجاب سے پہلے وہ ان کو دیکھ چکے تھے۔ پاس آ کر افسوس کیا اور اونٹ پر بٹھا کر منزل کا رخ کیا۔ دوپہر کے وقت قافلہ سے مل گئے۔

اس طرف منافقین دن رات اسی کوشش میں رہتے تھے کہ جس طرح ہو سکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب و لواحق کو بدنام کریں اور انکی یہ کوششیں بڑی شد و مد سے جاری تھیں عبداللہ بن ابی اس گرہ کا سردار تھا، اسنے مشہور کر دیا کہ معاذ اللہ اب وہ پاک نہ نہیں ہیں۔ منافقوں کی اس شرارت کا اثر بعض معدودے چند مسلمانوں پر بھی ہوا اور د

بھی غلط فہمی سے ایک حد تک اس سازش میں شریک پائے گئے۔ مگر واقعہ یہ ہے بنیاد
جسکی ذرا بھی اصل نہ تھی، تحقیق و اطمینان کا بھی کچھ نہ تھا۔ بعد حضرت عائشہ کی بیگناہی اور منافقین
کی فتنہ پردازی ثابت ہو گئی تاہم ان باتوں کا اثر حضرت عائشہ پر بہت ناگوار پڑا اور وہ
مائے صدمہ کے پیار ہو گئیں۔ جب تمام ذرائع اطمینان کھل ہو گئے تھے کہ خود آنحضرت صلیم
کے اس ارشاد کے مطابق کہ اگر عائشہ پاک ہے تو خدا خود اس کی ہمارت کی گواہی دیگا
آیت ہمارت نازل ہوئی اس آیت میں تفصیل سے حضرت عائشہ کی بیگناہی کا صاف لفظوں
میں اظہار کیا گیا۔ مثلاً

لَوْ لَا اَذْمَعْتُمْ مَعَكُمْ لَوْ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ
وَالْمُؤْمِنَاتُ بَانَفْسِهِمْ خَيْرًا وَقَالُوا
هَذَا اِفْكٌ مُّصَيِّبٌ -

یعنی جب تم نے یہ منہ تو مومن مردوں اور عورتوں
عورتوں کی نسبت نیک گمان کیوں نہیں کیا
اور کیوں نہ کہا کہ یہ مرتجہ قہمت ہے۔

سورہ نور کی دس بارہ آیتوں میں یہ بیان ختم ہوا ہے جسکو تفصیل مطلوب ہو قرآن شریف
میں دیکھ لے۔

اب حضرت عائشہ کا دل ٹھکانے ہوا، ان نے کہا بیٹی اٹھو اور شوہر کے قدموں پر
حضرت عائشہ نے بغور رسوائی جواب دیا میں صرف اپنے خدا کی شکر گزار ہوں اور
کسی کی ممنون نہیں۔

تحریم کا واقعہ چونکہ حضرت حفصہ سے زیادہ نسبت رکھتا ہے اس لیے اسکا ذکر
ان کے حالات میں کیا جائیگا۔ آیا کی صورت یہ تھی کہ غلہ اور کھجور کی جو مقدار ازواج
مطلبات کے لیے مقرر تھی وہ یوں بھی کم تھی اور فیاضیوں اور مہمان نوازیوں کی بہت
اور بھی کفایت نہ کرتی تھی، اس لیے سب بیویوں نے یہ دیکھ کر کہ فتوحات سالانہ حاصل
اور اموال غنیمت کا کافی ذخیرہ موجود ہے آنحضرت صلیم سے اس کا کافی مقدار میں اضافہ
کی خواہش کی، چونکہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمرؓ آنحضرت (روحی فداہ) کی نہ اچانک زندگی
کے سنوئی محرم تھے اس لیے دونوں نے اپنی صاحبزادیوں کو سمجھا کر اس مطالبہ سے باز
رکھا دیگر ازواج اپنی بات پر قائم رہیں۔ اتفاقاً اسی زمانہ میں آپ گھوڑے سگر پڑے
پہلے مبارک میں۔ ایک درخت کی ٹہ سے غراش آ گئی حضرت عائشہ کے چہرہ سے متصل
اسے یہ تمام واقعہ صحیح بخاری صحیح مسلم و مسند ابن ہشام سے ماخوذ ہے۔

ایک بالاخانہ تھا آنحضرت صلیم نے یہیں قیام فرمایا اور عہد کیا کہ ایک مہینہ تک ازدواج منظر اس سے نہ ملینگے، منافقین نے مشہور کر دیا کہ آپ نے بیویوں کو طلاق دیدی حضرت عمرؓ کو خبر ہوئی تو مسجد نبوی میں آئے تمام صحابہ کو رنجیدہ اور سرگرم بیان پایا۔ آنحضرت صلیم کی خدمت میں باریابی کی اجازت چاہی، تیسری مرتبہ اجازت ہوئی دیکھا تو آپ ایک کھڑی چارپائی پر لیٹے ہیں، جسم مبارک میں بان کے نشان بن گئے ہیں ادھر ادھر چند مٹی کے برتن پڑے ہوئے ہیں، یہ حالت دیکھ کر آبدیدہ ہو گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ نے بیویوں کو طلاق دیدی، فرمایا نہیں۔ حضرت عمرؓ نے یہ خوشخبری عام مسلمانوں کو سنائی یہ مہینہ اوتیس دن کا تھا حضرت عائشہؓ کہتی ہیں "میں ایک ایک روز گنتی تھی ۲۹ دن ہوئے تو آپ بالاخانہ سے اتر آئے، سب سے پہلے حضرت عائشہ کے پاس تشریف لے گئے عرض کی یا رسول اللہ! آپ نے ایک مہینہ کا عہد فرمایا تھا، ابھی تو اوتیس ہی دن ہوئے ہیں" فرمایا "مہینہ کبھی ۲۹ کا بھی ہوتا ہے"

اس واقعہ کے بعد ایک دن آپ حضرت عائشہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا عائشہ! میں تم سے ایک بات کہتا ہوں لیکن تم کو جواب میں بغیر والدین سے مشورہ کیے ہوئے جلدی نہ کرنا چاہیے حضرت عائشہ نے عرض کیا یا بنی اللہ وہ کیا بات ہے تو آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

یَا أَيُّهَا النَّبِيُّ صَلِّ وَلَا تَدْرُجْ إِنَّ كُنْتُ تُحَرِّدُكَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْكَ أَمْتَعُكَ وَأَسْرَحُكَ سَرَّاحًا جَمِيلًا وَإِنْ كُنْتُ تُحَرِّدُكَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالْآخِرَةَ فَإِنَّ اللَّهَ أَهْلٌ لِلْخَيْرَاتِ مِنْكَ أَجْرًا عَظِيمًا (سورہ احزاب)	اے نبی! اپنی بیویوں سے کہہ دے کہ اگر تم کو دنیوی زندگی اور اس کی آرائش مطلوب ہے تو آؤ میں تم کو اچھی طرح رخصت کر دوں، اگر خدا اور اس کا رسول اور اس کی آخرت پسند ہے تو تم میں سے نیک عورتوں کے لیے اللہ نے بڑا ثواب رکھا ہے۔
--	--

حضرت عائشہ نے کہا یا رسول اللہ! میں والدین سے کس بات میں مشورہ کر دوں میں تو اللہ اور اس کے رسول اور دارالآخرت کو اختیار کرتی ہوں۔ یہ جواب آنحضرت صلیم نے پسند فرمایا اور آپ کے روئے مبارک پر مسرت کے آثار ظاہر ہوئے۔ پھر فرمایا میں یہی

لے ابراہیمؑ، وصحیح مسلم باب لا یملا،

بات تمھاری ساتھ دالیون سے کوئنگا حضرت عائشہ نے کہا میرے جواب سے انکو نہ خیر فرمائیے گا آپ نے منظور فرمایا اور دیگر ازدواج سے بھی یہی گفتگو فرمائی ہونے لگی یہی جواب لیا مذکورہ بالا آیت کو آیتہ تجخیر اسلیے کہتے ہیں کہ بیرون کی خاطر سے دنیوی آسائش طلبی بغیر کی شان سے بعید تھی اس لیے اس آیت سے سبکو اختیار دیا گیا کہ جو خدا و رسول کو پسند کرے وہ رہے ورنہ رخصت ہو۔

آنحضرت صلعم کو حضرت عائشہ سے بہت محبت تھی حتیٰ کہ فغسل و کمال و دیگر اوصاف کے اعتبار سے آپ کو حضرت عائشہ تمام ازدواج سے زیادہ محبوب تھیں۔ اسکا اندازہ آپکو ارشاد سے ہو سکتا ہے کہ اُسی جو چیز میرے امکان میں ہے (یعنی مساوات میں) الا ازدواج میں امین عدل سے باز نہیں آتا لیکن جو میرے امکان سے باہر ہے (یعنی عائشہ کی قدر و محبت) اسکو معاف کرنا حضرت عمرو بن عاصؓ نے آنحضرت صلعم سے پوچھا یا حضرت آپکی دنیا میں سب سے زیادہ کون عزیز ہے؟ فرمایا عائشہ "کہا میں مردوں میں پوچھتا ہوں" فرمایا عائشہ کا باپؓ۔

اسکے علاوہ بھی ادر داقات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلعم حضرت عائشہ پر بہت مہربان تھے اور خصوصیت کے ساتھ انکی قدر کرتے تھے مثلاً حضرت عمرؓ نے بہ نسبت اور ازدواج کے حضرت کو اپنے زمانہ خلافت میں دو ہزار درہم زیادہ دیے کیونکہ وہ آنحضرت صلعم کی نہایت محبوب بیوی تھیں۔

یہی حال حضرت عائشہ کی محبت کا تھا آنحضرت صلعم کے ساتھ چنانچہ بعض اوقات ایسا اتفاق ہوتا کہ حضرت عائشہ رات کو بیدار ہو جاتیں اور آپ کو پاس نہ دیکھتیں تو مضطرب تھیں ایک دفعہ یہی صورت پیش آئی اور بقیہ قصائے عشق است و ہزارہ بگانی خیال ہوا کہ شاید آپ کسی اور بیوی کے پاس تشریف لیکے ہوں اور ہر ادھر تلاش کیا تو دیکھا آپ تسبیح و تہلیل میں مصروف ہیں اپنی غلط خیالی پر نادم ہو گئیں اور بے اختیار زبان سے نکل گیا میرے ان باپ قربان، میں کس خیال میں ہوں اور آپ کس حال میں ہیں۔

محبت شوہر رسول اللہ صلعم نے جن کپڑوں میں انتقال فرمایا حضرت عائشہ نے ان کو سلہ طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۱۷۷ صحیح مسلم باب الاطلاق ابوداؤد باب التیمین الزوجات لکھ طبقات ج ۱ ص ۱۷۷ البیاض لکھ نسائی باب النیرۃ و باب الوعار فی السجود۔

مفوظ رکھا تھا۔ چنانچہ ایک دن اونھوں نے ایک صحابی کو آپ کا تبر بند اور ایک کس رکھا کر کہا کہ خدا کی قسم آپ نے انہی کپڑوں میں انتقال فرمایا تھا۔

حضرت عائشہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہایت محبوب تھیں لیکن اس محبوبیت کا کوئی اثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت پر نہیں پڑتا تھا بلکہ سب سے زیادہ اونہی کو آپ کا شرف خدمت حاصل تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کمال مہارت کی وجہ سے مسواک کو بار بار دھلوا دیتے تھے اور اس پاک خدمت کا انصرام حضرت عائشہؓ کے ذمہ تھا۔

ایک بار آپ ایک کمل اوڑھلو مسجد میں تشریف لائے ایک صحابی نے عرض کی یا رسول اللہ اس پردہ پر دیکھ نظر آتے ہیں آپ نے اس کو غلام کے ہاتھ حضرت عائشہؓ کے پاس بھیج دیا۔ کہ وہ کونٹا کر کے بھیج دین حضرت عائشہؓ نے پانی منگایا اپنے ہاتھ سے دھو کر دے۔ اور کبل خشک کر کے آپ کی خدمت میں بھیج دیا۔

آپ گھر کا کام دیکھنا خود کرتی تھیں ایک دن حضرت عائشہؓ کی باری تھی چھپے اوس کی روٹی بکائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار شروع کیا۔ آپ کے آنے میں دیر ہوئی تو سو گین آپ آئے تو بگایا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت جناب عائشہؓ کا سن ۸۱ سال تھا رسول اللہ کی مدت علالت ۳۱ دن ہے۔ اس عرصہ میں آپ نے پانچ دن دیگر ازواج کے ہاں قیام فرمایا اور باقی آٹھ دن حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں مقیم رہے۔

۹۔ ربیع الاول ۱۱؎ کو دوشنبہ کے دن حضرت عائشہؓ کے سینہ پر سر رکھے ہوئے روح پاک عازم فردوس ہوئی اور جسم مبارک حجرہ کے ایک گوشہ میں سپرد خاک کیا گیا۔

چونکہ احترام نبوت کے لحاظ سے باری تعالیٰ نے ازواج مطہرات کے لیے

۱۔ ابو داؤد و کتاب البیاس ۱۵۰ ابو داؤد و کتاب البیاس ۱۵۰

۲۔ ابو داؤد و کتاب الامۃ من النہاستہ۔

۳۔ ابوالفرج باب لا یؤذی بارہ

۴۔ بیہقی ج ۸ ص ۳۲

۵۔ بیہقی بھاری باب وفات النبی۔

دوسری شادی ممنوع قرار دیدی تھی اس لیے حضرت عائشہ کی زندگی کے ۸۴ سال عالم بیوگی میں بسر ہوئے اور اس عرصہ میں انھوں نے چاروں خلفاء راشدین کا زمانہ دیکھا۔

جب رسول اللہ کے وفات کے بعد حضرت ابو بکر کی خلافت تسلیم کر لی گئی اور سب نے بیعت کر لی تو ازواج مطہرات نے چاہا کہ حضرت عثمان کی سفارت میں حضرت ابو بکرؓ سے وراثت کا مطالبہ کریں لیکن حضرت عائشہ نے یاد دلایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں فرمایا تھا "میرا کوئی وارث نہ ہوگا، میرا تمام متردکات صدقہ ہو گئے"۔

حضرت عائشہ کی بیوگی کو دو ہی سال ہوئے تھے کہ حضرت ابو بکرؓ کا دور خلافت ختم ہو گیا اور ۳ سالہ عرصہ میں حضرت عائشہ کو داغ بیتی بھی اٹھانا پڑا نزع کے وقت جب کہ آپ شفیق باپ کی خدمت میں حاضر تھیں حضرت ابو بکرؓ نے ان کو کچھ جائداد سپرد کی جس میں دوسری اولاد کا بھی حصہ تھا اور فرمایا "بیٹی! کیا تم جائداد اپنے اور بھائی بہنوں کو دے دو گی حضرت عائشہ نے عرض کیا "میرے چشم"۔

وفات کے بعد حضرت ابو بکرؓ بھی حضرت عائشہ کے حجرہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن ہوئے۔

جناب عمرؓ کے عہد مبارک میں تمام ازواج مطہرات کے دس دس ہزار درہم سالانہ مقرری تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بارہ ہزار دیے جاتے تھے اور اس زیادتی کی وجہ حضرت عمرؓ بیان فرماتے تھے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت محبوب تھیں۔

۱۔ مولانا سید سلیمان ندوی سیرۃ عائشہ صفحہ ۱۲ میں لکھتے ہیں کہ "حضرت عائشہ اب جوہر تھیں اور اسی عالم میں انھوں نے عمر کے چالیس مرتلے طے کیے" چارے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ حضرت عائشہ کا سال ولادت ۱۰ قبل ہجرت ہے، اور انکی شخصیت ۳۳ھ میں (جبکہ وہ نو سال کی تھیں) عل میں آئی، اب اتفاق محمد بن جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت وہ ۱۸ سال کی تھیں اور ۶۰ سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہیں۔ اسکا اعتراف کہ حضرت عائشہ ۱ سال آپ کے پاس رہیں مولانا کے اس جملہ سے ہوتا ہو "آج ہم انکے سامنے اس قانون کا غور پیش کرتے ہیں جو نبوت عظمیٰ کی کمال شرافت زندگی کی ناپر غواتین غیر لغو و بے حرم میں کم بیش ۴۰ سال تک شہادت رہی" وہی ۳۳ھ سیرۃ عائشہ ۱۱ سال کے بعد اگر قبول مولانا بیوگی کے چالیس سال لیے جائیں تو انکی کل مدت حیات ۵۰ سال ہوتی جو جو علاوہ اسکے کہ تاریخی نقطہ نظر سے ساتھ لاکھ ہے خود مولانا کے قول کے خلاف ہے کہ وفات کے ذکر میں مولانا نے بتلایا جو کہ حضرت عائشہ نے ۳۳ھ میں ۶۰ سال کی عمر میں باقی دسویں عائشہ ۱۱ سال پہلے ولادت و وفات عمر کو مد نظر رکھتے حضرت عائشہ کی عمر ۷۰ سال در زمانہ بیوگی ۴۰ سال تو مجموعہ ۱۱۰ سال۔

فخ عراق کے بعد جب مال غنیمت کی تقسیم ہوئی تو اوسین ایک موتیوں کی ڈبیہ بھی تھی
موتیوں کی تقسیم دشوار معلوم ہوتی تھی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے اجازت مانگی کہ
اگر آپ پسند کریں تو میں ام المومنین عائشہ کو بھیج دوں کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب تھیں
سب نے بخوشی اجازت دیدی حضرت عمر نے وہ ڈبیہ حضرت عائشہ کے پاس بھیج دی انھوں نے
کھول کر دیکھا تو فرمایا کہ ”ابن خطاب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چھ پر بڑے احسانات کیے خدا
مجھے آئندہ اوکے عطیوں کے لیے زندہ رکھنا“

جب حضرت عمرؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انھوں نے اپنے صاحبزادے عبداللہؓ
حضرت عائشہ کی خدمت میں بھیجا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن ہونے کی اجازت دو دین
فرمایا اگرچہ وہ جگہ میں نے خود اپنے لیے رکھی تھی لیکن عمر کے لیے بخوشی یہ ایثار گوارا کرتی
ہوں۔ اس اجازت کے بعد بھی حضرت عمرؓ نے وصیت فرمائی کہ میرا جنازہ آستانہ نبک بجانا اگر
اجازت ہو جائے تو اندر دفن کر دینا ورنہ عام مسلمانوں کے قبرستان میں بجانا چنانچہ یہی کیا گیا
حضرت عائشہ نے اجازت دے دی اور جنازہ حضرت عائشہ کے حجرہ میں دفن ہوا۔
اس ایثار کی جو قدر و منزلت ارباب فہم اور مذہب پرست طبقہ کی نگاہ میں ہو سکتی ہے
اس کا بیان غیر ضروری ہے،

علیہ حضرت عائشہ نہ ترکین میں دبی تلی تھیں لیکن تیرہ چودہ برس کی عمر تک پہنچ کر بدن
میں قدرے گرانی آگئی تھی۔ رنگ سرخ و سپید تھا، خوش ردا و صاحب جمال تھیں۔
لباس حضرت عائشہ کے لباس کے متعلق مختلف روایتیں آئی ہیں بعض کہتے ہیں کہ ریشم کریم
اور سیاہ اور مٹنی زیب تن فرماتی تھیں۔ لیکن زعفرانی رنگ کا لباس اکثر روایات سے منقول
ہے۔ قاسم بن محمد کی روایت ہے کہ میں نے جناب عائشہ کو بحالت احرام بھی سونکی انگوٹھی
اور نہ روزنگ کا لباس پہنے دیکھا ہے۔ ایک ریشم چادر بھی کبھی کبھی استعمال فرماتی تھیں جو
بعد میں عبداللہ بن زبیر کو غایت فرمادی۔ تناعت پسندی کی وجہ سے ایک ہی جوڑا
پاس رکھتی تھیں اور اوس کی کو دھو دھو کر پہنتی تھیں۔ ایک کرتہ تھا جو قیمت کے اعتبار سے
سولہ سو درک حاکم مرد صحابیات سولہ صبح بخاری کتاب الجنائز سولہ صبح بخاری واقعہ ایک سولہ
سولہ ابو داؤد سولہ مسند احمد ج ۶ ص ۱۳۸ سولہ ایضاً تصبر انک وایلاکہ بیقات ج ۶ ص ۱۹۰ سولہ ایضاً
سولہ ایضاً سولہ ایضاً سولہ صبح بخاری باب فی تصلی المرأة فی ثوب معصنۃ فیہ۔

۵۔ حرم کا تھا اور اس زمانہ میں اتنا گران تھا کہ تقریباً بیس لاکھ کے لیے مستعار لیا جاتا تھا۔
لباس میں شرع کا اتنا لحاظ تھا کہ ایک بار انکی بھتیجی حفصہ بنت عبد الرحمن ایک ٹریک
اور ڈھنی سر پر ڈالے ملے آئین تو حضرت عائشہ نے وہ اور ڈھنی پھاڑ ڈالی اور فرمایا ”تم
نہیں جانتی ہو سورہ نو میں اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا ہے“ پھر ایک ویز کپڑے کی اور ڈھنی
منگوا کر اونکو دی تھیں۔

ایک دفعہ ایک گھر میں مہمان اور ترین صاحب خانہ کی دو لڑکیوں کو جواب جوان
ہو چلی تھیں دیکھا کہ بے چارہ اور ڈھنی ناز پر مڑ رہی ہیں۔ تاکید کی کہ آئندہ کوئی لڑکی بے چارہ
اور ڈھنی ناز نہ پڑے (مسند جلد ۶ صفحہ ۷۹۶)

اخلاق و عادات دنیا دار ہو جانے کے بعد عورت کے اخلاق میں سب سے پہلے جس
بات پر نظر پڑتی ہے وہ شوہر کی اطاعت اور اسکی رضا جوئی ہے، حضرت عائشہ میں صفت
بدرجہ اتم موجود تھی وہ رسول اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے میں روز و شب ساعی رہتی تھیں
اور آپ کی کبیدہ خاطر ہی سے مضطرب ہو جاتی تھیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت زد
بہت خیال رکھتی تھیں اور ان کی بات نہ مانتی تھیں۔ ایک مرتبہ عبداللہ بن زبیر نے جو انکے
بھانجے تھے حضرت عائشہ کی غیر محدود فیاضیوں سے گھبرا کر کہا کہ اب ان کا ہاتھ روکنا چاہیو
سپرانتی ناراض ہوئیں کہ عبداللہ سے بات نہ کرنے کی قسم کھالی۔ مگر جب آنحضرت صلعم کے نہالی
لوگوں نے سفارش کی تو انکار نہ کر سکیں۔ آنحضرت صلعم کے دوستوں کی بھی عزیزوں ہی کی
طرح عزت کرتی تھیں اور جہاں تک ہوتا ان کی بات نہ رد کرتی تھیں حتیٰ الامکان کسی کا
ہر نہ پھیرتی تھیں۔

محمد بن اشعث ایک صحابی تھے انھوں نے حضرت عائشہؓ کی خدمت میں ایک
پوسٹین پر پیش کرنے کی استدعا کی اور کہا کہ یہ گرم ہے آپ اسکو پہنا کیجیے حضرت عائشہؓ نے
قبول فرمایا اور آپ نے اکثر اس پوسٹین کو زیب تن فرمایا۔

پردہ کا بہت خیال تھا۔ ایک بار ابن اسحاق نابینا حضرت عائشہؓ سے ملنے آئے تو
آپ نے پردہ کیا۔ ابن اسحاق نے کہا آپ مجھ سے بھتیجی ہیں تو آپ کو نہیں دیکھتا فرمایا اگر تم

۱۰۰ بحار باب ۱۰۰ طبقات ج ۸ ص ۵۰۰ مسند امام احمد ج ۴ ص ۱۰۰ صحیح بخاری مناقب
قریش ص ۱۰۰ صحیح بخاری باب اعظام بالنسب ص ۱۰۰ طبقات ج ۸ ص ۴۹

جھکونین دیکھتے تو کیا ہوا میں تو کھو دیکھتی ہوں۔

عورتیں بالعموم اسراف کی عادی ہوتی ہیں مگر حضرت عائشہؓ میں قناعت کا صفت خصوصیت سے ودیعت ہوا تھا، لہذا نزدیکی اور مال و منال کی طرف رخ بھی نہ کرتی تھیں۔ ترمذیؒ نے باب زہد میں لکھا ہے کہ آنحضرتؐ صلعم کے بعد ایک دفعہ انھوں نے کہا نا طلب کیا پھر فرمایا میں کبھی سیر ہو کر نہیں کھاتی کہ مجھے روانہ آتا ہو۔ ایک شخص نے پوچھا یہ کیوں فرمایا مجھے وہ حالت یاد آتی ہے جہاں آنحضرتؐ صلعم نے دنیا کو چھوڑا تھا۔ خدا کی قسم دن میں دو دفعہ بھی سیر ہو کر آپؐ نے روٹی اور گوشت نہیں کھایا۔

پابندی زدہ قسم۔ جب آپؐ عبداللہؓ بن زبیرؓ سے ناراض ہوئیں اور ان سے بات نہ کرنے کی قسم کھائی تو عبداللہؓ بن زبیرؓ نے معافی مانگی۔ اور آنحضرتؐ صلعم کے تنہائی لوگوں سے سفارش کرائی تو رد کر فرمائے لگین

انی ذللت والذل سئل یل، میں نے ذلالت ہی ہو اور نذر کا معاملہ نہایت بڑا لا آخر صحابہ کے اصرار و سفارش سے معاف تو کر دیا لیکن کفارہ قسم میں چالیس غلام آزاد کرنا ہمان لازمی ایک بار رسول اللہؐ صلعم کی خدمت میں وفد پیش حاضر ہوا۔ سو اتفاق سے آپؐ گھر میں تشریف نہ رکھتے تھے۔ حضرت عائشہؓ نے فوراً خبر یہ (ایک لکھنیکا نام ہوا) کو ان کے حکم دیا۔ اور ہمانوں کے پاس ایک طبق میں کھجوریں رکھ کر بھجوا دیں۔ آپؐ تشریف لائے تو حسب معمول سب سے اہل دریافت فرمایا کہ کچھ منیافت کا سامان ہوا یا نہیں۔ دن لوگوں نے عرض کی کہ سب اختتام ہو چکا۔

مسکین لازمی ایک دن آپؐ روزے سے تھیں۔ اور گھر میں سوائے ایک روٹی کے کچھ موجود نہ تھا۔ اس حالت میں ایک مسکین عورت آئی تو آپؐ نے کیز کو حکم دیا کہ وہ روٹی اسکو کھلائے۔ اور سنے عرض کی افطار کس چیز سے کیجیے گا بوئیں اللہ مالک ہے شام ہوئی تو کسی نے بکری کا گوشت بھجوا دیا تو بڑی کو بلا کر کئے لگین نے کھایا تیری روٹی سو بہتر ہے عبادت نانا شراق اگرچہ رسول اللہؐ صلعم نے جیسا کہ حضرت ام بانیؓ سے مروی ہے صرف ایک بار طبعی تھی لیکن بہت سے صحابہ نے اسکا التزام کر لیا تھا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ

سے طبقات جہد ص ۹۴ موطائے امام محمد کتاب الدیان والذکر ص ۱۰۰ کتاب الطہار

سے موطائے امام مالک کتاب الجامع باب التریغ فی الصدقہ

بن نے اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی نماز اشراف پڑھتے نہیں دیکھا لیکن میں خود پڑھتی ہوں
لیونکہ آپ بہت سی چیزوں کو پسند فرماتے تھے۔ گو شخص اسوجہ سے خود ان پر عمل نہ فرماتے تھے
کہ امت پر فرض نہ ہو جادے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز میں سورۃ بقرہ۔ آل عمران۔ اور نسا پوری پوری تلاوت
فرماتے تھے۔ اگر کوئی خوف کی آیت آجاتی تو خدا سے دعا کرتے اور اُس سے پناہ مانگتے
اسی طرح بشارت آمیز آیات میں دعا میں اسکی خواہش فرماتے حضرت عائشہ ساری ساری
رات نماز تہجد میں آپ کے ساتھ شریک رہتیں۔

دشمنوں سے سلوک آپ اپنے دشمنوں سے بغض رکھنا بھی پسند فرماتی تھیں حضرت عائشہ
کے بھائی محمد بن ابی بکر کو حضرت معاویہ بن خدیج نے قتل کر دیا تھا۔ ایک بار وہ کسی غزوہ
میں سپہ سالار مقرر ہو گئے حضرت عائشہ نے ایک شخص سے پوچھا کہ اس غزوہ میں معاویہ
کا ہر تا کو فوج کے ساتھ کیسا رہا۔ اسنے کہا او میں کوئی عیب نہ تھا سب لوگ اسنے راضی
ہیں۔ کسی کا اونٹ مر جاتا تو وہ اسکی جگہ دوسرا اونٹ دیتے تھے۔ کسی کا گھوڑا ضائع ہو جاتا
تھا تو اسکو دوسرا گھوڑا عطا فرماتے تھے۔ کوئی غلام بھاگ جاتا تھا تو اسکی جگہ غلام دیدیتے
تھے۔ حضرت عائشہ یہ سنکر فرمانے لگیں استغفر اللہ اگر میں اون سے اس بنا پر ناراض ہوں
یا بغض رکھوں کہ وہ میرے بھائی کے قاتل ہیں۔ میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا مانگتے
ہوئے سنا ہے کہ خداوند اچھے شخص میری امت کے ساتھ ملاحظت کرے تو بھی اُسکے ساتھ
ملاحظت کر اور جو اچھے شخص کرے تو بھی اوس پر بخشنی کرے۔

بھائیوں سے محبت حضرت عبدالرحمن بن ابی بکرؓ کا مقام حبشی میں انتقال ہوا۔ اور لاٹش
کہ میں لا کر دفن کی گئی حضرت عائشہؓ فرط محبت سے ان کی قبر پر گئیں اور فرمائیے لگیں اگر
میں موت کے وقت موجود ہوتی تو تم دہن دفن ہوتے جہاں میں انتقال کیا تھا اور میں
تھاری زیارت کو نہ آتی۔

حضرت عائشہ کے بھائی محمد بن ابی بکرؓ کے بچے یتیم ہو گئے تو حضرت عائشہ نے خود
انکی پرورش کی۔

۱۔ صحیح مسلم کتاب الصلاة ۲۔ مسند ابن جابر جلد ۴ صفحہ ۷۹۲ ۳۔ اسرافا بہ تذکرہ معاویہ بن خدیج
۴۔ ترمذی کتاب الجنائزہ صفحہ ۵۷۵ امام مالک کتاب الزکوٰۃ۔

حفظ مراتب ایک بار دروازہ پر ایک سائیں حاضر ہوا حضرت عائشہ نے ایک وٹی کا ٹکڑا دیکر
 رخصت کیا۔ پھر ایک خوش لباس مسافر آیا اسکو بٹھا کر کھانا کھلایا جب لوگوں نے اس تفریق پر
 اعتراض کیا تو فرمائے لیکن رسول اللہ صلیم کا ارشاد ہے
 انزلوا الناس منازلہم

حضرت عائشہ غنیمت اور بدگوئی سے بھی بہت پرہیز رکھتی تھیں۔ انھوں نے کبھی
 کسی کی برائی نہیں کی کتب احادیث میں اون کی ہزاروں روایتیں درج ہیں جن میں
 ایک بھی ایسی نہیں جس سے کسی کی توہین یا بدگوئی ظاہر ہوتی ہو۔ وہ سونوں کے ساتھ بھی
 کشادہ پیشانی سے بسر کرتی تھیں، انکو شکایت کا موقع نہ دیتی تھیں اور انکے فضائل اور
 بیان کرتی تھیں۔ جن لوگوں سے انکو صدمہ پہونچا تھا اون کو بھی حضرت عائشہ نے برائی سے
 نہ یاد کیا، واقعہ انکے میں ایک حیثیت سے حضرت حسان ابن ثابت کی سازش ثابت تھی
 اور حضرت عائشہ کو ان سے بہت صدمہ پہونچا تھا۔ مگر وہ ان کی عزت کرتی تھیں، اپنے
 پاس بٹھاتی تھیں۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک بار حضرت حسان بن ثابت نابینا ہو جا
 کے بعد اجازت لیکر حضرت عائشہ کی خدمت میں آئے، انھوں نے بعزت بٹھایا، جب پٹے
 گئے تو لوگوں نے عرض کیا کیا یہ بھی صحابہ میں سے ہیں فرمایا، کیا یہ وہ نہیں ہیں جکیا یہ شعر ہے۔
 فان ابی دوالدہ دعویٰ
 لعرصی محمل منکم و قاء

مرتب یہ شعر ان کے تمام گناہوں کی مغفرت کے لیے کافی ہے
 واقعہ انکے کے تصنیف کے بعد حسان بن ثابت نے اپنے جرم کے کفارے میں حضرت
 عائشہ کی منقبت میں اپنے قصیدہ کے چند شعرا کو سنائے جن میں سے ایک یہ بھی تھا
 حصان رذلان ما نزلن بریدہ
 وتصیر غری من لحم الخوافل
 ترجمہ: پاکدامن! باوقار اور غیر مشتبہ ہیں، بھولی بھالی عورتوں کے بدن کا گوشت نہیں کھاتیں
 یعنی برائی نہیں کرتیں) حضرت عائشہ نے اس شعر پر اتنا ہی کہا مگر تم ایسے نہیں ہو حضرت
 عائشہ کے بعض عزیز انکس میں شرکت کی وجہ سے حسان کو بُرا کہنا چاہتے تھے حضرت عائشہ
 نے انکو سختی سے منع کیا کہ ان کو بُرا نہ کہو یہ آنحضرت صلیم کی طرف سے شعرا سے منکرین کو جواب
 دیتے تھے۔

۱۔ ابوداؤد کتاب الادب ۲۔ استیعاب کتاب التاریخ ۳۔ مجمع بخاری تفسیر سورہ زمرہ ۴۔ ایضاً مناقب

تھیں۔ غزوہ خندق میں جب مسلمان چاروں طرف سے مشرکین میں گھرے ہوئے تھے اور شہر کے اندر یہودیوں کے حملہ کا خطرہ تھا تو وہ بے خطر قلعہ سے نکلمر نقشہ جنگ معاصر فرمائی تھیں۔ غزوہ احد میں جب مسلمان کشمکش اضطراب میں مبتلا تھے تو حضرت عائشہ اپنی بیٹھ پر شاک لاؤا کر پانی پلانے کی خدمت انجام دے رہی تھیں۔

فضائل و مناقب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بارگاہِ احادیث سے نہ صرف عورتوں پر غرٹ نفیلت عنایت ہوا تھا بلکہ وہ اپنے فضائل و کمالات کے لحاظ سے سوائے چند مخصوص صحابہ کے تمام صحابیوں اور صحابیات سے انفضل و اشرف تھیں۔ علم میں، فقہ میں، ذکاوت میں جو امتیازی خصوصیت ان کو میسر تھی کیسکو نہ تھی۔ دینی عظمت و اقتدار کی حیثیت سے علاوہ اسکے کہ وہ ام المومنین تھیں چند اور خصائص بھی ادا میں ایسے تھے جو دوسری ازواج پر ان کو مرج رکھتے ہیں۔ مثلاً آیتہ تم کا نزل جبران کا بار کھو جانے کے سلسلہ میں مسلمانوں کے لیے دہر رحمت بن گیا۔ آنحضرت صلعم کو خواب میں ان کے حرم نبوت میں داخل ہونے کی بشارت ملنا ان کے بستر پر وحی نازل ہونا۔ حضرت جبریلؑ کا ان کو سلام کہنا۔ دوبار حضرت کو حضرت عائشہ کا دیکھنا وغیرہ وغیرہ بہت سے ایسے واقعات ہیں جن سے جناب عائشہ کا مرتبہ ظاہر ہوتا ہے، اس میں ہم کی روایت ہے کہ حضرت عائشہ خود فرماتی ہیں کہ دس اوصاف مجھ میں ایسے ہیں جنکی وجہ سے، دیگر ازواج پر مجھے ترجیح حاصل ہے۔

(۱) بجز میرے آنحضرت صلعم کے نکاح میں کوئی بیوی ناکتھرا نہیں آئی۔

(۲) آپ کی ازواج میں صرف مجھی کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ میرے ماں اور باپ دونوں ہمارے ہیں۔

(۳) اللہ عزوجل نے آسمان سے میری برائت کی آیت نازل فرمائی۔

(۴) جبریلؑ میری شکل میں آنحضرت صلعم کے پاس آئے اور کہا کہ عائشہ سے شادی کر لیجیے۔

(۵) میں آپ کے سامنے ہوتی تھی اور آپ نماز میں مصروف ہوتے تھے۔

(۶) نزول وحی کے وقت صرف میں ہی آپ کے پاس ہوتی تھی۔

(۷) جب رسول اللہ کی روح مبارک نے عالم قدس کی طرف پرواز کی اس وقت آپ کا

میرے سینہ پر تھا۔

۱۔ مسند احمد ۶ صفحہ ۹۹ صحیح بخاری ذکر احد ۱۱۷ کتاب التیم صحیح بخاری ۱۱۷ ایضا مناقب عائشہ ۱۱۷ ایضا ۱۱۷

۸۔ جس مشکو میری باری تھی اسی شب کو رسول اللہ نے انتقال فرمایا۔

(۹) مین اور آنحضرت صلعم ایک ہی برتن سے غسل کرتے تھے۔

(۱۰) میرے ہی حجرہ کو آنحضرت صلعم کا دفن بننے کا شرف حاصل ہوا۔

تاریخ و حدیث کی کتابین شاہدین کہ ان اوصاف مین کوئی بیوی حضرت عائشہ کی شریک نہ تھیں۔

عروہ کا قول ہے اگر حضرت عائشہ مین اور فضائل نہوتے تو بھی صرف قصہ انکس او کی فضیلت بندی و عزت کے لیے کافی تھا کیونکہ اسی کے ذیل مین ان کے لیے قرآن کی آیتیں نازل ہوئیں جو قیامت تک پڑھی جائیگی۔
آنحضرت صلعم فرماتے تھے۔

أَفْضَلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضَلِ الْفَرِيدِ عَلَى سَائِلِ الطَّعَامِ
عائشہ کو حور تون پر ایسی فضیلت ہے جیسے فرید کو عام کھانوں پر۔

اب ان کے نفسی و علمی کمالات کے متعلق اکابر فن کی رائیں دیکھئے۔

سروق تابعی سے کسی نے پوچھا کیا حضرت عائشہ ”فراغ“ سے واقف تھیں جواباً اے والذی نفسی بید لا لَقَدْ رَأَيْتُ
شیخۃ اصحاب محمد صلعم کا بدو مسئلو تھا
عن الفرائض۔
بھڑا مین نے اون سے بڑے بڑے صحابہ کو فرائض کے مسئلے دریافت کرتے دیکھا ہے۔

انہیں سروق کی نسبت عفان بن مسلم کی روایت ہے کہ جب وہ حضرت عائشہ سے کوئی حدیث بیان کرتے تھے تو کہتے تھے،

حَدَّثَنِي الصَّاحِبَةُ بِحَقِّهِ بِنْتُ الصَّدِيقِ

المبدأة کن او کن۱

امام زہری کا قول ہے،

لَوْ جَمَعْتُ عِلْمَ النَّاسِ كُلَّهُمْ وَعِلْمَ زَوْجِ بَنِي
اگر تمام مردوں اور امات مومنین کا علم جمع کیا جائے تو
صلعم فکانت عائشۃ اوسعهم علماً۔
حضرت عائشہ کا علم ان مین سب سے زیادہ ہوگا۔

۱۔ طبقات ابن سعد ج ۳ صفحہ ۲۳۷۲ اور التاج صفحہ ۵۰۲ تحریر شوریہ مین بی ہوئی روٹی کھانا استیجاب

۲۔ طبقات ج ۸ ص ۲۵ کھانا استیجاب ۴ بانگ تیز الفاظ۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری کہتے ہیں

ما اشکل علینا اصحاب محمد صلعم حدث
ہم صحابیون کو کوئی ایسی شکل بات نہیں آئی
کہ جسکو سننے عاقلیت سے پوچھا ہوا درودن کے پاس
اسکے متعلق کچھ معلومات ہو کر نہ ملی ہوں،
منہ علماء۔

عروہ ابن زبیر فرماتے ہیں۔

اعلم بفقر ولا بطب ولا بشی من
عائشۃ۔
میں نے فقہ، طب، اور شاعری میں حضرت عائشہ
سے زیادہ کسی کو عالم نہ پایا۔

یہی عروہ اپنے باپ کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں کہ اکثر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ساتھ ساتھ سو سو
شعر کے قصیدہ سنا دیا کرتی تھیں۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف کے صاحبزادے ابوسلمہ جو بڑے جلیل القدر تابعی تھے بیان
کرتے ہیں۔

ما سأت آحد الا علم من رسول الله
ولا افقه فی رای ان احیثہ الی رایہ ولا
اعلم بأیۃ فیما نزلت ولا فریضۃ من عائشۃ
یعنی میں نے حضرت عائشہ سے زیادہ سنت نبوی
کا عالم، تفقہ فی الدین کا ماہر و روایات کلام مجید عثمان
نزدل اور فرائض کا جاننے والا کسی اور کو نہیں دیکھا۔
عطاء بن ابی الربیع کا قول ہے،

كانت عائشۃ افقه الناس وحسن الناس
واعلم الناس رایاً فی العامة۔
حضرت عائشہ سب سے زیادہ فقیہ، سب سے زیادہ بہتر اور
لوگوں میں سب سے زیادہ صاحبِ اہل تھیں۔

ایک دن امیر معاویہ نے ایک درباری سے پوچھا کہ لوگوں میں سب سے بڑا عالم
کون ہے؟ اس نے کہا امیر المومنین آپ ہیں۔ انھوں نے کہا نہیں میں قسم دیتا ہوں بی بی
بتاؤ اسے کہا اگر یہ ہے تو عائشہ اس کا جواب ہے۔

سیرت عائشہ پر ایک عمومی تبصرہ جس وقت حضرت عائشہ صدیقہؓ کی سیرۃ مبارکہ پر عمومی تبصرہ کیا
جاتا ہے، تو سب سے زیادہ نمایان خصوصیت جو نہ صرف صحابیات بلکہ بعض صحابہ کرام کے مقابلہ
میں بھی آپ میں بدرجہ اتم پائی جاتی تھی، یہ تھی کہ آپ فطرت کی طرف سے فلسفیانہ دماغ لیکر آئی تھیں

۱۰۰۰ جامع ترمذی باب مناقب عائشہ ۱۰۰۰ استیعاب صفحہ ۶۵ طبعات ج ۶ صفحہ ۵۰۰ مستدرک
۱۰۰۰ استیعاب ۶۵ مستدرک حاکم ذکر عائشہ

اور تفقہ فی الدین، قوت اجتہاد، سلیقہ تنقید، ضبط واقعات، صرف درایت، صحت فکر و اصابت رائے میں آپ کا مرتبہ بہت بلند تھا۔

آپ جو بات فرماتی تھیں، جو توجیہ آپ کرتی تھیں وہ بالکل عقل کے مطابق ہوتی تھی اور شکل سے کوئی روایت آپ کی ایسی ملے گی جسے یاد کرنے کے لیے عقل انسانی کو دوداز کار تاویلوں سے کام لینا پڑے۔

اس میں کلام نہیں کہ رسول اللہ کی قربت کی وجہ سے آپ کو آنحضرت صلعم کے اقوال و افعال کے مطالعہ کا نہایت اچھا موقعہ حاصل تھا، لیکن جسوقت ہم یہ دیکھتے ہیں کہ علاوہ آپ کے اور بھی متعدد ہستیوں ایسی تھیں جنہیں قربت کا یہی درجہ حاصل تھا تو ہمیں حضرت عائشہ کا ذہنی فوق ہمایاں نظر آنے لگتا ہے کہ وہی ایک بات تھی جس کو رسول اللہ کی زبان مبارک سے علاوہ حضرت عائشہ کے اور بھی سنتے تھے، لیکن جس نتیجہ پر آپ پہنچتی تھیں، اور اس کی حقیقی روح تک جس طرح آپ کے ذہن مبارک کی رسائی ہو جاتی تھی، وہ دوسروں کو نصیب نہ تھی۔

آپ کو رائہ تقلید کی سخت مخالفت تھیں، اور ہمیشہ رسول اللہ کے اقوال و افعال کے حقیقی مدعا تک پہنچنے کی کوشش کیا کرتی تھیں۔ چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ ”رعاية ملامح فی الشریعہ“ کا جیسا غالب رنگ آپ کی روایات سے مترشح ہوتا ہے، وہ عام طور سے دیگر راویوں میں پایا جاتا رسول اللہ کے عہد مبارک میں عورتوں کو مسجد میں آکر نماز پڑھنے کی اجازت تھی اور چاہیے تھا کہ حضرت عائشہ اس کو ہمیشہ جائز قرار دیتیں، لیکن چونکہ آپ ابھی طرح واقف تھیں کہ قدر ثناء اجازت کس وقت تک قائم رہ سکتی ہے، اسی لیے آپ نے زمانہ مابعد میں عورتوں کی اخلاقی حالت کا تنزل محسوس کر کے فرمایا۔

لو اذ رک رسول اللہ ما احدث النساء ملعن من مکا منع نساء جہی
اگر رسول اللہ کو معلوم ہوتا کہ عورتوں کی حالت کیسا ہو گئی ہے تو آپ انکو مسجد میں آنے سے مہبط روکتے جس طرح بنی اسرائیل کی عورتوں کو روک دیا تھا۔

اسلام میں شرک فی العبادت سے لوگوں کو باز رکھنے کے لیے، جو قدر احتیاط سے کام لیا گیا ہے وہ کسی سے مخفی نہیں اور خصوصیت کے ساتھ حضرت عمرؓ نے اس درخت کو جس کے نیچے بیعت الرضوان ہوئی تھی، صرف اسی لیے قطع کر دیا کہ کہیں لوگ اسے بھی متبرک نہ سمجھنے لگیں۔ حضرت عائشہ بھی اس باب میں بہت سخت تھیں۔ چنانچہ جب شمیمہ بن عثمان نے جو

آپ کے زمانہ میں لعیبہ کا کلید بردار تھا، آپ سے ذکر کیا کہ کعبہ کا غلاف اتارنے کے بعد دفن کر دیا جاتا ہے تاکہ وہ انسانوں کے غیر طاہر باحقون تک نہ پہنچے، تو آپ نے فرمایا کہ ”یہ تو کوئی معقول بات نہیں ہے۔ جب غلاف اتر گیا تو پھر کیا جس کا جی چاہے استعمال کرے، تم کہیں نہیں اس کو بچکر قیمت غریبار وغیرہ کو تقسیم کر دیا کرتے تھے۔“

ہم ابھی بیان کر چکے ہیں کہ آپ کو نفقہ فی الدین اور صرف درایت کے ساتھ کلام الہی کا بھی علم پورا حاصل تھا اور جب کبھی ایسے مباحث پیش آتے تھے تو آپ کی رائے ایک عمدہ رائے رنگ میں ڈوبی ہوتی تھی کہ اس سے آپ کا علو کے مرتبت پوری طرح ثابت ہوتا تھا مثلاً حضرت عمر سے ایک روایت سماع موٹے کے متعلق یہ پائی جاتی ہے کہ رسول اللہ نے آپ کے دریافت کرنے پر فرمایا۔

مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعُ مِنْهُمْ وَلَكِنْ لَا يَجِيبُونَ، یعنی وہ تم سے زیادہ سنتے ہیں، لیکن جواب نہیں دیتے۔ جب حضرت عائشہ نے اس روایت کو سنا تو فرمایا کہ رسول اللہ کا ارشاد یہ نہیں تھا کیونکہ کلام مجید میں اس کے خلاف نص قطعی موجود ہے کہ۔
إِنَّكَ لَا تَسْمَعُ الْمَوْتَىٰ وَكَمَا أَنْتَ بِمَسْمُوعٍ
اِسْمَعْنِي فِي الْقَبْرِ ۖ

اسی طرح جب شب معراج کے واقعہ میں رویت باری تعالیٰ اور مردے پر اہل اعمال کے رونے سے عذاب ہونے کے مسائل پیش ہوئے تو آپ رویت کے متعلق کلام مجید کی آیت لَا تَدْرِيكَ إِلَّا بَصَآرُ وَهُوَ يَدْرِكُ إِلَّا بَصَآرًا سورۃ الفام۔ اور دوسرے کتب میں دوسری آیت لَا تَقْرَأُ زَكَرَاتُ وَزَادُ خُرَىٰ یَوْمَ تَنْبَأُ بِشَیْءٍ کہ صرف کلام الہی پر کامل عبور رکھنے کا ثبوت دیا، بلکہ حقیقتاً یہ بھی بتا دیا کہ مسائل شرع میں درایت سے کام لینا ضروری ہے اور نیز یہ کہ وہ درایت کس نوع کی ہونی چاہیے،

آپ کی زندگی کے بعض واقعات ایسے ہیں، جن سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آپ نے اسلام کی حقیقی روح کو کفہ تکمیل کے ساتھ سمجھا تھا۔ رسول اللہ کی تمام تعلیمات اور آپ کے ہر طرز عمل سے یہ بات مترشح ہوتی تھی کہ اسلام میں حد درجہ سہولت مرکوز ہے اور اسی لیے اسے فطری مذہب کہتے ہیں۔ حضرت عائشہ نے اس نکتہ کو جعفر زعفرانی کے ساتھ سمجھا وہ آپ ہی کا حنفی

لہ عین الاصابہ ص ۱۵ بخاری غزوہ بدر

آپ کے زمانہ میں ابن ابی السائب تابعی وعظ کے بڑے شائق تھے اور ہر نماز کے بعد دیر تک مسج عبات میں دعا مانگا کرتے تھے حضرت عائشہ کو معلوم ہوا تو ان سے مخاطب ہو کر بولیں کہ ہفتہ میں ایک دن اور صحتین دن سے زیادہ وعظ نہ کیا کرو اور دعائیں مختصر مانگا کر دو صبح وقفی عبارت کی ضرورت نہیں ہے۔ رسول اللہ اور ان کے صحابہ کا یہ دتیرہ نہیں تھا کہ وہ وعظ و تلقین اور دعا کی طوالت سے لوگوں کو گھبرا دیں۔

حضرت عائشہ اگر چاہتیں تو صرف یہ کہہ سکتی تھیں کہ وعظ و دعا میں اختصار کرو، لیکن آپ نے دعاؤں کی طوالت کے اصل ملاز کو معلوم کر کے مسج عبارت کے بنانے سے منع کیا، کیونکہ آپ سمجھتی تھیں کہ طوالت کی وجہ یہی ہے۔

اسکے بعد ہم آپ کے وصیت معلومات، صحت فکر، اصابت رائے اور تفقہ فی الدین کی چند مثالیں پیش کرتے ہیں۔

(۱) فجر کی نماز میں باوجود اس کے کہ وقت کافی ہوتا ہے صرف دو رکعت فرض کی اور دو سنت کی رکھی گئیں جسکی وجہ بظاہر سمجھ میں نہ آتی تھی۔ حضرت عائشہ سے اس کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ ”نماز فجر میں اس لیے زیادہ رکعتیں نہیں رکھی گئیں کہ اس وقت قرأت طویل کی جاتی ہے۔“

(۲) حضرت عمرؓ سے روایت کی گئی ہے کہ عصر اور فجر کی نماز کے بعد کوئی نماز پڑھنی چاہیے۔ بظاہر اس مانیت کا کوئی سبب معلوم نہ ہوتا تھا، لیکن حضرت عائشہ نے اس کی وجہ یہ بیان کی کہ اگر کوئی شخص ٹھیک طلوع و غروب کے وقت نماز پڑھے گا تو آفتاب پرست لوگوں کے ساتھ مشابہت ہو جائے گی۔

(۳) آج کل عام طور سے لوگ نفل کی نماز بیٹھ کر ادا کرتے ہیں، کیونکہ بعض احادیث مسو بہت ہوتا ہے کہ آپ نفل بیٹھ کر پڑھتے تھے۔ ایک شخص نے حضرت عائشہ سے اس کے باب میں سوال کیا تو آپ نے جواب دیا کہ ”یہ اس وقت کی بات ہے جب رسول اللہؐ گزرد ہو کر تھے۔“

(۴) ایک بار رسول اللہؐ نے حکم دیا کہ قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ نہ رکھا جائے۔ بعض صحابہ نے خیال کیا کہ یہ حکم ہمیشہ کے لیے اور بعض نے صرف اس وقت و زمانہ کے لیے مخصوص سمجھا۔ حضرت عائشہ نے بھی اس حکم کو وقتی حکم سمجھا جس کی وہ نہایت معقول وجہ یہ بیان

کرتی ہیں کہ ”اس زمانہ میں کم لوگ قربانی کر سکتے تھے اس لیے اللہ نے یہ حکم دیا تاکہ ہر
لوگ نے قربانی نہیں کی ہے انھیں بھی مل جائے۔“

(۵) کہ منظر کے قریب ایک وادی ہے جس کا نام محصب ہے۔ چونکہ رسول اللہ نے پیام
میں یہ بیان قیام فرمایا تھا، اس لیے بعد کو محابہ بھی بیان قیام کرتے تھے یہاں تک کہ
حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے تو یہاں کے قیام کو سنن حج میں شامل کر لیا۔

حضرت عائشہؓ اس کے خلاف تھیں، وہ فرماتی تھیں کہ ”یہاں کے قیام کو سنن حج میں
داخل کرنا اس لیے صحیح نہیں ہے کہ رسول اللہ کا قیام یہاں صرف اس لیے ہوتا تھا کہ
یہاں سے حج کے لیے کوچ کرنے میں آسانی ہوتی تھی نہ اس نیت سے کہ یہاں کا قیام
نہایتی نقطہ نظر سے ادنیٰ و احسن ہے۔“

(۶) جس آیت میں چار بیویوں سے نکاح کی اجازت دی گئی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں۔
وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي النِّسَاءِ
فَأَنكِحُوا مَا تَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ
مَتْنٌ وَشُرُكٌ وَذُرِّيَّةٌ مِّنْ أُولَئِكَ
خویش دوز دو ذراتین تین چار چار نکاح کر سکتے ہو
بطور اس آیت کے معنی بہت بہم ہیں۔ بیہون کے ساتھ انصاف اور پھر جائز نکاحوں تک
کی اجازت کا جو ترجمہ میں نہیں آتا۔ چنانچہ ایک مرتبہ حضرت عروہؓ نے جناب عائشہؓ سے
اس کے متعلق دریافت کیا تو آپؓ نے بتایا کہ بعض اوقات یتیم لوگ یاں جا کر دین لے
کی شریک ہوتی ہیں اور وہ ان سے نکاح کر کے ہر کم دیتا ہے، اسی حالت میں ان سے
نکاح کی ممانعت کی گئی کیونکہ یہ انصاف کے خلاف تھا۔

یہ کلام مجید کی ایک آیت ہے۔
حَتَّىٰ إِذَا اسْتَأْذِنُوا لَكُمْ لَمْ يَخَفُوا فَوَقَّعُوا بِيَمِينِهِمْ
فَتَدْرِكُونَ أَجْزَاءَهُمْ نَصْرًا مِّنْ سِوَاهِ يَوْسُفَ
حتیٰ کہ جب پیغمبر یا اس ہو گئے اور ان کو خیال ہوا کہ
جھوٹ بولا گیا تو ہماری مدد آگئی۔

حضرت عروہؓ نے جناب عائشہؓ سے پوچھا کہ اس آیت میں کُنْ بَوَا (ان سے جھوٹ بولا گیا)۔
یا کُنْ بَوَا (جھٹلائے گئے) آپؓ نے جواب دیا کہ کُنْ بَوَا (جھٹلائے گئے) ہے حضرت عروہؓ
کہا کہ جھٹلائے جانے کا تو یقین تھا پھر اس کے ساتھ ظنوا (گمان کیا) کی کیا ضرورت تھی اس
میرے خیال میں کُنْ بَوَا (جھوٹ بولا گیا) ہے حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ کیا پیغمبر خداؐ کے

یہ گمان کر سکتا ہے کہ خدا نے اس سے جھوٹ وعدہ کیا۔ اس کے بعد ہم و نے دریافت کیا کہ پھر اس کا کیا مطلب ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ”یہ پیغمبروں کے متقدمین کے متعلق ہے کہ جب وہ ایمان لائے اور ان کی قوم نے انھیں ستایا اور نصرت الہی میں تاخیر نظر آئی تو پیغمبروں کو گمان ہوا کہ کہیں اس تاخیر کی وجہ سے ایمان لانے والے بھی نہ ہیں بھلا دین کہ اسی حالت میں خدا کی مدد ان کو پہنچ گئی۔“

(۸) متعہ کے باب میں اس وقت بھی بعض لوگوں میں اختلاف تھا اور متعدد احادیث اس باب میں پیش کی جاتی تھیں، لیکن جب حضرت عائشہ سے سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ تم لوگ خدا کی کتاب سے کیوں مدد نہیں لیتے۔ اور یہ آیت پڑھی۔

وَالَّذِينَ يَلْمِزُوا جِهْمَ حِفْظُونَ كَلَامِ اللَّهِ
أَذْوَاجَهُمْ وَأَمْوَالُهُمْ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ
عَنْكُمْ رِجْزَ الْفَاسِقِينَ سورۃ المؤمنون

جو لوگ اپنی شرکاء ہون کی حفاظت کرتے ہیں ان کے بھائی جو بیویوں یا نوٹڈیوں کے انہر کوئی ملامت نہیں دیتی جو لوگ سولے اپنی بیویوں اور نوٹڈیوں کے کسی اور سے تعلق پیدا نہیں کرتے انہر کوئی ملامت نہیں

ان واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کس دل و دماغ کی خاتون تھیں اور آپ کی نگاہ کتنے رس معاملات کی حقیقت تک کیونکر پہنچ جاتی تھی۔ عام طور سے دیکھا جاتا ہے (اور یہی فطرت انسانی کا انحصار ہے) کہ جو لوگ فلسفیانہ دماغ رکھتے ہیں وہ مذہبی احکام کی طرف سے ذرا بے پروا ہو جاتے ہیں ہر بات کو عقل کی روشنی میں دیکھنے کی وجہ سے وہ بہت سی باتوں کی تاویل کر لیتے ہیں اور آخر کار تقویٰ کے حدود تک نہیں پہنچتے، لیکن حضرت عائشہ باوجود اس کے بڑا انتہائی تقویٰ کا لحاظ رکھتی تھیں۔

جب فتح عجم کے بعد جدید شرابوں کے جدید ناموں کا رواج عرب میں ہوا تو لوگوں کو ان کی حلت و حرمت کے نسبت دریافت کرنے کی ضرورت ہوئی۔ کیونکہ عربی میں خمر، صرف انگوڑی شراب کو کہتے ہیں اور اب بہت سی جدید شرابیں آگئیں تھیں۔ چنانچہ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ ”شراب کے برتنوں میں چھوڑے ہوئے بھگوائے جائیں“ پھر عورتوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ ”اگر تمھارے ٹھکانے کے پانی سے نشہ پیدا ہونے لگے تو وہ بھی حرام ہے۔ رسول اللہ نے عام طور سے ہر مسکر چیز کو حرام قرار دیا ہے“

عرب میں جہان اور بہت سی مذہبوں میں رائج تھیں، وہیں ٹوٹے کا بھی بہت رواج تھا، علی الخصوص عورتوں میں جنکا کوئی کام بغیر شگون کے پورا ہی نہیں ہوتا۔ لیکن حضرت عائشہ باوجود عورت ہونے کے ٹوٹکوں کو بہت برا سمجھتی تھیں۔ آپ نے ایک مرتبہ کسی بچہ کے سر پر انے استرا رکھا ہوا دیکھا، تو منع فرمایا اور کہا کہ رسول اللہ ٹوٹکوں کے سخت مخالف تھے۔ آپ میں ان تمام صفات کے ساتھ وہ جو ہر بھی تھا جس کے لیے سرزمین عرب کے مرد عورت مشہور ہیں، یعنی وہ خطرہ کے وقت بے انتہا جری تھیں اور میدان جنگ میں پیٹھ پر مشک لاد کر زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں۔

دنیا کی عام تہذیب میں بھی آپ کا وہ عالم تھا جو راج بھی فرما سکتا ہے۔ طلحہ کی صاف بڑی نے جنکا نام بھی عائشہ تھا، حضرت عائشہ کی آغوش تربیت میں پرورش پائی تھی اور لوگ دور دور سے انکے پاس آتے، خطوط روانہ کرتے اور تحائف بھیجے۔ جب یہ حضرت عائشہ سے ذکر کریں تو آپ فرماتیں کہ ”خطوں کا جواب لکھ دو اور ہدیہ کا معاوضہ دیدو“

حضرت عائشہ کا مرتبہ طبقہ رواقہ میں بھی بہت بلند ہے اور سوائے حضرت ابو ہریرہ اور حضرت عبداللہ بن عباس کے کسی اور صحابی سے اتنی روایتیں بیان نہیں کی گئیں جتنی حضرت عائشہ سے منقول ہیں،

حضرت ابو ہریرہ کی روایتیں سب سے زیادہ (۵۳۷) ہیں اس کے بعد عبداللہ بن عباس کا درجہ ہے جنہوں نے ۲۶۶۰ حدیثوں کی روایت کی اور پھر حضرت عائشہ ہیں جس نے ۱۲۱۰ احادیث روایت کی گئی ہیں۔

واقعات وفات حضرت عائشہ کی ولادت ہجرت سے نو سال پہلے اور وفات شہہ ہجری میں اتفاق علیہ ہے اس اعتبار سے انکی عمر وفات کے وقت تقریباً ۶۰ سال ہوگی چونکہ حضرت عائشہ رضہ خود پسندی سے بہت نفرت تھیں اس لیے تعریف کرنے والوں سے لے کر انہیں تامل ہوتا تھا۔

مرضی وفات میں حضرت عبداللہ بن عباس نے ام المومنین کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت چاہی وہ جانتی تھیں کہ تعریف کریں گے اس لیے تامل ہوئیں مگر بھانجوں نے اصرار کیا کہ آپ ام المومنین ہیں اور ابن عباس اسلام کرتے اور آپ کو رخصت کرنے کے لیے آئے ہیں تو فرمایا اگر تم چاہو تو بلاؤ، حضرت ابن عباس بلائے گئے اور حبیباً حضرت عائشہ کا خیال تھا

لے اس لیے رکھ دیا جاتا تھا کہ پھر اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی رکھ دے اور اس کے ساتھ جلد دوم۔

ام المومنین حضرت حفصہ رضی

نام و نسب جناب حفصہ سیدنا عمر ابن الخطاب فاروق اعظم خلیفہ دوم کی صاحبزادی ہیں آپ کے دادا نفیل بن عبد العزی بن رباح بن عبد اللہ بن قریظ بن عدی بن کعب تھے اور والدہ زینب بنت مطلق تھیں۔

دورت نبوت سے پانچ سال پہلے جبکہ قریش تعمیر کعبہ میں مصروف تھے پیدا ہوئیں۔ اسلام آپ کے اسلام کا ذکر صراحتاً مذکور نہیں لیکن یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ جب دائرہ اسلام میں داخل ہوئے تو آپ کا قبیلہ بھی ساتھ ہی مسلمان ہوا، اور انہیں میں سے بھی یقین۔

نکاح خنیس بن حذافہ بن نسیس بن عدی سے پہلا نکاح ہوا۔ ہجرت خنیس اسلام میں آپ کے دوش بدوش تھے، جب مدینہ کی طرف ہجرت کی اس وقت بھی دن دشوہر کا ساتھ تھا۔

مقام حالات حضرت خنیس جنگ بدر میں شریک ہوئے چونکہ اس موقع پر ہر ملک زخم کھائے تھے، مدینہ پہنچ کر وفات پائی یہ واقعہ ہجرت کے بعد کا ہے جبکہ آنحضرتؐ جنگ بدر سے تشریف لے آئے تھے۔

حضرت حفصہ بیوہ ہو گئیں تو حضرت عمرؓ نے جناب ابو بکرؓ سے نکاح کر دینے کا خیال ظاہر کیا، وہ خاموش ہو رہے اور کچھ جواب نہ دیا۔ یہ بات حضرت عمرؓ کو ناگوار ہوئی۔ اس وقت حضرت عثمان غنیؓ کی بیوی، رقیہ بنت رسول اللہؐ کا انتقال ہو چکا تھا، اسلئے حضرت عثمانؓ سے کہا، انھوں نے جواب دیا کہ ابھی میں نکاح کرنا نہیں چاہتا، حضرت عمرؓ آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے اور آپ سے صورت واقعہ بیان کی۔ حضرت عمرؓ اور جناب رسالت مآب

صلعم کے تعلقات خصوصی ایسے نہ تھے کہ قرابت تک نوبت نہ آتی، اور حضرت ابو بکرؓ صدیق کی صاحبزادی عائشہؓ آپ کے نکاح میں آچکی تھیں، حفصہؓ کو بھی یہ شرف عطا ہونا مقتضائے مشیت تھا اس لیے آپ نے فرمایا ”حفصہ کا نکاح ایسے شخص سے نہ ہو جائے جو عثمان سے بہتر ہے“ اور عثمان کو ایسی بیوی نہ ملے جو حفصہ سے بہتر ہے، پھر آپ نے حضرت عمرؓ کو حفصہ کا پیام دیکر اپنا نکاح کر لیا۔

بہترین حضرت ابو بکرؓ عمرؓ سے لے کر کہا کہ آپ مجھ سے خفانوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہؓ کا ذکر کیا تھا میں یہ بات ظاہر کرنا چاہتا تھا اس لیے خاموش ہو رہا اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خیال نہ تو میں ہی نکاح کر لیتا۔

حضرت حفصہؓ کا یہ نکاح سترہمین ہوا۔

تخریم ابوالسامہؓ مروی روایت حضرت عائشہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حلوا اور شہد بہت مرغوب تھا۔ آپ عصر کی نماز کے بعد ازواج کے پاس تشریف لیجا یا کرتے تھے ایک دن حضرت حفصہؓ کے پاس معمول سے زیادہ دیر ہو گئی، مقتضائے فطرت حضرت عائشہؓ کو رشک ہوا اور انھوں نے حالات دریافت کیے تو معلوم ہوا کہ کسی عورت نے حفصہؓ کے پاس ہدیۂ شہد بھیجا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کھایا ہے، حضرت عائشہؓ نے اسکا ذکر سودہؓ سے کیا اور اذکار سکھا دیا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمھارے پاس آئیں تو کہنا یا رسول اللہ آپ نے منافر کھایا ہے (منافر ایک قسم کا پھول ہوتا ہے جسکو شہد کی لکھی چوستی ہے اسین کیقد برہوتی ہے اور بوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت ناپسند تھی) آپ فرمائیے مجھے حفصہؓ نے شہد پلا یا ہے، تم کہنا شاید یہ شہد غلط کی لکھی کا ہے۔ یہی بات حضرت صفیہؓ کو بھی سکھا دی۔ آپ سودہؓ کے پاس تشریف لائے تو انھوں نے حسب قرار داد ہی کہا۔ حضرت عائشہؓ اور حضرت صفیہؓ نے بھی یہی گفتگو کی اس کے بعد آپ ایک دن حفصہؓ کے پاس آئے تو انھوں نے حسب معمول شہد کے متعلق استمزاج کیا آپ نے فرمایا مجھے اس کی حاجت نہیں اور عہد کر لیا کہ آئندہ شہد نہ کھائیں گے۔

یہ روایت ابن سعد نے لکھی ہے مگر صحیح بخاری میں شہد پلانیا والا حضرت زینبؓ کو بتلایا ہے اور لکھا ہے کہ حضرت عائشہؓ کے مشورہ میں صرف حفصہؓ نبیؐ عمرؓ کے تھیں اس کے بعد قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ
 متقی مَصْنَعَاتِ اس وَا حَلَّ سَوِيَّةَ التَّحْمِيرِ خدائے ملال کی جو اسکو اپنے اوپر کیوں حرم کرتے ہو
 ابن سعد نے اس روایت میں غلطی کی ہے کیونکہ اور کتابوں میں کہیں اس واقعہ کی
 نسبت حضرت حفصہ کے ساتھ دیکھی نہیں گئی۔ پھر بخاری کی روایت کو صحیح ماننے میں کوئی تامل کی
 گنجائش بھی نہیں جبکہ روایت اور ایسا کسی قسم کا ضعف پایا نہیں جاتا۔

واقعہ تحریم کے کچھ دن بعد آنحضرت صلعم نے کوئی بات راز کی حضرت حفصہ سے کہی اور
 تاکید فرمادی کہ کسی سے نہ کہیں۔ مگر وہ حضرت عائشہ سے چھپا نہ سکیں۔ اس پر یہ آیت اتری۔

وَإِذَا سَأَلَكَ الْمُبْتَلَىٰ إِلَىٰ بَعْضِ أَزْوَاجِهِ خَبْرًا
 فَلْيَمْلِكْ بِمَا تَكُونُ فِي بَيْتِهِ مَعَهُ عَرْنًا
 لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ
 یہ قالے مَنَّا بَكَ هَذَا قَالَتْ نَبَأُ فِي
 الْعِلْمِ الْخَبِيرِ (سورہ نحریم)

جو کہ یہ صورت رسول اللہ کے برہمی کی تھی اس لیے حضرت حفصہ و حضرت عائشہ نے
 اتفاق ہو کر معاملہ کو سلجھانا چاہا تو دونوں کی شان میں اس آیت کا نزول ہوا۔

وَإِنْ تَسْأَلُوا عَنِ اللَّهِ فَقُلْ صَعَتْ كُلُّكُمْ
 وَآتِ تَطَافُرًا عَلَيْهِ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاكُمْ
 وَخَبَرٌ مُّثَلٌّ وَصَابِرٌ مِّنْكُمْ وَالْمَلَأَ كُلُّكُمْ
 بَعْدَ ذَلِكَ ظُهُورٌ (تحریم)

اس آیت میں منافقین کی طرف اشارہ ہے اور انکو تنبیہ کی گئی ہے کہ اگر حفصہ اور
 عائشہ دونوں منظر ہرہ کرین اور منافقین سازش کر کے اس سے فائدہ اٹھانا چاہیں تو بھی خدا
 پیغمبر کی مدد کرے گا۔ اور خدا کے ساتھ جبریل، ملائکہ اور تمام دنیا ہے

فضائل و کمالات حضرت حفصہ بہت سمجھادھین انکو تعلیم و تفریح کا بڑا شوق تھا، عبداللہ بن عمر
 حمزہ بن عبداللہ حارثہ بن وہب، عبدالرحمان بن حارثہ، وغیرہ مردوں میں اور صفیہ
 بنت ابی حنیفہ، ام بشر انصاریہ عورتوں میں ان کے دائرہ تلامذہ میں داخل ہیں حضرت

حفصہؓ سے ۶۰ حدیثیں منقول ہیں جو انھوں نے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنیں،
مسند ابن حنبل میں حضرت حفصہؓ کے متعلق ایک واقعہ لکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ
تفقد فی الدین میں ان کو کیا شغف تھا ”ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے امید ہے کہ اصحاب
بروز و حد یہیں جہنم میں داخل ہوں گے، حضرت حفصہؓ نے اعتراض کیا کہ اللہ تو فرماتا ہے
وان منکم الا وادھا۔ تم میں سے ہر ایک وارد جہنم ہوگا۔

آپؐ نے فرمایا، ہاں مگر یہ بھی تو ہے،
ثم ننحی الذین اتقوا وندنر الظالمین پھر ہم پر ہیزگاروں کو حجاب دینگے اور ظالموں کو
ایمن زانوؤن کے بل گرہا چھوڑ دینگے،
یفھا جثیلا۔

اعلاق و عادات حضرت حفصہؓ بڑی عبادت گزار اور مذہب کی پابند تھیں۔ قائم اللیل اور صائم نہایت
تھیں، آخر وقت تک روزہ نہ چھوڑا۔

حضرت عائشہؓ اور ان میں بنایا تھا، اکثر معاملات میں ایک دوسرے کی شریک تھیں
کبھی کبھی رقابت کا بھی اظہار ہو جاتا تھا جیسا کہ حضرت عائشہؓ کے ذکر میں لکھا گیا۔
حضرت عائشہؓ ان کی نسبت فرماتی تھیں ”حفصہ اپنے باپ کی بیٹی ہیں“ جیسے راسخ
الارادة ہر بات میں وہ ہیں ویسے ہی یہ بھی ہیں۔

کیسے قدر مزاج میں تیزی تھی، بعض اوقات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو برا برسے جواب دیتی تھیں،
صحیح بخاری میں حضرت عمرؓ کی روایت ہے ”جاہلیت میں عورتوں کی بہت کم وقعت ہوتی تھی،
ایک دن میں کسی معاملہ میں شامل تھا میری بیوی نے مجھے مشورہ دیا میں نے انکو جھڑک دیا کہ
تکوان امور سے کیا واسطہ ہو میں ”تکو میری بات اچھی نہیں لگتی حالانکہ تمھاری بیٹی رسول اللہؐ
صلی اللہ علیہ وسلم کو برابر جواب دیتی ہے“ میں یہ سنکر حفصہؓ کے پاس آیا اور پوچھا کہ کیا واقعہ ہے انھوں نے
کہا بیشک میں ایسا کرتی ہوں میں نے کہا خبردار ایسا نہ کیا کرو، میں تکو عذاب کسی سے ڈرتا ہوں
وفات ان کے سال وفات میں اختلاف ہے۔ ابن اثیر کا رجحان اس طرف ہے کہ جو زمانہ
حضرت حسن بن علیؓ کے امیر معاویہ سے بیعت کرنے کا ہے، وہی زمانہ حضرت حفصہؓ کی وفات
کا ہے۔ یعنی ۳۸ھ۔

لے زرقانی ص ۶۱ ج ۳ ص ۲۸۵ طبعات ج ۸ ص ۵۹ سنن ابی داؤد ذکر حفصہؓ

صحیح بخاری ج ۲ ص ۶۸ ۴۸۱ اسلام آباد ۲۰۲۱۔

ابن سعد کہتے ہیں کہ حضرت حفصہ نے شعبان ۵۸ھ میں وفات پائی اور ہی صحیح
 کیونکہ اکثر از باب میر اس پر متفق ہیں۔

مروان عامل مدینہ نے نماز جنازہ پڑھائی، حضرت ابو ہریرہ ان کا جنازہ وغیرہ کے
 گھر سے دفن تک لے گئے۔ عبداللہ بن عمر، عاصم بن عمر اور عبداللہ بن عمر کے بیٹے سالم ہجرت
 اور قرہ قبر میں آتے اور بقیع میں آپ دفن کی گئیں۔



ام المومنین حضرت زینب بنت خزیمہ

نام و نسب - زینب نام، ام الماسکین لقب، نسب یہ ہے زینب بنت خزیمہ بن حارث بن عبد اللہ بن عمرو بن عبد مناف بن ہلال بن عامر بن صعصعہ۔

نکاح پہلے عبد اللہ بن حش کی زوجیت میں تھیں جو جنگ احد سترہ مہینے شہید ہوئے عبد اللہ کے بعد اسی سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کر لیا۔ لیکن دودھی تین مہینہ کے بعد سفر آخرت پیش آیا۔ یہ پہلی بیوی ہیں جو آپ کی زندگی میں حدیث کے بعد دہکے فردوس ہوئیں۔ وفات کے وقت ان کی عمر کم و بیش تیس سال تھی۔ زمانہ انتقال آخر ماہ ربیع الاول ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ پڑھائی اور بقیع میں دفن فرمایا۔

ان کے پہلے نکاح میں اختلاف ہے، ابن سعد کا خیال ہے کہ پہلے وہ طفیل بن حارث ابن عبد المطلب کے نکاح میں تھیں، اس نے طلاق دے دی تو عبیدہ بن حارث سے نکاح ہوا جو جنگ بدر میں شہید ہوئے مگر ہمارے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل آپ کا نکاح عبد المطلب سے ہوا تھا اور یہی خیال ہے علامہ ابن عبد البر اور مورخ ابن اثیر کا ملاحظہ ہو استیعاب ص ۵۲۷ و اسد الغابہ ص ۴۶۶

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا نکاح اوائل رمضان ۳ سہ مہینے ہوا اور بارہ اذیہ زمر قرآن مجید بعض لوگ حدیث اولئک لحوقابی اھو لکن ید ۱ زینب بنت خزیمہ کے حق میں بتاتے ہیں کیونکہ وہ بہت صدقہ دیا کرتی تھیں اور مساکین پر بہت مہربان تھیں، لیکن یہ غلط ہے اصل میں یہ حدیث زینب بنت حش سے متعلق ہے جبکہ انتقال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام اذیہ سے پہلے ہوا۔ زینب بنت خزیمہ تو با اتفاق محدثین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں وفات پا چکی تھیں۔

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی

نام نسب آپ کا تعلق قریش کے قبیلہ بنی فخر دم سے تھا۔ اصل نام ہند ہے، لیکن چونکہ کنیت زیادہ متعارف ہے اس لیے ام سلمہ کے نام سے مشہور ہیں۔ باپ ابوامیہ بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم تھے اور مان عاتکہ بنت عامر بن ربیعہ بن مالک کنیہ بعض لوگ حضرت ام سلمہ کا نام رملہ بھی بتاتے ہیں مگر اسکی کوئی اصل نہیں۔ محدثین اس روایت کو کئی شیخ سے تعبیر کرتے ہیں۔

ابوامیہ کا نام حذیقہ تھا اور زاد الرکب کے لقب سے مشہور تھے، کیونکہ مکہ کے فیاضون میں ان کا خاص اعتبار تھا اور جب کبھی سفر کرتے تھے تو تمام قافلہ کے خود کفیل ہوتے تھے ایسی فیاضانہ کفالت تھی جس کی پذیریری نے زبان عرب سے ابوامیہ کو یہ لقب دلایا۔
پہلے جناب ام سلمہ کا نکاح ابوسلمہ بن عبدالاسد سے ہوا جو ان کے چچے بھائی تھے اسلام نے اور ان کے شوہر دونوں ان لوگوں میں سے ہیں جنکو قدیم الاسلام کہا جاتا ہے یعنی آغاز نبوت میں جبکہ لوگ ترک و اختیار کی کشمکش میں مبتلا تھے اور مذہب کی نسبت حق بجانب فیصلہ کرنا صرف خوش نصیبوں کا حصہ تھا، یہ میان بیوی اسلام کی غیر فانی دولت سے مالا مال ہوئے،

ہجرت ج طرح اسلام میں دونوں دوش بدوش تھے اسی طرح ہجرت میں بھی ایک دوسرے کے ساتھ رہے۔ پہلے حبشہ کا رخ کیا وہاں سے کچھ دنوں کے بعد مدینہ کی طرف ہجرت کی مدینہ کی ہجرت میں حضرت ام سلمہ کو جو المناک واقعات پیش آئے انہیں کی زبان سے ان اثر نے اپنی کتاب میں بیان کئے ہیں فرماتی ہیں ”جب ابوسلمہ نے مدینہ جانے کا فیصلہ کر لیا تو ان کے پاس ایک ہی اونٹ تھا اسی پر جھکو اور میرے بیٹے سلمہ کو سوار کر دیا اور اونٹ کی ٹیکل ہاتھ میں لیے چل دیے۔ بنو مغیرہ نے جو میرے میکے کے لوگ تھے ہم لوگوں کو

دیکھ لیا اور ابوسلمہ سے مزاحمت کی کہ ہم اپنی لڑکی کو ایسی خراب حالت میں نہ جانے دیں گے
 ابوسلمہ کے ہاتھ سے نکلیں چھین لی اور مجھے اپنے ساتھ لے چلے۔ اتنے میں بنو عبدالاسد ابوسلمہ کے
 غاغان کے لوگ آپہونچے اور انھوں نے میرے بچے سلمہ پر قبضہ کر لیا اور بنو مغیرہ سے کہا اگر تم
 اپنی لڑکی کو شوہر کے ساتھ نہیں جانے دیتے تو ہم اپنے بچے کو تھاری لڑکی کے پاس ہرگز بھجوریں گے
 اب بنو مغیرہ میرا شوہرا میرا بچہ تینوں ایک دوسرے سے جدا تھے، ماریے صدر کے میری حالت
 خراب تھی چونکہ ہجرت کا حکم ہو چکا تھا اسلئے ابوسلمہ تو مدینہ پہنچ گئے مین تنہا رہ گئی۔ روزانہ صبح کو
 گھر سے نکلتی اور ایک ٹیلے پر بیٹھ کر شام تک رو یا کرتی، اسی حال میں مجھ کو کم و بیش ایک سال
 ہو گیا۔ ایک دن بنو مغیرہ کے ایک شخص نے جو میرا عزیز تھا، میری یہ پریشانی دیکھ کر برس کھایا
 اور بنو مغیرہ کو جمع کر کے سب کی طرف مخاطب ہو کر کہا ”آپ لوگ اس مسکین کو کیوں نہیں بھجور دیتے
 جس کو آپ نے اس کے بچہ اور شوہر سے جدا کر دیا ہے۔“ یہ مفہوم کچھ ایسے موثر الفاظ میں ادا
 کیا گیا تھا کہ میرے میکے والوں کو رحم آ گیا اور انھوں نے اجازت دے دی کہ اگر تم چاہو تو
 اپنے شوہر کے پاس جاسکتی ہو، یہ سن کر بنو عبدالاسد نے بھی میرے بچے کو میرے پاس بھیج دیا
 اب میں نے اونٹ پر کجاوہ کسا اور سلمہ کو گود میں لیکر سوار ہو گئی۔ میں بالکل تنہا تھی اور
 اسی عالم میں تیغ پہنچی وہاں عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ ملے۔ انھوں نے میرا ارادہ معلوم
 کر کے مجھ سے پوچھا کیا کوئی تمہارے ساتھ ہے میں نے کہا، نہیں صرف میں ہوں اور یہ میرا
 بچہ، انھوں نے میرے اونٹ کی نکلیں پکڑ لی اور ہاتھ سے کھینچتے ہوئے آگے آگے چلنے لگے خدا
 جانتا ہے مجھے طلحہ سے زیادہ شریف آدمی عرب میں نہیں ملا، جب منزل آتی اور ہکو ٹھہرنا
 پڑتا تو وہ کسی درخت کی آڑ میں ہو جاتے، چلنے کا وقت ہوتا تو اونٹ کو تیار کر لاتے اور
 جب میں اطمینان سے بیٹھ جاتی تو اونٹ کی ہمار لیکر آگے آگے چلنے لگتے۔ اثنائے سفر میں ہی
 معمول رہا، مدینہ پہنچ کر بنی عمرو بن عوف کی آبادی (موضع قبا) سے گزر ہوا تو عثمان ابن
 طلحہ نے مجھ سے کہا تمہارا شوہر اس گاون میں ہے ابوسلمہ یہاں ٹھہرے ہوئے تھے، میں
 اللہ کے بھروسہ پر اس محلہ میں داخل ہوئی اور خدا خدا کر کے ان سے ملاقات ہوئی عثمان
 ابن طلحہ مجھے ابوسلمہ کا پتہ بتا کر کہہ واپس ہو گئے۔

حضرت ام سلمہ پر اس ہمدردی کا ہمیشہ اثر رہا اور وہ اکثر فرمایا کرتی تھیں۔

حضرت ام سلمہ آنحضرت معلّم کو خبر وفات بتانے آئیں آپ خود اس کے گھر تشریف لائے مکان
مغفر بنایا ہوا تھا حضرت ام سلمہ بار بار کہتیں ہاے غربت میں کیسی موت ہوئی آپ نے
صبر کی تلقین کی اور فرمایا اُن کی مغفرت کی دعا مانگو اور کہو اللّٰهُمَّ اَخْلَفْنِي خَيْرًا مِنْهَا
اے اللہ مجھے ان سے بہتر ان کا جانشین دے، پھر رسول اللہ ابو سلمہ کی لاش پر تشریف لائے
بڑے اہتمام سے جنازہ کی نماز پڑھائی گئی جس میں آپ نے ۹ تکبیریں کہیں لوگوں نے پوچھا یا
رسول اللہ آپ کو سو تو نہیں ہوا؟ فرمایا یہ ہزار تکبیروں کے مستحق تھے چونکہ وفات کو وقت
ابو سلمہ کی آنکھیں کھلی رہ گئی تھیں اس لیے رسول اللہ نے خود دست مبارک سے انکی آنکھیں
بند کیں اور مغفرت کی دعا مانگی۔

نکاح ثانی جب حضرت ابو سلمہ کا انتقال ہوا تو حضرت ام سلمہ حاملہ تھیں بعد انقضائے
عدت حضرت ابو بکر نے انکی غربت و کس پرستی کے خیال سے اپنے نکاح کا پیغام دیا،
انھوں نے انکار کر دیا۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضرت عمر نے بھی اپنے نکاح کا پیام دیا تھا مگر صاحب
اصحابہ کا خیال ہے کہ حضرت عمر کے واسطے سے آنحضرت معلّم نے اپنے نکاح کا پیام بھیجا تھا
ابو سلمہ کی جان نثار یوں اور ام سلمہ کی بے ماگی و غربت کا احساس ایسا نہ تھا کہ خائب و ساقط
معلّم کو شائبہ نہ کرتا آپ نے حکم الہی حضرت ابو بکر کے بعد حضرت عمر کے ذریعہ سے اپنے نکاح
کا پیام بھیجا اب حضرت ام سلمہ کو یہ جرات نہ تھی کہ تعمیل ارشاد سے انحراف کرتیں پہلے چند
بذریعہ رکے مگر آنحضرت معلّم نے سب شرطیں منظور فرمائیں تو راضی ہو گئیں۔ اور اپنے بیٹے عمر
سے کہا ”اٹھو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا نکاح کر دو“ سوال مسئلہ کی اخیر
تاریخوں میں رسم ازدواج ادا ہوئی اور اس طرح نہ صرف حضرت ام سلمہ کے اوس جائزل
صدمہ کی تلافی ہو گئی جو انکو ابو سلمہ کی حسرت فیروز وفات سے پیدا ہوا تھا بلکہ انکی عارضی مدت
حیات ابدی مسرت میں تبدیل ہو گئی۔

امجد بن اسحق حضری زیاد بن مریم کے حوالے سے کہتے ہیں کہ ”ایک بار ام سلمہ نے
اپنے شوہر ابو سلمہ سے کہا ”مجھے معلّم ہوا ہے اگر کسی عورت کا شوہر جنت نصیب ہوا اور عورت
اوس کے بعد دوسرا نکاح نہ کرے تو اللہ اس عورت کو بھی شوہر کے ساتھ جنت میں جگہ دیتا ہے“

سنہ ۲۷۵ھ میں حضرت ام سلمہ نے وفات پائی سنہ ۲۷۵ھ میں حضرت ام سلمہ نے وفات پائی۔

یہی صورت مرد کے لیے ہے تو آدم تم معاہدہ کر لین نہ تم ہمارے بعد نکاح کرو نہ ہم تمہارے بعد
 ابو سلمہ نے جواب دیا کیا تم میری اطاعت کرو گی؟ ام سلمہ نے کہا سوائے تمہاری اطاعت کے
 مجھے کس بات میں خوشی ہو سکتی ہے ابو سلمہ نے کہا تو جب میں مرجاؤں تو میرے بعد نکاح کر لینا
 پھر ابو سلمہ نے دعا مانگی ”یا اللہ میرے بعد ام سلمہ کو مجھ سے بہتر جانشین عطا فرما“ حضرت
 ام سلمہ فرماتی ہیں جب ابو سلمہ مر گئے تو میں اپنے دل میں کہتی تھی ابو سلمہ سے بہتر کون ہو گا
 اس کے کچھ دنوں کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا نکاح ہو گیا۔

مذکورہ بالا بیان سے زوجین کے خوشگوار تعلقات کا پتہ چلنے کے ساتھ یہ بھی معلوم ہوتا ہے
 کہ اس زمانہ میں اسلام کی سچی اور بے لوث تعلیم کا کتنا گہرا اثر تھا۔ کیا یہ اس دور حقانیت کی
 متبرک مثال نہ تھی کہ ایک شوہر اپنے جذبات کو دباتے ہوئے بیوی کو صفائی سے نکاح ثانی
 کی ہدایت کر رہا ہے؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہ کو دو چکیان، دو مشکیزے ایک نکیہ چوڑے کا حسین خرے کی
 چھال بھری ہوئی تھی عنایت فرمایا، یہی سامان دوسری ازواج مذکورہ عطا ہوا تھا۔

ریشم مقصافے فطرت ہے اور یہ مذموم بھی نہیں اگرچہ تک نوبت نہ آئے جب حضرت
 ام سلمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں تو حضرت عائشہؓ نے ان کے حسن و جمال کا حال سن کر
 ریشم ہوا اور وہ دیکھنے آئیں چونکہ انکی خوب روئی کا خیال ذہن میں راسخ ہو چکا تھا باوجود
 غور کرنے کے یہی سمجھ میں آیا کہ ام سلمہ جتنا کہا جاتا ہے اس سے کہیں زیادہ حسین ہیں اسکا
 ذکر حضرت حفصہؓ نے کیا انھوں نے سمجھا یا کہ لوگ مبالغہ کرتے ہیں غیرت کی وجہ سے یہ صورت
 پیش آئی۔ پھر حضرت حفصہؓ نے بھی دیکھا اور یہی کہا اب جو حضرت عائشہؓ نے غور سے دیکھا تو
 قابل ہونگین کہ واقعی حفصہؓ سچ کہتی ہیں۔ بہر حال اس روایت سے حضرت ام سلمہ کی خوب روئی
 ثابت ہوتی ہے اور حضرت عائشہؓ نہ پر کوئی اخلاقی الزام نہیں آتا۔

ان کی حیا و عفت غیرت کا حال ان کے نکاح ثانی میں بیان کیا جا چکا ہے اب
 نکاح کے بعد بھی یہ صورت رہی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے تو اپنی شیر خوار لڑکی کو
 پلانے لگتیں آپ یہ دیکھ کر واپس ہو جاتے حضرت عمار بن یاسر ان کے رضائی بھائی تھے پھر
 حاضر ہوتے اور لڑکی کو اپنے گھر لے گئے۔

رفتہ رفتہ یہ بات کم ہوتی گئی اور جیسے دوسری بیویاں رات ہی تھیں رہنے لگیں بلکہ بعد میں تعلقات موانست اتنے بڑھ گئے کہ حضرت عائشہ کے بعد انہیں کا درجہ قرار دیا جاتا ہے، عام حالات حضرت ام سلمہ کے واقعات نکاح میں یہ واقعہ خصوصیت سے قابل ذکر ہے کہ جسدن یہ بیاہ گرائی گئیں اسی دن اپنے ہاتھ سے کھانا پکایا۔ زینب بنت خویمہ رض کا انتقال ہو چکا تھا رخصتی کے بعد حضرت ام سلمہ انہیں کے گھر لائی گئیں، اسباب خانہ داری پہلے ہی سے باقاعدہ تھا، سب چیزیں مہیا تھیں، حضرت ام سلمہ نے ایک گھر سے جو کھانے اور کچھ چربی نکال کر دیگی میں چڑھا دی، جو پیکر اسی دیگی میں چربی ملا کر کھانا تیار کیا یہ تھا وہ کھانا جو جناب رسالت آپ اور انکی شریک زندگی نے شب عروسی میں تناول فرمایا صلح حدیبیہ کے سلسلہ میں رسول اللہ کو انکا صاحب مشورہ دینا بہت مشہور واقعہ ہے صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ صلح کے بعد رسول اللہ نے فرمایا کہ لوگ حدیبیہ میں قربانی کریں اور چونکہ شرائط صلح بظاہر مسلمانوں کے خلاف تھیں اس لیے عام طور پر تنگستہ دلی پہلی ہوئی تھی، آپ کے تین بار حکم دینے پر بھی کوئی شخص تعمیل ارشاد دیر آدہ نہ ہوا آپ گھر آئے اور حضرت ام سلمہ سے واقعہ بیان کیا انھوں نے کہا ”آپ کسی سے کچھ نہ فرمائیے باہر نکلوں خود قربانی کیجیے اور احرام اتارنے کے لیے بال مندوائے اپنے ایسا ہی کیا جب لوگوں نے دیکھا کہ آپ ان فرمان ناطق ہے اور آپ خود اسپر عمل پیرا ہیں تو سب نے قربانیاں کیں اور احرام اتارا۔“

حضرت ام سلمہ کی یہ وہ رائے تھی جس کی موزونیت کو سب نے تسلیم کیا ہے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر حضرت ام سلمہ رض ہر چند بیمار تھیں مگر آپ کو گوارا نہ ہوا کہ دینی فرض سے پہلو تہی کریں اس لیے باوجود عذر صبح ہونے کے آنحضرت صلیم کے ساتھ آئین طواف کے متعلق رسول اللہ نے فرمایا ”ام سلمہ! جب نماز فجر ہونے لگے تم اونٹ پر سوار ہو کر طواف کر لینا۔“

جب آنحضرت صلیم کی علالت نے طول کھینچا اور آپ حضرت عائشہ کے مکان میں منتقل ہو گئے تو حضرت ام سلمہ آپ کو دیکھنے اکثر آیا کرتی تھیں۔ ایک دن طبیعت زیادہ مضحل ہوئی تو ضبط نہ کر سکیں۔ بے ساختہ چیخ نکلی گئی آپ نے منع فرمایا کہ یہ مسلمانوں کا شیوہ نہیں ہے۔

شہدہ مین جبکہ بنو قریظہ کے محاصرہ میں یہود سے گفتگو کرنے کے لیے بارگاہ نبوت کی حضرت ابولبابہ بھیجے گئے تو حضرت ابولبابہ نے ذنار مشورہ میں ہاتھ کے اشارہ سے یہودیوں کو بتلایا کہ تم قتل کئے جاؤ گے مگر اس کو افشار راز بھیج کر بعد میں اسے نادم ہوئے کہ مسجد کے ستون کی اپنے تئیں باندھ دیا اور دونوں تک اپنے آپ کو اسی حال میں رکھا۔

ایک دن صبح کو جناب رسالت حضرت ام سلمہ کے مکان میں سکرارتے ہوئے اٹھے تو آپ بولیں ”اللہ آپ کو ہمیشہ ہنسائے اسوقت ہمیں کا کیا سبب ہے فرمایا ابولبابہ کی توبہ قبول ہوئی“ حضرت ام سلمہ نے اجازت چاہی کہ انکو یہ فردہ سنا دیں فرمایا ”ہاں اگر چاہو“ ان کا مکان مسجد نبوی سے اتنا قریب تھا کہ اگر گھر سے آواز دین تو مسجد میں سنی جاسکے، اجازت پا کر اپنے حجرہ کے دروازہ پر کھڑی ہوئیں اور پکار کر کہا ”ابولبابہ مبارک ہو تمھاری توبہ مقبول ہوئی“ پھر کیا تھا یہ آواز کا فون میں پہنچتے ہی تمام مدینہ اکٹھا ہو گیا۔

واقعہ ایلان جب حضرت ابوبکر و عمرؓ نے اپنی اپنی صاحبزادیوں کو بھجایا اور حضرت عمرؓ حضرت ام سلمہ کے پاس بھی آئے اور گفتگو کی تو حضرت ام سلمہ نے ذرا سخت لہجہ میں کہا۔

عجبا لک یا ابن الخطاب دخلت فی کل شیء حتی تنبغ ان تدخل بین رسول اللہ
ابن خطاب! تعجب ہے کہ تم ہر بات میں دخل دیتے ہو
بہانک کہ اب تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور انکی اذن و
کے درمیان بھی دخل دینے لگے۔

جناب حسینؑ کی شہادت کے متعلق رسول اللہ حضرت ام سلمہؓ سے پہلے ہی پیشین گوئی فرما چکے تھے۔ چنانچہ جبوقت حضرت حسینؑ شامی افواج کے نزعہ میں لہرا نہ استقامت و پامردی سے اپنی زندگی کے آخری لمحے پورے کر رہے تھے عین اسی وقت حضرت ام سلمہؓ نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ تشریف لائے ہیں اور نہایت پریشان ہیں، سراور دیش مبارک غبار آلود ہے، پوچھا یا رسول اللہ کیا حال ہے؟ فرمایا حسینؑ کے قتل سے واپس آ رہا ہوں، ”آنکھ کھلی تو آنسو جاری ہوئے اسی عالم میں زبان سے نکلا“ اہل عراق نے حسینؑ کو قتل کیا خدا انکو قتل کرے حسینؑ کو ذلیل کیا خدا ان لوگوں پر لعنت کرے“

اولاد حضرت ام سلمہؓ کی تمام اولاد دین پہلے شوہر سے تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صلب مبارک سے ان کے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ ان کے ذکر میں اصحابہ، اسد الغابہ و طبقات میں سیدہ رضی اللہ عنہا

سہ زرقانی ج ۲ ص ۱۵۳ دا بن سعد ج ۲ ص ۵۲ ص ۵۲ صحیح مسلم باب الاہل، سیدہ مندر بن جنبل ج ۶ ص ۹۸

دو لڑکوں اور زینب ایک لڑکی کا بیان آیا ہے۔ صبح بخاری میں دُرہ کا بھی ذکر ان کی لڑکیوں کی ذیل میں کیا گیا ہے تفصیل مذکورہ حضرت ام سلمہ کے چار اولادین ہوئیں جن کا مختصر تذکرہ یہ ہے سلمہ کا مولد حبشہ ہے جو وقت حضرت ام سلمہ نے ہجرت کی ہے یہ انکی گودین تھے۔ آنحضرت صلیم نے حضرت حمزہ کی لڑکی امامہ کا نکاح انہیں سے کیا تھا۔

آنحضرت صلیم کا نکاح حضرت ام سلمہ سے ان کے زیر اہتمام ہوا اور یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے عہد خلافت میں فارس اور بصرہ کے حاکم تھے، حضرت ابوامیہ جناب رسالت اب کے رضاعی بھائی تھے۔ ایک بار حضرت ام حبیبہ نے آنحضرت صلیم سے کہا ”میں نے سنا ہے آپ درہ سے نکاح کرنا چاہتے ہیں“ فرمایا ”یہ کیسے ہو سکتا ہے اگر وہ میری ربیبہ نہ ہوتی تو بھی میرے لیے کسی طرح حلال نہ ہی کیونکہ وہ میرے رضاعی بھائی کی لڑکی ہے“

رسیت زرقانی میں لکھا ہے کہ پہلے ان کا نام بڑہ تھا پھر آنحضرت صلیم نے زینب رکھا۔ اخلاق و عادات حضرت ام سلمہ کی زندگی سرتاپا زہد تھی زخارف دنیوی کی طرف بہت کم توجہ کرتی تھیں ایک دفعہ ایک ہار پہن لیا جس میں کچھ سونا بھی شامل تھا آنحضرت صلیم نے اعتراض فرمایا تو اتار ڈالا۔ ہرمینہ میں دو مشنبہ، جعبات اور جمعہ تین دن روزہ رکھتی تھیں، پہنے شوہر کی اولاد ساتھ تھی جن کی پرورش نہایت احتیاط و دلسوزی سے کرتی تھیں، آنحضرت صلیم سے ایک بار آپ نے پوچھا کہ ”مجھے کچھ اسکا ثواب ملے گا فرمایا ”ہاں“ اقامہ روزہ ای کا بھی بہت خیال رکھتی تھیں۔ نماز کے اوقات میں بعض لوگوں نے مستحب وقت ترک کر دیا تو حضرت ام سلمہ نے انکو تنبیہ کی اور فرمایا کہ آنحضرت صلیم ظہر جلد پڑھا کرتے تھے اور تم عصر جلد پڑھتے ہو، خود بھی بڑی سخی تھیں اور دوسروں کو بھی سخاوت کی ترغیب دیتی تھیں۔ ایک بار چند فقیران کے گھر آئے اور بڑی بجاہت سے سوال کرنے لگے، ام الحسین ان کے پاس بیٹھیں انھوں نے دانتا مگر حضرت ام سلمہ نے انکو روکا اور کہا کہ ہکو اس کا حکم نہیں ہے، پھر نوڈی کو حکم دیا کہ ان کو کچھ دیکر رخصت کر دیکھ انو تو ایک پھو بار ان کے ہاتھ پر رکھ دو۔

ایک مرتبہ حضرت عبدالرحمن بن عوف نے ان سے کہا ”اماں! میرے پاس مال مقدار

۱۵ صبح بخاری ج ۲ ص ۶۴۳ ۱۵ مسند ابن جنبل ج ۶ ص ۳۱۵ ۱۵ ایضاً سلمہ صبح بخاری ج ۲ ص ۱۹۸ -

۱۵ مسند ابن جنبل ص ۲۸۹ ج ۶ ص ۱۵ استیعاب ج ۲ ص ۸۰۳

جمع ہو گیا ہے کہ اب تباہی کا خطرہ ہے، بولیں بیٹا! خرچ کرو آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ بہت سے صحابہ ایسے ہیں جو محکومیری موت کے بعد پھر کبھی نہ دیکھیں گے ۱۱

آپ کو دوسروں کی راحت رسائی کا بھی بڑا لحاظ رہتا تھا، جہاں تک ہوتا کا رخسارین دروغ کرنا بہت تھا، محبت آنحضرت صلعم کے موئے مبارک تبرکاً اپنے پاس محفوظ رکھے تھے صحیح بخاری میں ہے کہ ان کے پاس ایک چاندی کا جلیبہ تھا اس میں موئے شریف رکھے ہوئے تھے صحابہ میں کسی کو تکلیف یا رنج پہنچتا تو ایک پیالہ میں بھر کر ان کے پاس لاتے آپ موسیٰ شریف لگا لگا اس پانی میں حرکت دے دیتے اور اس کی برکت سے تکلیف دور ہو جاتی۔

آنحضرت صلعم کے آرام کا اتنا خیال رکھتی تھیں کہ حضرت سفینہ کہ جو آنحضرت صلعم کے مشہور خادم اور دراصل ان کے غلام تھے، حضرت ام سلمہ نے اسی شرط پر آزاد کیا تھا کہ جب تک آنحضرت صلعم زندہ رہیں ان کی خدمت میں حاضر رہیں ۱۲

آپ میں منانت اس قدر تھی کہ حضرت عائشہ حبیبیہ کامل الاوصاف بیوی نے جو باتیں وفات سے قبل آنحضرت صلعم نے حضرت فاطمہ کے کان میں کہی تھیں، بتایا کہ حضرت فاطمہ سے اسی وقت دریافت کیں اور جواب نہ پا کر شرمندگی اٹھانا پڑی مگر حضرت ام سلمہ نے توقف کیا اور بعد وفات رسول اللہ دریافت کیں ۱۳

آیہ انعماً یؤید اللہ لیس حب عنکم التوحش اھل البیت۔ انہیں کے گھر نازل ہوئی یعنی آنحضرت صلعم ان کے مکان ہی میں تھے جب آیت تطہیر کا نزول ہوا۔ صحت یہ آیت اتری تو آنحضرت صلعم نے حضرت فاطمہ، حضرت علی، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم کو بلا بھیجا اور فرمایا ہو کلاہل بیت یہ میرے اہل بیت ہیں، حضرت ام سلمہ نے پوچھا یا رسول اللہ کیا میں بھی اہل بیت سے ہوں؟ فرمایا بے انشاء اللہ ان اگر خدا نے چاہا ۱۴

جامع ترمذی میں کی قدر تغیر سے لکھا ہے کہ آنحضرت صلعم نے ان لوگوں کو بلا کر کھل اڑایا اور کہا، الہی یہ میرے اہل بیت ہیں۔ اسے ناپاکی کو دور کر اور انکو پاک کر حضرت ام سلمہ نے یہ دعا سنی تو بولیں یا رسول اللہ میں بھی ان میں شریک ہوں فرمایا تم اپنی جگہ پر ہو اور اچھی ہلا

۱۵۔ سند ابن ماجہ ج ۱ ص ۲۹۰ ۱۶۔ ایضاً ج ۶ صفحہ ۳۱۹ ۱۷۔ طبقات ج ۲ ق ۲ ص ۲۰۔ ۱۸۔

یہ دو روایتیں اس عنوان کے تحت میں اسلئے لکھی گئیں کہ ان واقعات سے حضرت ام سلمہ کے اچھے کاموں پر چریص ہونے کا اندازہ ہو سکے۔

فضائل و کمالات ازواج مطہرات میں فضل و کمال کے اعتبار سے حضرت عائشہ کے بعد انہیں کا درجہ تھا مصنف اصحاب نے ان کا ذکر ذیل کے الفاظ میں کیا ہے۔

کانک أم سلمة موصوفة بالجمال أم سلمة خردی، کمال عقل اور اصابت راے
الباسع والعقل الباعث والفرح والسرور الصفا سے مصنف تھیں،

حضرت ام سلمہ نے ابو سلمہ، حضرت فاطمہ زہرا اور خود جناب رسالت آبِ صلعم سے احادیث روایت کی ہیں۔ جن لوگوں نے حضرت ام سلمہ کے حوالہ سے حدیث بیان کی ہے ان کے نام یہ ہیں عمر، زینب، ان کی اولاد (عامر، ان کے بھائی، مصعب بن عبد اللہ، ان کے بھائی کے بیٹے) نہمان، ان کے مکاتب غلام، عبد اللہ بن رافع، نافع، سفینہ، ابن سفینہ، ابو کثیر، خیرہ والدہ حسن، ان کے آزاد کردہ غلام، صفیہ بنت شیبہ، اہد بنت حارث قراسیہ، قبیصہ بنت ذریب، عبد الرحمن بن حارث بن ہشام (صحابہ میں سے)، ابو عثمان غمری، ابو داکل، سعید بن السیب، ابو سلمہ و حمید (عبد الرحمن بن عوف کے بیٹے)، عروہ، ابو بکر بن عبد الرحمن، سلیمان بن یسار (تابعین سے) وغیرہ۔ ان کی مرویہ حدیثیں کتب متداولہ میں ۳۷۸ پائی جاتی ہیں

آپ کو حدیث سننے کا بہت شوق تھا ایک دن بال گند ہوانے میں مصروف تھیں کہ اتنے میں آنحضرت صلعم خطبہ دینے کے لیے ممبر پر رونق افروز ہوئے، زبان سے ”ایہا الناس“ کا لفظ نکلا تھا کہ مشاطہ سے بولیں ”بال باندھ دو“ اسنے کہا جلدی کیا ہے، ابھی تو زبان سے ”ایہا الناس“ ہی نکلا ہے حضرت ام سلمہ نے کہا کیا خوب، ”ہم آدمیوں“ میں داخل نہیں ہیں؟ ایکے بعد خود بال باندھ کر اٹھ کھڑی ہوئیں اور کھڑے ہو کر پورا خطبہ سنا۔

اس واقعہ سے علاوہ ذوقِ علمی کے ان کی حاضر طبیعی کا بھی اندازہ ہو سکتا ہے۔
ذیل کے واقعات سے حضرت ام سلمہ کے تفقہ پر کافی روشنی پڑتی ہے،

۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رمضان میں جنابت کو ناقض صوم خیال کرتے تھے۔ ایک شخص نے حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ سے اس خیال کی تصدیق چاہی دونوں نے تردید کی اور کہا

کہ آنحضرت صلعم خود بحالت جنابت روزہ سے پائے گئے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو سخت
نادم ہوا اور کہا میں کیا کروں فضل بن عباس نے مجھ سے یہی کہا تھا، لیکن ظاہر ہے کہ ام سلمہ
اور عائشہ کو زیادہ علم ہے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر عصر کے بعد دو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے مروان نے پوچھا
آپ یہ نماز کیوں پڑھتے ہیں؟ کہا آنحضرت صلعم بھی پڑھا کرتے تھے چونکہ حضرت عبداللہ نے یہ
حدیث حضرت عائشہ کے سلسلہ سے سنی تھی اسلئے مروان نے ان کے پاس تصدیق کے لیے
آمدنی بھیجا، انھوں نے کہا مجھ کو ام سلمہ سے پہونچی ہے حضرت ام سلمہ کے پاس آمدنی گیا اور وہ
قول نقل کیا تو بولیں

یغفر اللہ لعائشۃ لقد وضعت امری اللہ عائشہ کو بخشے انھوں نے میری بات بجا رکھی
علی غیر موضعہ ادم اخبروا ان سبھی مہین نے ان سے یہ نہیں کہا کہ آنحضرت صلعم نے
رسول اللہ صلعم قد فی عنھا، انکے پڑھنے کی ممانعت فرمائی ہے۔

ایک مرتبہ ایک شخص کو کوئی مسئلہ بتایا اسکو تسکین نہیں ہوئی وہ ان کے پاس سے
دوسری ازواج کے پاس گیا سب نے ایک ہی جواب دیا، واپس آکر حضرت ام سلمہ کو خبر
سنائی تو بولیں فَعَمْرُو أَشْفِیْکَ! ٹھہرو! میں تمھاری تسفی کرنا چاہتی ہوں میں نے اسکے
متعلق آنحضرت صلعم سے حدیث سنی ہے۔

اب ہم چند اکابر ملت کی راہین ان کے فضل و کمال کے متعلق لکھ کر وفات کا
حال لکھیں گے۔

عمود بن لبید کہتے ہیں ”

کان ازواج النبی صلعم یحفظن من یعنی یون تو ازواج مطہرات میں سب کو کثرت سے
حدیث النبی صلعم کثیراً وکلاً مثلاً احادیث حفظ تعین کر حضرت عائشہ اور ام سلمہ
للعائشۃ دائمہ سلمۃ کوئی حریف نہ تھا۔

علامہ ابن قیم کا قول ہے ”اگر ان کے فتاویٰ جمع کیے جائیں تو ایک چھوٹا سا
رسالہ تیار ہو سکتا ہے۔“

لے صحیح بخاری ج ۲ ص ۳۰۶ و ۳۰۷ سند ابن منیل ج ۶ ص ۲۹۹ و ۳۰۰ و ۳۰۱ ایضاً ص ۲۹۹
طبقات ج ۲ قسم ۲ ص ۱۲۶ ۱۵۵ اعلام الموقعین ج ۱ ص ۱۳۔

امام احرارین فرماتے ہیں ”حضرت ام سلمہ سے زیادہ صاحب الرائے عورتوں میں مجھے کوئی نظر نہیں آتا“

وفات ان کے سنہ وفات میں اختلاف ہے واقعہ کا خیال ہے کہ شوال ۱۰ شہ ۶۷ میں وفات پائی اور حضرت ابو ہریرہ نے نماز جنازہ پڑھائی، ابن حبان کہتے ہیں آخر سلسلہ ۶۷ میں بعد شہادت حضرت حسین بن علی آپے انتقال کیا اور ابو خنیسہ اسکے قائل ہیں کہ ان کا زمانہ وفات یزید بن معاویہ کا عہد خلافت ہے (یعنی آخر سلسلہ ۶۷) مگر حق یہ ہے کہ حضرت ام سلمہ کا سال وفات سلسلہ ۶۷ ہے۔ اسی سال واقعہ حیرہ پیش آیا تھا یعنی حضرت عبداللہ بن زبیر کے محاصرہ کے لیے ساتی افواج مکہ پر چڑھ آئیں تھیں۔

وفات کے وقت حضرت ام سلمہ کی عمر ۸۴ سال کی تھی۔ حضرت ابو ہریرہ نے اسکے جنازہ کی نماز پڑھائی قاعدہ تھا کہ حاکم وقت جنازہ کی نماز پڑھتا تھا اس زمانہ میں ولید بن عتبہ مدینہ کا والی تھا مگر حضرت ام سلمہ کی وصیت کی وجہ سے وہ نہ آنے پایا بجائے اسکے حضرت ابو ہریرہ نے یہ فرض ادا کیا کیونکہ صحابہ میں فضل و کمال، قدر و منزلت کے اعتبار سے اس وقت سب سے زیادہ جلیل القدر یہی تھے۔



ام المومنین حضرت زینب بنت جحش

نام و نسب نامہ زینب، کنیت ام کلثم آپ کا تعلق خاندان اسدیہ سے تھا جو اسد بن خزیمہ سے منسوب ہے۔ آپ کا نسب یہ ہے: زینب بنت جحش بن رباب بن عمر بن صہرہ بن مرہ بن کثیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ مان کا نام امیمہ تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبدالمطلب کی بیٹی تھیں اور حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کی سگی بہن اس رشتہ سے حضرت زینب جناب رسالت آپ کی حقیقی پھوپھی بہن ہوئیں۔

ہجرت و اسلام اسلام کے لحاظ سے آپ "سابقون الاولون میں سے ہیں یعنی پہلے دو دین اسلام لائیں ابن ابی شیبہ کہتے ہیں: کانثا فتیمۃ الاسلام، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جن عورتوں نے ہجرت میں ہمرکابی کا شرف حاصل کیا انہی میں یہ بھی ہیں۔

کناح حضرت زید بن حارثہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے اور آپ کے منہ بانی بھی تھے، بایمانہوت پناہ حضرت زینب انہی کے ساتھ بیاہ دی گئیں، ابظاہر تو یہ کناح ایک معمولی حیثیت رکھتا ہے لیکن حقیقت میں مساوات اسلام کی سبب بوجہ تقسیم کا عملی سنگ بنیاد ہے،

"غلامی" کی نسبت ایک ایسی نسبت تھی جسکو دس زمانہ کی تاریک خیالی پر نظر کرتے ہوئے قریش اور خاص کر خاندان ہاشم کا دامن شرافت اپنے لیے کبھی نہ گوارا کر سکتا تھا لیکن چونکہ اسلام اس قسم کا لایعنی اختیار اٹھا دینے کے لیے آیا تھا اور حضرت زید بن حارثہ کی دینی خدمات ایسی تھیں کہ انکا رتبہ کسی طرح احرار سے کم سمجھا جاتا اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب کو انکی زوجیت میں دے دیا، دوسرے یہی مد نظر تھا کہ حضرت زید نے حضرت زینب کو کتاب و سنت کی تعلیم دی تھی۔

۱۔ اسلام ۵۷۳ء ۲۔ طہات ۵۷۴ء ۳۔ احزاب ۵۷۵ء ۴۔ انعام ۵۷۶ء ۵۔ احزاب ۵۷۷ء ۶۔ احزاب ۵۷۸ء ۷۔ احزاب ۵۷۹ء ۸۔ احزاب ۵۸۰ء ۹۔ احزاب ۵۸۱ء ۱۰۔ احزاب ۵۸۲ء ۱۱۔ احزاب ۵۸۳ء ۱۲۔ احزاب ۵۸۴ء ۱۳۔ احزاب ۵۸۵ء ۱۴۔ احزاب ۵۸۶ء ۱۵۔ احزاب ۵۸۷ء ۱۶۔ احزاب ۵۸۸ء ۱۷۔ احزاب ۵۸۹ء ۱۸۔ احزاب ۵۹۰ء ۱۹۔ احزاب ۵۹۱ء ۲۰۔ احزاب ۵۹۲ء ۲۱۔ احزاب ۵۹۳ء ۲۲۔ احزاب ۵۹۴ء ۲۳۔ احزاب ۵۹۵ء ۲۴۔ احزاب ۵۹۶ء ۲۵۔ احزاب ۵۹۷ء ۲۶۔ احزاب ۵۹۸ء ۲۷۔ احزاب ۵۹۹ء ۲۸۔ احزاب ۶۰۰ء ۲۹۔ احزاب ۶۰۱ء ۳۰۔ احزاب ۶۰۲ء ۳۱۔ احزاب ۶۰۳ء ۳۲۔ احزاب ۶۰۴ء ۳۳۔ احزاب ۶۰۵ء ۳۴۔ احزاب ۶۰۶ء ۳۵۔ احزاب ۶۰۷ء ۳۶۔ احزاب ۶۰۸ء ۳۷۔ احزاب ۶۰۹ء ۳۸۔ احزاب ۶۱۰ء ۳۹۔ احزاب ۶۱۱ء ۴۰۔ احزاب ۶۱۲ء ۴۱۔ احزاب ۶۱۳ء ۴۲۔ احزاب ۶۱۴ء ۴۳۔ احزاب ۶۱۵ء ۴۴۔ احزاب ۶۱۶ء ۴۵۔ احزاب ۶۱۷ء ۴۶۔ احزاب ۶۱۸ء ۴۷۔ احزاب ۶۱۹ء ۴۸۔ احزاب ۶۲۰ء ۴۹۔ احزاب ۶۲۱ء ۵۰۔ احزاب ۶۲۲ء ۵۱۔ احزاب ۶۲۳ء ۵۲۔ احزاب ۶۲۴ء ۵۳۔ احزاب ۶۲۵ء ۵۴۔ احزاب ۶۲۶ء ۵۵۔ احزاب ۶۲۷ء ۵۶۔ احزاب ۶۲۸ء ۵۷۔ احزاب ۶۲۹ء ۵۸۔ احزاب ۶۳۰ء ۵۹۔ احزاب ۶۳۱ء ۶۰۔ احزاب ۶۳۲ء ۶۱۔ احزاب ۶۳۳ء ۶۲۔ احزاب ۶۳۴ء ۶۳۔ احزاب ۶۳۵ء ۶۴۔ احزاب ۶۳۶ء ۶۵۔ احزاب ۶۳۷ء ۶۶۔ احزاب ۶۳۸ء ۶۷۔ احزاب ۶۳۹ء ۶۸۔ احزاب ۶۴۰ء ۶۹۔ احزاب ۶۴۱ء ۷۰۔ احزاب ۶۴۲ء ۷۱۔ احزاب ۶۴۳ء ۷۲۔ احزاب ۶۴۴ء ۷۳۔ احزاب ۶۴۵ء ۷۴۔ احزاب ۶۴۶ء ۷۵۔ احزاب ۶۴۷ء ۷۶۔ احزاب ۶۴۸ء ۷۷۔ احزاب ۶۴۹ء ۷۸۔ احزاب ۶۵۰ء ۷۹۔ احزاب ۶۵۱ء ۸۰۔ احزاب ۶۵۲ء ۸۱۔ احزاب ۶۵۳ء ۸۲۔ احزاب ۶۵۴ء ۸۳۔ احزاب ۶۵۵ء ۸۴۔ احزاب ۶۵۶ء ۸۵۔ احزاب ۶۵۷ء ۸۶۔ احزاب ۶۵۸ء ۸۷۔ احزاب ۶۵۹ء ۸۸۔ احزاب ۶۶۰ء ۸۹۔ احزاب ۶۶۱ء ۹۰۔ احزاب ۶۶۲ء ۹۱۔ احزاب ۶۶۳ء ۹۲۔ احزاب ۶۶۴ء ۹۳۔ احزاب ۶۶۵ء ۹۴۔ احزاب ۶۶۶ء ۹۵۔ احزاب ۶۶۷ء ۹۶۔ احزاب ۶۶۸ء ۹۷۔ احزاب ۶۶۹ء ۹۸۔ احزاب ۶۷۰ء ۹۹۔ احزاب ۶۷۱ء ۱۰۰۔ احزاب ۶۷۲ء ۱۰۱۔ احزاب ۶۷۳ء ۱۰۲۔ احزاب ۶۷۴ء ۱۰۳۔ احزاب ۶۷۵ء ۱۰۴۔ احزاب ۶۷۶ء ۱۰۵۔ احزاب ۶۷۷ء ۱۰۶۔ احزاب ۶۷۸ء ۱۰۷۔ احزاب ۶۷۹ء ۱۰۸۔ احزاب ۶۸۰ء ۱۰۹۔ احزاب ۶۸۱ء ۱۱۰۔ احزاب ۶۸۲ء ۱۱۱۔ احزاب ۶۸۳ء ۱۱۲۔ احزاب ۶۸۴ء ۱۱۳۔ احزاب ۶۸۵ء ۱۱۴۔ احزاب ۶۸۶ء ۱۱۵۔ احزاب ۶۸۷ء ۱۱۶۔ احزاب ۶۸۸ء ۱۱۷۔ احزاب ۶۸۹ء ۱۱۸۔ احزاب ۶۹۰ء ۱۱۹۔ احزاب ۶۹۱ء ۱۲۰۔ احزاب ۶۹۲ء ۱۲۱۔ احزاب ۶۹۳ء ۱۲۲۔ احزاب ۶۹۴ء ۱۲۳۔ احزاب ۶۹۵ء ۱۲۴۔ احزاب ۶۹۶ء ۱۲۵۔ احزاب ۶۹۷ء ۱۲۶۔ احزاب ۶۹۸ء ۱۲۷۔ احزاب ۶۹۹ء ۱۲۸۔ احزاب ۷۰۰ء ۱۲۹۔ احزاب ۷۰۱ء ۱۳۰۔ احزاب ۷۰۲ء ۱۳۱۔ احزاب ۷۰۳ء ۱۳۲۔ احزاب ۷۰۴ء ۱۳۳۔ احزاب ۷۰۵ء ۱۳۴۔ احزاب ۷۰۶ء ۱۳۵۔ احزاب ۷۰۷ء ۱۳۶۔ احزاب ۷۰۸ء ۱۳۷۔ احزاب ۷۰۹ء ۱۳۸۔ احزاب ۷۱۰ء ۱۳۹۔ احزاب ۷۱۱ء ۱۴۰۔ احزاب ۷۱۲ء ۱۴۱۔ احزاب ۷۱۳ء ۱۴۲۔ احزاب ۷۱۴ء ۱۴۳۔ احزاب ۷۱۵ء ۱۴۴۔ احزاب ۷۱۶ء ۱۴۵۔ احزاب ۷۱۷ء ۱۴۶۔ احزاب ۷۱۸ء ۱۴۷۔ احزاب ۷۱۹ء ۱۴۸۔ احزاب ۷۲۰ء ۱۴۹۔ احزاب ۷۲۱ء ۱۵۰۔ احزاب ۷۲۲ء ۱۵۱۔ احزاب ۷۲۳ء ۱۵۲۔ احزاب ۷۲۴ء ۱۵۳۔ احزاب ۷۲۵ء ۱۵۴۔ احزاب ۷۲۶ء ۱۵۵۔ احزاب ۷۲۷ء ۱۵۶۔ احزاب ۷۲۸ء ۱۵۷۔ احزاب ۷۲۹ء ۱۵۸۔ احزاب ۷۳۰ء ۱۵۹۔ احزاب ۷۳۱ء ۱۶۰۔ احزاب ۷۳۲ء ۱۶۱۔ احزاب ۷۳۳ء ۱۶۲۔ احزاب ۷۳۴ء ۱۶۳۔ احزاب ۷۳۵ء ۱۶۴۔ احزاب ۷۳۶ء ۱۶۵۔ احزاب ۷۳۷ء ۱۶۶۔ احزاب ۷۳۸ء ۱۶۷۔ احزاب ۷۳۹ء ۱۶۸۔ احزاب ۷۴۰ء ۱۶۹۔ احزاب ۷۴۱ء ۱۷۰۔ احزاب ۷۴۲ء ۱۷۱۔ احزاب ۷۴۳ء ۱۷۲۔ احزاب ۷۴۴ء ۱۷۳۔ احزاب ۷۴۵ء ۱۷۴۔ احزاب ۷۴۶ء ۱۷۵۔ احزاب ۷۴۷ء ۱۷۶۔ احزاب ۷۴۸ء ۱۷۷۔ احزاب ۷۴۹ء ۱۷۸۔ احزاب ۷۵۰ء ۱۷۹۔ احزاب ۷۵۱ء ۱۸۰۔ احزاب ۷۵۲ء ۱۸۱۔ احزاب ۷۵۳ء ۱۸۲۔ احزاب ۷۵۴ء ۱۸۳۔ احزاب ۷۵۵ء ۱۸۴۔ احزاب ۷۵۶ء ۱۸۵۔ احزاب ۷۵۷ء ۱۸۶۔ احزاب ۷۵۸ء ۱۸۷۔ احزاب ۷۵۹ء ۱۸۸۔ احزاب ۷۶۰ء ۱۸۹۔ احزاب ۷۶۱ء ۱۹۰۔ احزاب ۷۶۲ء ۱۹۱۔ احزاب ۷۶۳ء ۱۹۲۔ احزاب ۷۶۴ء ۱۹۳۔ احزاب ۷۶۵ء ۱۹۴۔ احزاب ۷۶۶ء ۱۹۵۔ احزاب ۷۶۷ء ۱۹۶۔ احزاب ۷۶۸ء ۱۹۷۔ احزاب ۷۶۹ء ۱۹۸۔ احزاب ۷۷۰ء ۱۹۹۔ احزاب ۷۷۱ء ۲۰۰۔ احزاب ۷۷۲ء ۲۰۱۔ احزاب ۷۷۳ء ۲۰۲۔ احزاب ۷۷۴ء ۲۰۳۔ احزاب ۷۷۵ء ۲۰۴۔ احزاب ۷۷۶ء ۲۰۵۔ احزاب ۷۷۷ء ۲۰۶۔ احزاب ۷۷۸ء ۲۰۷۔ احزاب ۷۷۹ء ۲۰۸۔ احزاب ۷۸۰ء ۲۰۹۔ احزاب ۷۸۱ء ۲۱۰۔ احزاب ۷۸۲ء ۲۱۱۔ احزاب ۷۸۳ء ۲۱۲۔ احزاب ۷۸۴ء ۲۱۳۔ احزاب ۷۸۵ء ۲۱۴۔ احزاب ۷۸۶ء ۲۱۵۔ احزاب ۷۸۷ء ۲۱۶۔ احزاب ۷۸۸ء ۲۱۷۔ احزاب ۷۸۹ء ۲۱۸۔ احزاب ۷۹۰ء ۲۱۹۔ احزاب ۷۹۱ء ۲۲۰۔ احزاب ۷۹۲ء ۲۲۱۔ احزاب ۷۹۳ء ۲۲۲۔ احزاب ۷۹۴ء ۲۲۳۔ احزاب ۷۹۵ء ۲۲۴۔ احزاب ۷۹۶ء ۲۲۵۔ احزاب ۷۹۷ء ۲۲۶۔ احزاب ۷۹۸ء ۲۲۷۔ احزاب ۷۹۹ء ۲۲۸۔ احزاب ۸۰۰ء ۲۲۹۔ احزاب ۸۰۱ء ۲۳۰۔ احزاب ۸۰۲ء ۲۳۱۔ احزاب ۸۰۳ء ۲۳۲۔ احزاب ۸۰۴ء ۲۳۳۔ احزاب ۸۰۵ء ۲۳۴۔ احزاب ۸۰۶ء ۲۳۵۔ احزاب ۸۰۷ء ۲۳۶۔ احزاب ۸۰۸ء ۲۳۷۔ احزاب ۸۰۹ء ۲۳۸۔ احزاب ۸۱۰ء ۲۳۹۔ احزاب ۸۱۱ء ۲۴۰۔ احزاب ۸۱۲ء ۲۴۱۔ احزاب ۸۱۳ء ۲۴۲۔ احزاب ۸۱۴ء ۲۴۳۔ احزاب ۸۱۵ء ۲۴۴۔ احزاب ۸۱۶ء ۲۴۵۔ احزاب ۸۱۷ء ۲۴۶۔ احزاب ۸۱۸ء ۲۴۷۔ احزاب ۸۱۹ء ۲۴۸۔ احزاب ۸۲۰ء ۲۴۹۔ احزاب ۸۲۱ء ۲۵۰۔ احزاب ۸۲۲ء ۲۵۱۔ احزاب ۸۲۳ء ۲۵۲۔ احزاب ۸۲۴ء ۲۵۳۔ احزاب ۸۲۵ء ۲۵۴۔ احزاب ۸۲۶ء ۲۵۵۔ احزاب ۸۲۷ء ۲۵۶۔ احزاب ۸۲۸ء ۲۵۷۔ احزاب ۸۲۹ء ۲۵۸۔ احزاب ۸۳۰ء ۲۵۹۔ احزاب ۸۳۱ء ۲۶۰۔ احزاب ۸۳۲ء ۲۶۱۔ احزاب ۸۳۳ء ۲۶۲۔ احزاب ۸۳۴ء ۲۶۳۔ احزاب ۸۳۵ء ۲۶۴۔ احزاب ۸۳۶ء ۲۶۵۔ احزاب ۸۳۷ء ۲۶۶۔ احزاب ۸۳۸ء ۲۶۷۔ احزاب ۸۳۹ء ۲۶۸۔ احزاب ۸۴۰ء ۲۶۹۔ احزاب ۸۴۱ء ۲۷۰۔ احزاب ۸۴۲ء ۲۷۱۔ احزاب ۸۴۳ء ۲۷۲۔ احزاب ۸۴۴ء ۲۷۳۔ احزاب ۸۴۵ء ۲۷۴۔ احزاب ۸۴۶ء ۲۷۵۔ احزاب ۸۴۷ء ۲۷۶۔ احزاب ۸۴۸ء ۲۷۷۔ احزاب ۸۴۹ء ۲۷۸۔ احزاب ۸۵۰ء ۲۷۹۔ احزاب ۸۵۱ء ۲۸۰۔ احزاب ۸۵۲ء ۲۸۱۔ احزاب ۸۵۳ء ۲۸۲۔ احزاب ۸۵۴ء ۲۸۳۔ احزاب ۸۵۵ء ۲۸۴۔ احزاب ۸۵۶ء ۲۸۵۔ احزاب ۸۵۷ء ۲۸۶۔ احزاب ۸۵۸ء ۲۸۷۔ احزاب ۸۵۹ء ۲۸۸۔ احزاب ۸۶۰ء ۲۸۹۔ احزاب ۸۶۱ء ۲۹۰۔ احزاب ۸۶۲ء ۲۹۱۔ احزاب ۸۶۳ء ۲۹۲۔ احزاب ۸۶۴ء ۲۹۳۔ احزاب ۸۶۵ء ۲۹۴۔ احزاب ۸۶۶ء ۲۹۵۔ احزاب ۸۶۷ء ۲۹۶۔ احزاب ۸۶۸ء ۲۹۷۔ احزاب ۸۶۹ء ۲۹۸۔ احزاب ۸۷۰ء ۲۹۹۔ احزاب ۸۷۱ء ۳۰۰۔ احزاب ۸۷۲ء ۳۰۱۔ احزاب ۸۷۳ء ۳۰۲۔ احزاب ۸۷۴ء ۳۰۳۔ احزاب ۸۷۵ء ۳۰۴۔ احزاب ۸۷۶ء ۳۰۵۔ احزاب ۸۷۷ء ۳۰۶۔ احزاب ۸۷۸ء ۳۰۷۔ احزاب ۸۷۹ء ۳۰۸۔ احزاب ۸۸۰ء ۳۰۹۔ احزاب ۸۸۱ء ۳۱۰۔ احزاب ۸۸۲ء ۳۱۱۔ احزاب ۸۸۳ء ۳۱۲۔ احزاب ۸۸۴ء ۳۱۳۔ احزاب ۸۸۵ء ۳۱۴۔ احزاب ۸۸۶ء ۳۱۵۔ احزاب ۸۸۷ء ۳۱۶۔ احزاب ۸۸۸ء ۳۱۷۔ احزاب ۸۸۹ء ۳۱۸۔ احزاب ۸۹۰ء ۳۱۹۔ احزاب ۸۹۱ء ۳۲۰۔ احزاب ۸۹۲ء ۳۲۱۔ احزاب ۸۹۳ء ۳۲۲۔ احزاب ۸۹۴ء ۳۲۳۔ احزاب ۸۹۵ء ۳۲۴۔ احزاب ۸۹۶ء ۳۲۵۔ احزاب ۸۹۷ء ۳۲۶۔ احزاب ۸۹۸ء ۳۲۷۔ احزاب ۸۹۹ء ۳۲۸۔ احزاب ۹۰۰ء ۳۲۹۔ احزاب ۹۰۱ء ۳۳۰۔ احزاب ۹۰۲ء ۳۳۱۔ احزاب ۹۰۳ء ۳۳۲۔ احزاب ۹۰۴ء ۳۳۳۔ احزاب ۹۰۵ء ۳۳۴۔ احزاب ۹۰۶ء ۳۳۵۔ احزاب ۹۰۷ء ۳۳۶۔ احزاب ۹۰۸ء ۳۳۷۔ احزاب ۹۰۹ء ۳۳۸۔ احزاب ۹۱۰ء ۳۳۹۔ احزاب ۹۱۱ء ۳۴۰۔ احزاب ۹۱۲ء ۳۴۱۔ احزاب ۹۱۳ء ۳۴۲۔ احزاب ۹۱۴ء ۳۴۳۔ احزاب ۹۱۵ء ۳۴۴۔ احزاب ۹۱۶ء ۳۴۵۔ احزاب ۹۱۷ء ۳۴۶۔ احزاب ۹۱۸ء ۳۴۷۔ احزاب ۹۱۹ء ۳۴۸۔ احزاب ۹۲۰ء ۳۴۹۔ احزاب ۹۲۱ء ۳۵۰۔ احزاب ۹۲۲ء ۳۵۱۔ احزاب ۹۲۳ء ۳۵۲۔ احزاب ۹۲۴ء ۳۵۳۔ احزاب ۹۲۵ء ۳۵۴۔ احزاب ۹۲۶ء ۳۵۵۔ احزاب ۹۲۷ء ۳۵۶۔ احزاب ۹۲۸ء ۳۵۷۔ احزاب ۹۲۹ء ۳۵۸۔ احزاب ۹۳۰ء ۳۵۹۔ احزاب ۹۳۱ء ۳۶۰۔ احزاب ۹۳۲ء ۳۶۱۔ احزاب ۹۳۳ء ۳۶۲۔ احزاب ۹۳۴ء ۳۶۳۔ احزاب ۹۳۵ء ۳۶۴۔ احزاب ۹۳۶ء ۳۶۵۔ احزاب ۹۳۷ء ۳۶۶۔ احزاب ۹۳۸ء ۳۶۷۔ احزاب ۹۳۹ء ۳۶۸۔ احزاب ۹۴۰ء ۳۶۹۔ احزاب ۹۴۱ء ۳۷۰۔ احزاب ۹۴۲ء ۳۷۱۔ احزاب ۹۴۳ء ۳۷۲۔ احزاب ۹۴۴ء ۳۷۳۔ احزاب ۹۴۵ء ۳۷۴۔ احزاب ۹۴۶ء ۳۷۵۔ احزاب ۹۴۷ء ۳۷۶۔ احزاب ۹۴۸ء ۳۷۷۔ احزاب ۹۴۹ء ۳۷۸۔ احزاب ۹۵۰ء ۳۷۹۔ احزاب ۹۵۱ء ۳۸۰۔ احزاب ۹۵۲ء ۳۸۱۔ احزاب ۹۵۳ء ۳۸۲۔ احزاب ۹۵۴ء ۳۸۳۔ احزاب ۹۵۵ء ۳۸۴۔ احزاب ۹۵۶ء ۳۸۵۔ احزاب ۹۵۷ء ۳۸۶۔ احزاب ۹۵۸ء ۳۸۷۔ احزاب ۹۵۹ء ۳۸۸۔ احزاب ۹۶۰ء ۳۸۹۔ احزاب ۹۶۱ء ۳۹۰۔ احزاب ۹۶۲ء ۳۹۱۔ احزاب ۹۶۳ء ۳۹۲۔ احزاب ۹۶۴ء ۳۹۳۔ احزاب ۹۶۵ء ۳۹۴۔ احزاب ۹۶۶ء ۳۹۵۔ احزاب ۹۶۷ء ۳۹۶۔ احزاب ۹۶۸ء ۳۹۷۔ احزاب ۹۶۹ء ۳۹۸۔ احزاب ۹۷۰ء ۳۹۹۔ احزاب ۹۷۱ء ۴۰۰۔ احزاب ۹۷۲ء ۴۰۱۔ احزاب ۹۷۳ء ۴۰۲۔ احزاب ۹۷۴ء ۴۰۳۔ احزاب ۹۷۵ء ۴۰۴۔ احزاب ۹۷۶ء ۴۰۵۔ احزاب ۹۷۷ء ۴۰۶۔ احزاب ۹۷۸ء ۴۰۷۔ احزاب ۹۷۹ء ۴۰۸۔ احزاب ۹۸۰ء ۴۰۹۔ احزاب ۹۸۱ء ۴۱۰۔ احزاب ۹۸۲ء ۴۱۱۔ احزاب ۹۸۳ء ۴۱۲۔ احزاب ۹۸۴ء ۴۱۳۔ احزاب ۹۸۵ء ۴۱۴۔ احزاب ۹۸۶ء ۴۱۵۔ احزاب ۹۸۷ء ۴۱۶۔ احزاب ۹۸۸ء ۴۱۷۔ احزاب ۹۸۹ء ۴۱۸۔ احزاب ۹۹۰ء ۴۱۹۔ احزاب ۹۹۱ء ۴۲۰۔ احزاب ۹۹۲ء ۴۲۱۔ احزاب ۹۹۳ء ۴۲۲۔ احزاب ۹۹۴ء ۴۲۳۔ احزاب ۹۹۵ء ۴۲۴۔ احزاب ۹۹۶ء ۴۲۵۔ احزاب ۹۹۷ء ۴۲۶۔ احزاب ۹۹۸ء ۴۲۷۔ احزاب ۹۹۹ء ۴۲۸۔ احزاب ۱۰۰۰ء ۴۲۹۔ احزاب ۱۰۰۱ء ۴۳۰۔ احزاب ۱۰۰۲ء ۴۳۱۔ احزاب ۱۰۰۳ء ۴۳۲۔ احزاب ۱۰۰۴ء ۴۳۳۔ احزاب ۱۰۰۵ء ۴۳۴۔ احزاب ۱۰۰۶ء ۴۳۵۔ احزاب ۱۰۰۷ء ۴۳۶۔ احزاب ۱۰۰۸ء ۴۳۷۔ احزاب ۱۰۰۹ء ۴۳۸۔ احزاب ۱۰۱۰ء ۴۳۹۔ احزاب ۱۰۱۱ء ۴۴۰۔ احزاب ۱۰۱۲ء ۴۴۱۔ احزاب ۱۰۱۳ء ۴۴۲۔ احزاب ۱۰۱۴ء ۴۴۳۔ احزاب ۱۰۱۵ء ۴۴۴۔ احزاب ۱۰۱۶ء ۴۴۵۔ احزاب ۱۰۱۷ء ۴۴۶۔ احزاب ۱۰۱۸ء ۴۴۷۔ احزاب ۱۰۱۹ء ۴۴۸۔ احزاب ۱۰۲۰ء ۴۴۹۔ احزاب ۱۰۲۱ء ۴۵۰۔ احزاب ۱۰۲۲ء ۴۵۱۔ احزاب ۱۰۲۳ء ۴۵۲۔ احزاب ۱۰۲۴ء ۴۵۳۔ احزاب ۱۰۲۵ء ۴۵۴۔ احزاب ۱۰۲۶ء ۴۵۵۔ احزاب ۱۰۲۷ء ۴۵۶۔ احزاب ۱۰۲۸ء ۴۵۷۔ احزاب ۱۰۲۹ء ۴۵۸۔ احزاب ۱۰۳۰ء ۴۵۹۔ احزاب ۱۰۳۱ء ۴۶۰۔ احزاب ۱۰۳۲ء ۴۶۱۔ احزاب ۱۰۳۳ء ۴۶۲۔ احزاب ۱۰۳۴ء ۴۶۳۔ احزاب ۱۰۳۵ء ۴۶۴۔ احزاب ۱۰۳۶ء ۴۶۵۔ احزاب ۱۰۳۷ء ۴۶۶۔ احزاب ۱۰۳۸ء ۴۶۷۔ احزاب ۱۰۳۹ء ۴۶۸۔ احزاب ۱۰۴۰ء ۴۶۹۔ احزاب ۱۰۴۱ء ۴۷۰۔ احزاب ۱۰۴۲ء ۴۷۱۔ احزاب ۱۰۴۳ء ۴۷۲۔ احزاب ۱۰۴۴ء ۴۷۳۔ احزاب ۱۰۴۵ء ۴۷۴۔ احزاب ۱۰۴۶ء ۴۷۵۔ احزاب ۱۰۴۷ء ۴۷۶۔ احزاب ۱۰۴۸ء ۴۷۷۔ احزاب ۱۰۴۹ء ۴۷۸۔ احزاب ۱۰۵۰ء ۴۷۹۔ احزاب ۱۰۵۱ء ۴۸۰۔ احزاب ۱۰۵۲ء ۴۸۱۔ احزاب ۱۰۵۳ء ۴۸۲۔ احزاب ۱۰۵۴ء ۴۸۳۔ احزاب ۱۰۵۵ء ۴۸۴۔ احزاب ۱۰۵۶ء ۴۸۵۔ احزاب ۱۰۵۷ء ۴۸۶۔ احزاب ۱۰۵۸ء ۴۸۷۔ احزاب ۱۰۵۹ء ۴۸۸۔ احزاب ۱۰۶۰ء ۴۸۹۔ احزاب ۱۰۶۱ء ۴۹۰۔ احزاب ۱۰۶۲ء ۴۹۱۔ احزاب ۱۰۶۳ء ۴۹۲۔ احزاب ۱۰۶۴ء ۴۹۳۔ احزاب ۱۰۶۵ء ۴۹۴۔ احزاب ۱۰۶۶ء ۴۹۵۔ احزاب ۱۰۶۷ء ۴۹۶۔ احزاب ۱۰۶۸ء ۴۹۷۔ احزاب ۱۰۶۹ء ۴۹۸۔ احزاب ۱۰۷۰ء ۴۹۹۔ احزاب ۱۰۷۱ء ۵۰۰۔ احزاب ۱۰۷۲ء ۵۰۱۔ احزاب ۱۰۷۳ء ۵۰۲۔ احزاب ۱۰۷۴ء ۵۰۳۔ احزاب ۱۰۷۵ء ۵۰۴۔ احزاب ۱۰۷۶ء ۵۰۵۔ احزاب ۱۰۷۷ء ۵۰۶۔ احزاب ۱۰۷۸ء ۵۰۷۔ احزاب ۱۰۷۹ء ۵۰۸۔ احزاب ۱۰۸۰ء ۵۰۹۔ احزاب ۱۰۸۱ء ۵۱۰۔ احزاب ۱۰۸۲ء ۵۱۱۔ احزاب ۱۰۸۳ء ۵۱۲۔ احزاب ۱۰۸۴ء ۵۱۳۔ احزاب ۱۰۸۵ء ۵۱۴۔ احزاب ۱۰۸۶ء ۵۱۵۔ احزاب ۱۰۸۷ء ۵۱۶۔ احزاب ۱۰۸۸ء ۵۱۷۔ احزاب ۱۰۸۹ء ۵۱۸۔ احزاب ۱۰۹۰ء ۵۱۹۔ احزاب ۱۰۹۱ء ۵۲۰۔ احزاب ۱۰۹۲ء ۵۲۱۔ احزاب ۱۰۹۳ء ۵۲۲۔ احزاب ۱۰۹۴ء ۵۲۳۔ احزاب ۱۰۹۵ء ۵۲۴۔ احزاب ۱۰۹۶ء ۵۲۵۔ احزاب ۱۰۹۷ء ۵۲۶۔ احزاب ۱۰۹۸ء ۵۲۷۔ احزاب ۱۰۹۹ء ۵۲۸۔ احزاب ۱۱۰۰ء ۵۲۹۔ احزاب ۱۱۰۱ء ۵۳۰۔ احزاب ۱۱۰۲ء ۵۳۱۔ احزاب ۱۱۰۳ء ۵۳۲۔ احزاب ۱۱۰۴ء ۵۳۳۔ احزاب ۱۱۰۵ء ۵۳۴۔ احزاب ۱۱۰۶ء ۵۳۵۔ احزاب ۱۱۰۷ء ۵۳۶۔ احزاب ۱۱۰۸ء ۵۳۷۔ احزاب ۱۱۰۹ء ۵۳۸۔ احزاب ۱۱۱۰ء ۵۳۹۔ احزاب ۱۱۱۱ء ۵۴۰۔ احزاب ۱۱۱۲ء ۵۴۱۔ احزاب ۱۱۱۳ء ۵۴۲۔ احزاب ۱۱۱۴ء ۵۴۳۔ احزاب ۱۱۱۵ء ۵۴۴۔ احزاب ۱۱۱۶ء ۵۴۵۔ احزاب ۱۱۱۷ء ۵۴۶۔ احزاب ۱۱۱۸ء ۵۴۷۔ احزاب ۱۱۱۹ء ۵۴۸۔ احزاب ۱۱۲۰ء ۵۴۹۔ احزاب ۱۱۲۱ء ۵۵۰۔ احزاب ۱۱۲۲ء ۵۵۱۔ احزاب ۱۱۲۳ء ۵۵۲۔ احزاب ۱۱۲۴ء ۵۵۳۔ احزاب ۱۱۲۵ء ۵۵۴۔ احزاب ۱۱۲۶ء ۵۵۵۔ احزاب ۱۱۲۷ء ۵۵۶۔ احزاب ۱۱۲۸ء ۵۵۷۔ احزاب ۱۱۲۹ء ۵۵۸۔ احزاب ۱۱۳۰ء ۵۵۹۔ احزاب ۱۱۳۱ء ۵۶۰۔ احزاب ۱۱۳۲ء ۵۶۱۔ احزاب ۱۱۳۳ء ۵۶۲۔ احزاب ۱۱۳۴ء ۵۶۳۔ احزاب ۱۱۳۵ء ۵۶۴۔ احزاب ۱۱۳۶ء ۵۶۵۔ احزاب ۱۱۳۷ء ۵۶۶۔ احزاب ۱۱۳۸ء ۵۶۷۔ احزاب ۱۱۳۹ء ۵۶۸۔ احزاب ۱۱۴۰ء ۵۶۹۔ احزاب ۱۱۴۱ء ۵۷۰۔ احزاب ۱۱۴۲ء ۵۷۱۔ احزاب ۱۱۴۳ء ۵۷۲۔ احزاب ۱۱۴۴ء ۵۷۳۔ احزاب ۱۱۴۵ء ۵۷۴۔ احزاب ۱۱۴۶ء ۵۷۵۔ احزاب ۱۱۴۷ء ۵۷۶۔ احزاب ۱۱۴۸ء ۵۷۷۔ احزاب ۱۱۴۹ء ۵۷۸۔ احزاب ۱۱۵۰ء ۵۷۹۔ احزاب ۱۱۵۱ء ۵۸۰۔ احزاب ۱۱۵۲ء ۵۸۱۔ احزاب ۱۱۵۳ء ۵۸۲۔ احزاب ۱۱۵۴ء ۵۸۳۔ احزاب ۱۱۵۵ء ۵۸۴۔ احزاب ۱۱۵۶ء ۵۸۵۔ احزاب ۱۱۵۷ء ۵۸۶۔ احزاب ۱۱۵۸ء ۵۸۷۔ احزاب ۱۱۵۹ء ۵۸۸۔ احزاب ۱۱۶۰ء ۵۸۹۔ احزاب ۱۱۶۱ء ۵۹۰۔ احزاب ۱۱۶۲ء ۵۹۱۔ احزاب ۱۱۶۳ء ۵۹۲۔ احزاب ۱۱۶۴ء ۵۹۳۔ احزاب ۱۱۶۵ء ۵۹۴۔ احزاب ۱۱۶۶ء ۵۹۵۔ احزاب ۱۱۶۷ء ۵۹۶۔ احزاب ۱۱۶۸ء ۵۹۷۔ احزاب ۱۱۶۹ء ۵۹۸۔ احزاب ۱۱۷۰ء ۵۹۹۔ احزاب ۱۱۷۱ء ۶۰۰۔ احزاب ۱۱۷۲ء ۶۰۱۔ احزاب ۱۱۷۳ء ۶۰۲۔ احزاب ۱۱۷۴ء ۶۰۳۔ احزاب ۱۱۷۵ء ۶۰۴۔ احزاب ۱۱۷۶ء ۶۰۵۔ احزاب ۱۱۷۷ء ۶۰۶۔ احزاب ۱۱۷۸ء ۶۰۷۔ احزاب ۱۱۷۹ء ۶۰۸۔ احزاب ۱۱۸۰ء ۶۰۹۔ احزاب ۱۱۸۱ء ۶۱۰۔ احزاب ۱۱۸۲ء ۶۱۱۔ احزاب ۱۱۸۳ء ۶۱۲۔ احزاب ۱۱۸۴ء ۶۱۳۔ احزاب ۱۱۸۵ء ۶۱۴۔ احزاب ۱۱۸۶ء ۶۱۵۔ احزاب ۱۱۸۷ء ۶۱۶۔ احزاب ۱۱۸۸ء ۶۱۷۔ احزاب ۱۱۸۹ء ۶۱۸۔ احزاب ۱۱۹۰ء ۶۱۹۔ احزاب ۱۱۹۱ء ۶۲۰۔ احزاب ۱۱۹۲ء ۶۲۱۔ احزاب ۱۱۹۳ء ۶۲۲۔ احزاب ۱۱۹۴ء ۶۲۳۔ احزاب ۱۱۹۵ء ۶۲۴۔ احزاب ۱۱۹۶ء ۶۲۵۔ احزاب ۱۱۹۷ء ۶۲۶۔ احزاب ۱۱۹۸ء ۶۲۷۔ احزاب ۱۱۹۹ء ۶۲۸۔ احزاب ۱۲۰۰ء ۶۲۹۔ احزاب ۱۲۰۱ء ۶۳۰۔ احزاب ۱۲۰۲ء ۶۳۱۔ احزاب ۱۲۰۳ء ۶۳۲۔ احزاب ۱۲۰۴ء ۶۳۳۔ احزاب ۱۲۰۵

کمان ہونی کو تو ہو گیا لیکن حضرت زینب کو یہ رشتہ پسند نہ تھا۔ انھوں نے کہا جس سے پہلے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تھا لا ارضناک بنفسی بلہ دین انکو اپنے لیے پسند نہیں کرتی (صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیل ارشاد منظور تھی) اسلئے تقریباً ایک سال تک نباہا کر اس کے بعد ناگوار بیان بڑھتی گئیں اور حضرت زینب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ ان یزیدت اشتد علی لسانھا وانما کہ زینب مجھے زبان درازی کرتی ہیں میرا ارادہ اُردیدان اطلقھا۔ ہے کہ انکو طلاق دے دوں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکو سمجھاتے رہے کہ طلاق نہ دین۔ قرآن مجید میں اسی ذائقہ کی طرف اشارہ ہے
وَادْعُوا لِلَّذِي اتَّعَمِدَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَادْعُوا لِمَا كُنْتُمْ تَدْعُونَ
اور جبکہ تم اس شخص سے جیڑاؤ گے اور تم سے احسان کیا جکتے تھے کہ اپنی بیوی کو نکاح میں رکھو
وَأَتَى اللَّهَ وَدَعَا لِمَا كُنْتُمْ تَدْعُونَ

مگر نباہ نہ ہو سکا۔ حضرت زینب نے حادثہ نے حضرت زینب کو طلاق دے دی۔ جب حضرت زینب طلاق کی عدت پوری کر چکیں تو اس خیال سے کہ وہ آپ کی بہن ہونیکے علاوہ آپ ہی کے زیر تربیت سن شعور کو پہنچی تھیں اور آپ ہی کے حکم سے زید کے نکاح میں آئیں آپ نے اس میں انکی دیکھ کر خود نکاح کرنا چاہا، ہوتا تھا کہ رسوم جاہلیت کا اثر باقی تھا اور منی کی وہی حیثیت سمجھی جاتی تھی جو اصلی بیٹے کی ہوتی ہے۔ حضرت زید تبذیت کے رشتہ سے زید بن محمد مشہور تھے، اس لیے منافقوں نے اعتراض کا خیال وجہ تامل ہوا پھر یہ آیت نازل ہوئی۔

وَتَحْقِقْ فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ
تو اپنے دل میں وہ بات چلے ہو جسکو خدا ظاہر کر دینے
وَتَحْقِقْ النَّاسَ وَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَاهُ
فاللہ ہے اور لوگوں سے ڈوئے ہو مالا کہ خدا ہی دراز تر ہے
اللہ تعالیٰ نے ایک تو دل سے یہ خطرہ نکال دیا دوسرے کھلے لفظوں میں منافقوں کو یہ مسکت جواب دیا۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ
محمد تم میں سے کسی مرد کے باپ نہ ہوئے،
أَوْ رُءُوفًا كَبَّاءَ رِجُلٍ
لوگوں کو ان کے باپ کے نام سے پکارو،

۱۔ طبقات ج ۲ ص ۱۷۲ فتح الباری تفسیر سورہ احزاب و طبقات ج ۲ ص ۱۷۲ استیعاب
ج ۲ ص ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱

اب کوئی امر مانع نہ تھا آپ نے حضرت زید سے فرمایا کہ تم جاؤ اور زینب کو میرے نکاح کا
پیام دو حضرت زید حضرت زینب کے گھر آئے اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم سے نکاح کرنا
چاہتے ہیں، حضرت زینب بولیں، جب تک خدا کا حکم نہ ہو ابھی میں کچھ نہیں کہہ سکتی۔ یہ بول
دیکر مسجد کا رخ کیا اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔
فَلَمَّا قَضَىٰ زَيْدٌ مِنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَاكَهَا

چونکہ حکم الہی ہو چکا تھا اب کوئی امر ایسا نہ تھا کہ استحکام ازدواج میں حائل ہوتا اس لیے نکاح
کی تکمیل ہو گئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بغیر انتظار اجازت حضرت زینب کے پاس آئے جلنے لگے
ولیمہ میں گوشت۔ دلی کا انتظام کیا گیا تھا جو مسلمانوں نے شکم سیر ہو کر کھایا۔ ولیمہ کے
بعد ہی آیت حجاب نازل ہوئی جسکی صورت یہ ہوئی کہ کھانے کے بعد لوگ باتوں میں مشغول
ہو گئے آپ حضرت زینب کے گھر میں تشریف رکھتے تھے ان لوگوں کے سبب سے بار بار
آتے اور پھر چلے جاتے اخلاقاً کچھ نہ فرماتے اس پر یہ آیت اتری۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا
بِمَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَدْخُلُوا
طَعَامَ غَيْرِ مَنَظَرٍ مِّنْهُ وَلَا كُنْ
إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا إِذَا طُعِمْتُمْ
فَاثْبُتُوا وَلَا تَسْتَأْذِنُوا لِحَدِيثِ
إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَعِ
يُكُومُ مَنَظَرًا مِّنْهُ لَوْ هُم مِّنْ
وَسَاءِ عِجَابٍ

اے ایمان والو! نبی کے گھر نہ آؤ مگر اس صورت میں
تو کھانے کا اذن دیا جائے اس کے برتنوں پہ نظر
ڈالے بغیر (آسکتے ہو) لیکن جب تک دعوت دیکھ
تو اجاداد جب کھا کر پیٹے جاؤ اور باتوں میں
دنگ جاؤ کیونکہ تمہارا یہ فعل نبی کو تکلیف دیتا ہے
اور وہ تم سے بسبب شرم کے کچھ نہیں کہتا اگر اللہ کا
حق بات کہنے سے کوئی شرم نہیں اور جب تم اللہ
دینی کی بیبیوں سے کچھ مانگو تو ان سے ہر
کی آہٹ سے مانگو

آپ نے دروازہ پر پردہ لٹکا دیا اور لوگوں کو گھر کے اندر جانے کی ممانعت
یہ واقعہ وہی قعدہ رشہ پر کا ہے،

ابن اثیر نے لکھا ہے کہ حضرت زینب دیگر ازدواج کے مقابلہ میں اپنے نکاح پر
کتنی تعین اور کہا کرتی تھیں میرا عقد اللہ تعالیٰ نے آسمان پر کیا ہے اور میرے نکاح

آنحضرت صلعم نے گوشت روٹی سے ولیمہ کیا ہے

ابن سعد اس ولیمہ کی خصوصیت ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

مَا آدَمَتْ سَوَّلَ اللَّهُ صَلَّعُمْ عَلَى شَيْءٍ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّعُمْ نَظَرِيْ بِيُوْى كَاوَلِيْمَ اسْمَا
مِنْ نَسَائِهِ مَا آدَمَتْ عَلَى سَائِمْ يَنْتَبِ
اَوْ كَمْ بَشَاةً۔
کا ولیمہ کیا ان کا ولیمہ بکری کے گوشت سے کیا۔

محمد بن عمر کی روایت ہے کہ ایک دن حضرت زینب نے جناب رسالت مآب صلعم سے کہا یا رسول اللہ میں آپ کی کسی بیوی کی طرح نہیں ہوں، ان میں سے کوئی عورت ایسی نہیں جسکا نکاح باپ یا بھائی یا خاندان کی ولایت میں نہ ہوا ہو سوائے میرے کہ مجھے اللہ نے آسمان سے آپ کی زوجیت میں دیا ہے

مذکورہ روایتیں گویا حضرت زینب کی خصوصیات نکاح کا مظہر ہیں جن میں ان کا کوئی شریک نہیں۔ حضرت عائشہ اسی خیال سے حضرت زینب کے متعلق فرماتی تھیں۔

ہی التی کانت تساومنی من اذواج مسادات کا دعوی تھا،
النبی،

اور حقیقت بھی یہی ہے کہ انکو اس دعوی کا حق تھا کیونکہ ان کے اس نکاح سے بعض رسوم جاہلیت کی بجائی ہو گئی مثلاً پہلے نام خیال تھا کہ متبے اعلیٰ اولاد کا حکم رکھتا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری نبی کے ذریعہ سے اس کی عملی اصلاح کی، آزاد و غلام کا امتیاز اٹھ گیا اور حضرت زید کو خاندان ہاشم میں مساوات کی تکمیل کا مظہر بنایا گیا۔ سب پر دگی کی کردہ رسم موقوف ہوئی اور پردہ کا عام حکم مسلمانوں کو پہنچایا گیا۔

اخلاق و عادات حضرت زینب میں جو اخلاقی خصوصیات پائی جاتی ہیں کم عورتیں ایسی ہونگی جو اس میں انکی شریک ہوں۔ باوصف اسکے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اکثر نکاح عرفانہ مقابلہ رہتا تھا اور مقتضائے طبیعت بشری ایک حد تک رشک و رقابت کا بھی تعلق تھا لیکن واقعہ انک میں جب حضرت عائشہ کے متعلق ان سے رہے طلب کی گئی تو انہوں نے نہایت عفتائی سے کہا کہ میں ان میں بھلائی کے سوا کچھ نہیں جانتی۔ انور کیا جائے تو عورت جیسی کمزور فطرت کے لیے یہ بڑا نازک وقت تھا علاوہ مذکورہ تعلقات کے ایک بات

صرف کر دیے۔

آپ نہایت خاشع و خاضع اور عبادت گزار بیوی تھیں، ایک موقع پر صاحبزادے کے گرد بیٹھ کر حضرت صلعم مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے، یہ بیچ بین بول اٹھیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جھڑک دیا کہ دخل در معقولات نہ کریں آپ نے فرمایا عمر اسے کچھ نہ کہو یہ آواز دینی برتری عابد و زاہد ہیں۔

فضائل و مناقب حضرت زینب کے فضائل کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ حضرت عائشہ حبیبیہ سلیم القہم اور عظیم المرتبت بیوی ان کے اوصاف میں رطب اللسان ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کے حالات زندگی کا جس غائر نظر سے مطالعہ کیا تھا، کتب احادیث اسکی شاہد ہیں ہم بیان بعض اقوال حضرت عائشہ کے اپنے بیان کی تائید میں پیش کرتے ہیں۔
موسی بن طارق اپنی روایت میں لکھتے ہیں کہ حضرت عائشہ نے حضرت زینب کا ذکر

کیا تو بولیں

لَمْ تَكُنْ إِصْرًا خَيْرًا مِنْهَا فِي الدِّينِ
وَأَتَقَى اللَّهُ تَعَالَى وَأَصْدَقَ حَدِيثًا
وَأَوْصَلَ لِلرَّحِمِ وَأَعْظَمَ صِدْقَةً
وَأَشَدَّ بَيْتًا لِلنَّفْسِهَا فِي الْعَمَلِ
الَّذِي تَصْدُقُ بِهِ وَتَقْرُبُ بِهِ

ایک اور موقع پر علامہ بن عبد البر نے حضرت عائشہ کے یہ الفاظ نقل کیے ہیں
ہمارا گیت امر ہے قَطُّ خَيْرٌ أَمَّا الدِّينِ
من زینب
میں نے مذہبی نقطہ نظر سے حضرت زینب سے بہتر
کبھی کوئی عورت نہیں دیکھی۔

محمد بن عمر نے موسی بن محمد کے سلسلہ سے حضرت عائشہ کا یہ قول نقل کیا ہے۔
يَرْحَمُ اللَّهُ مَنْ كُنِبَتْ بِنْتُ حُجْرٍ لَعَنَ
نَالَتْ فِي هَذَا الدُّنْيَا الشَّرَفَ لَا يَبْلُغُهُ
شَرَفُ أَنْ تَكُنَّ مِنَ الْوَحْشِ أَمِيَّةً فِي الدُّنْيَا
وَنُطْقًا بِهِ الْقُرْآنَ
اللہ زینب بنت حُجْر پر رحم کرے، اواقی انکو دنیا میں
بے نظیر مرتبہ حاصل ہوا، اللہ نے اپنے نبی سے انکو
بیاہ دیا اور ان کے سبب سے قرآن کی تعبیر
آئین ترین ہے۔

سہ ماہی ج ۲ ص ۲۰۲ ایضاً سہ ماہی ج ۲ ص ۲۵۴ ایضاً طبقات ج ۸ ص ۶۹

حضرت ام سلمہ کا ارشاد ہے،

كَانَتْ صَالِحَةً ضَوْأَمَةً قَوَّامَةً

وفات یہ عہد خلافت حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلمہ مین دنیا کو خیر باد کہا اسی سال مصر فتح ہوا تھا۔ وفات کے وقت آپ کی عمر تریس سال کی تھی یہ روایت حافظ ابن حجر نے لکھی ہے اور اسی طرف عام مورخین کا رجحان ہے مگر وقادی کی رائے ہے کہ حضرت زینب کی کل مدت حیات ۵۰ سال ہے جو اکثریت کے خلاف ہے۔

حضرت زینب کی فیاضانہ روش آخر تک قائم رہی جب انتقال ہوا ہے تو آپ کے پاس کچھ نہ تھا، سب کچھ صدقہ کر چکی تھیں، صرف ایک مکان انکی یادگار تھا جو ولید بن عبدالملک نے پچاس ہزار درہم مین ان کے اعزہ سے خرید کر مسجد نبوی مین ملا دیا۔
آپ نے مرنے سے قبل تاکید کر دی تھی کہ مین نے اپنا کفن تیار کر لیا ہے شاید عمر میرے لیے کفن بھیجیں اگر ایسا ہو تو ایک کفن صدقہ مین دیدینا، (طبقات ج ۸ ص ۷۷)

آپ نے یہ بھی وصیت کی تھی کہ ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تابوت پر مجھ کو اٹھایا جائے“ اس سے پہلے حضرت ابو بکر صدیق کو اس تابوت پر قبر تک پہنچایا جا چکا تھا یہ پہلی خاتون تھیں جو حضرت ابو بکر کے بعد تابوت نبوی پر اٹھائی گئیں۔

حضرت عمرؓ نے نماز جنازہ پڑھائی، جنت البقیع مین دفن ہوئیں، عقیل اور ابن خنیس کی قبروں کے درمیان انکا مزار تیار ہوا، اس دن گرمی بہت شدت کی تھی، حضرت عمرؓ نے جہان قبر کھد رہی تھی خیمہ لگوادیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ پہلا خیمہ تھا جو بقیع مین قبر پر نصب ہوا۔
دفن کے وقت حضرت عمرؓ نے ازواج مطہرات سے دریافت کرایا کہ جناب زینب کی قبر مین کون اترے، جواب آیا کہ جو ان کی زندگی مین ان کے پاس آتا جاتا رہا۔
چنانچہ حضرت عمرؓ کے حکم سے محمد بن عبداللہ بن جحش، اسامہ ابن زید عبداللہ بن ابی اسامہ بن جحش، اور محمد بن طلحہ نے قبر مین اتارا، یہ سب حضرت زینب کے رشتہ دار تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان کی وفات کا زیادہ صدمہ تھا جب حضرت زینب کا انتقال ہوا تو کہنے لگیں۔

لے اصابع ۲ ص ۱۰۱ لے استیعاب ج ۲ ص ۵۵ لے اصابع ج ۲ ص ۴۰۳ لے طبقات ج ۸ ص ۸۱

لے اصابع ج ۸ ص ۸۰ لے ایضاً ص ۷۷ لے ایضاً ص ۸۱

ذَہَبَتْ حَمْدُہٗ فَتَعْدُ مَفْرَعًا لِّیَسَّاهِی - وہ نیکوئی بے مثل بیوی ملی گئیں اور تیا می دیوگان
دلا لرا کو بچین کر گئیں لہ

حدیث اَسْتَرْعُنَّ لِحَوْقَ ابِی اِطُو لکن یداً

حضرت زینب کے متعلق بہت مشہور ہے اور انکی خصوصیات سے ہے اس کی تفصیل
یہ ہے کہ یہ رسول اللہ صلم نے وفات سے قبل ازواج کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ تم میں سے
جسکا ہاتھ سب سے بڑا ہو گا وہی سب سے پہلے مجھ سے ملیگا، دراصل ہاتھ کی بڑائی سے فیاضی
مقصود تھی، ازواج نے حقیقی معنی ملحوظ رکھے۔ جب سب یکجا ہوئیں۔ ایک دوسرے کے ہاتھ ناپا
کر تیں، جب تک حضرت زینب کی وفات نہ ہوئی تھی اسوقت تک یہی ہوا کرتا تھا۔ پھر غور کیا
تو اصل مدعا رسول اللہ کا سمجھ میں آیا۔ چنانچہ حضرت عائشہ نے اس حدیث کی تشریح میں فرمایا۔
کَا نَتْ اِطُو لَنَا یدُ اِسْتَرْعُنَّ کَا نَتْ لَہَا
ہم میں سب سے زیادہ بے ہاتھ والی حضرت زینب
کانت تغل بید و تصدق، تھیں کیونکہ وہ اپنے ہاتھ کی کمائی سوسدہ کرتی تھیں لہ



آٹم المومنین حضرت جویریہ بنت حارث

نام و نسب جویریہ نام تھا اور بنی خزاعہ کے خاندان مصطلق سے تعلق رکھتی تھیں آپ کا نسب یہ ہے جویریہ بنت حارث بن ابی صرار بن حبیب بن عائد بن مالک بن جذیمہ بن مصطلقؓ

پہلا نکاح پہلا نکاح مسافع بن صفوان مصطلق سے ہوا تھا۔ جوان کا ابن عم تھا اور ابن ذبی الشفر کے نام سے زیادہ مشہور تھا۔

نکاح ثانی و دیگر حالات غزوہ مریض جو بنی مصطلق کی جنگ کا دوسرا نام ہے شہدہ ہون اور بقول بعض شہدہ مین ہوا تھا، حضرت جویریہ اسی جنگ کی غنیمت مین ہاتھ آئیں تھیں جب اموال غنیمت کی تقسیم ہوئی تو آپ ثابت بن قیس کے حصہ مین آئیں، چونکہ نازک مزاج خوب رو اور سردار قبیلہ کی بیٹی تھیں لہذا بنی بکر ہٹا گوارا نہ ہوا، ثابت سے مکاتبت کی درخواست کی وہ راضی ہوئے تو آنحضرت صلم سے عرض کیا کہ مین بتلائے مصیبت ہوں، اپنے تئیں آزاد کرانا چاہتی ہوں، آپ میری امداد فرمائیے، ارشاد ہوا کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ مین تمہارا آزاد کرنا بہت ادا کر دوں اور تم سے نکاح کروں، جویریہ نے کہا بہتر ہے آنحضرت صلم نے رد یہ دیکر نکاح کر لیا، جب یہ حال مسلمانوں کو معلوم ہوا تو انھوں نے بنو مصطلق کے سارے قیدی آزاد کر دیئے کیونکہ اب قربت نبوی کا پاس مانع تھا، ابن اثیر نے لکھا ہے کہ اس تقریب سے بنو مصطلق کے نوجوانان آزاد کی کی دولت سے بہرہ مند ہوئے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت جویریہ کو اس خصوصیت پرستی تحین قرار دیتی ہیں اور فرماتی ہیں۔

ما س اکث اعر و عا عظمہ جرکۃ مین نے کسی عورت کو جویریہ سے زیادہ اپنی آفتاب منہا علی قومہا کے لیے دجہ برکت نہیں دیکھا۔

عام حالات رسول اللہ کے نکاح مین آنے کے کچھ دن بعد، حارث بن ابی صرار انبیرا راہ طبقات ج ۸ ص ۲۷۸، استیاب ج ۲ ص ۳۱، سلسلہ اسنادناہ ج ۵ ص ۳۰، سلسلہ ایضاً

کے کہ انکی بیٹی حرم نبوی میں داخل ہو گئی ہے، اموال و اسباب اونٹوں پر بار کر کے حضرت جویریہ کی رہائی کے لیے مدینہ روانہ ہوئے راستہ میں مقام عقیق پر اپنے اونٹ چرنے کے لیے چھوڑ دیے، ان میں سے دو اونٹ انکو بہت پسند تھے ایسے انکو سی گھاٹی میں چھپا دیا۔ مدینہ پہنچ کر جناب رسالت مآب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا "تم میری بیٹی کو قید کر لائے ہو اسکا فدیہ مجھے ملے لو اور اسکو میرے ساتھ کر دو" پھر حرمال اور اونٹ وغیرہ فدیہ دینے کے لیے لائے تھے پیش کرنے لگے آپ نے دریافت فرمایا "وہ دو اونٹ کہاں ہیں جنکو تم عقیق کی گھائیوں میں چھپا آئے ہو؟"

حادث پر اس اطلاع کا بڑا اثر ہوا اور وہ فوراً مسلمان ہو گیا اب اسکو معلوم ہوا کہ جس بیٹی کو چھڑا مے کے لیے اس نے اتنی زحمت اٹھائی ہے، وہ حرم نبوی کی روٹی بنی ہوئی ہے، بہت خوش ہوا اور بڑی مسرت کے ساتھ اپنی بیٹی سے ملکر ہنسی خوشی معاہدہ اپنی قوم کے گھر روانہ ہوا۔

پہلے حضرت جویریہ کا نام بڑہ تھا، آپ نے بدکار جویریہ رکھا کیونکہ پہلے نام میں ایک طرح کی بد شگون پائی جاتی تھی اور خود شائی کا پہلو نکلتا تھا، ابن عباس کی روایت میں ہے کہ کہ آن یقال خیر من عند ہوہ، یعنی آپ کو یہ کہنا ناپسند تھا کہ برہ کے پاس سے چلے آئے،

گر ہمارے میں اس تو جیہ کے مقابلہ میں آیہ لا تُرکوا أنفسکم کی تاویل زیادہ مناسب ہے۔

ابن سعد نے حضرت جویریہ کا مہر یہ بتلایا ہے۔
وَجَعَلَ صَدَاقَهَا عَتَقَ كُلِّ مَمْلُوكٍ مِنْ بَنِي الْمُصْطَلِقِ
بنو مصطلق کے تمام قیدیوں کی آزاد دی انکا مہر قرار پائی تھی۔

حضرت جویریہ جو وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں جو ان تین صورت اچھی پائی تھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کا حلیہ اس طرح بیان کیا ہے،

كانت جویریة علیہا حلوة وصالحة
جویریہ میں ملاحت و ملاحت دونوں وصف تھے
لا یدعی اھا احد الا وقعت فی نفسہم
جو شخص انکو دیکھتا اپنے دل میں جگہ دیتا،

سہ اسد الغابہ ص ۸۴، اللہ العشاء، ص ۲۳۱، استیاب ج ۲ ص ۷۳۱،

اخلاق و عادات آپ بہت خود را تعین، عزت نفس کا بے انتہا خیال رکھتی تھیں چنانچہ اپنی آزادی کے لیے جدوجہد اسکا کافی ثبوت ہے، ازہر و عبادت سے بہت شغف تھا اکثر روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور انکو تسبیح و تمایل میں مصروف پایا صاحب اسراف نامہ نے لکھا ہے کہ ”نبی صلی اللہ علیہ وسلم جویریہ کے پاس آئے وہ عبد بن قیس دوپہر کے قریب دوبارہ پھر تشریف لائے اور ان سے فرمایا تم ہمیشہ اسی حالت میں رہتی ہو کہا ”ہاں“ فرمایا میں تمکو ایسے کلمے دے سکھلا دوں جن کا کہہ لینا تمہاری نفل عبادت سے زیادہ ترجیح رکھتا ہے، پھر آپ نے یہ کلمات تعلیم فرمائے،

سبحان اللہ سبحان اللہ عدا دخلقه سبحان اللہ عدا دخلاته سبحان اللہ
رضی نفسہ سبحان اللہ مرضی نفسہ سبحان اللہ رزقہ عرشہ سبحان اللہ
منہ عرشہ سبحان اللہ مداد کلماتہ سبحان اللہ مداد کلماتہ
ابن سعد کی روایت ہے کہ جمعہ کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جویریہ کے پاس آئے اس دن وہ روزہ سے تھیں۔ آپ چونکہ ایک روزہ رکھنا کر وہ خیال فرماتے تھے اس لیے دریافت کیا ”تم نے کل روزہ رکھا تھا بولیں“ نہیں ”پھر فرمایا، کل ارادہ ہے کہا“ نہیں“ ارشاد ہوا تو تم افطار کر لو،

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان سے بہت محبت فرماتے تھے ایک مرتبہ تشریف لائے تو پوچھا ”کچھ کھانا ہے“ جواب دیا، ”میری کینز نے صدقہ کا گوشت دیا تھا وہی رکھا ہے اس کے سوا اور کچھ نہیں“ فرمایا اے آؤ کیونکہ صدقہ جبکہ دیا گیا تھا اسکو ہرج چکا۔

وفات حضرت جویریہ نے ہجر ۶۵ سال ۹ شہرہ ذی قعات پائی، بروایت محمد بن عمران سال وفات ۹ شہرہ ہے جو امیر معاویہ کا عہد خلافت ہے، ماہ ربیع الاول میں انتقال ہوا، مروان بن حکم نے جو اس زمانہ میں مدینہ کا والی تھا نماز جنازہ پڑھائی، بیسچہ میں دفن کیا گیا آپ بڑی فضل و کمال والی بیوی تھیں چند احادیث بھی، آنحضرت سے روایت کی ہیں۔ سب ذیل بزرگوں نے ان سے حدیث بیان کی ہے،

ابن عباس، جابر، ابن عمر، عبید بن السباق، طفیل، البراء بن مرثد، حباب بن کرب، ابن مصطلق، عبداللہ بن شداد بن الہار۔

۱۰۱ھ اسراف نامہ ج ۲ ص ۲۱۱ ۱۱۱ھ لیاقت ج ۲ ص ۲۱۱ ۱۱۱ھ لیاقت ج ۲ ص ۲۱۱ ۱۱۱ھ لیاقت ج ۲ ص ۲۱۱

ام المومنین حضرت ام حبیبہ

نام و نسب رملہ نام ہے اور یہی مشہور ہے، بعض کے نزدیک ہند ہے مگر بہ نسبت نام کے آپ کی کنیت، ام حبیبہ زیادہ معروف ہے۔ ان کی والدہ صفیہ بنت ابی العاص تھیں جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی سگی بھوپھی تھیں، اور باپ کا نام ابوسفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس تھا۔

ولادت بعثت نبویؐ سے سترہ سال قبل پیدا ہوئیں۔

نکاح آپ کا پہلا نکاح عبید اللہ بن جحش بن رباب سے ہوا جو بنی اسد بن خزیمہ کے خاندان سے تھے اور حرب بن امیہ کے حلیف تھے۔

ہجرت اسلام اپنے شوہر کے ساتھ مسلمان ہوئیں اور ساتھ ہی ہجرت کر کے حبشہ چلی گئیں، یہاں پہونچ کر عبید اللہ کے صلب سے ان کی لڑکی حبیبہ پیدا ہوئی، جسکے نام سے آپ ام حبیبہ مشہور ہوئیں۔

کچھ دنوں کے بعد عبید اللہ نے ترک اسلام کر کے عیسائی مذہب اختیار کیا، عبد اللہ کے ارشاد سے پہلے حضرت ام حبیبہ نے شوہر کو نہایت بدنامی صورت میں دیکھا بہت گھبرائیں اور ولین کہنے لگیں کہ یقیناً اس کی حالت خراب نظر آتی ہے، صبح ہوئی تو عبید اللہ نے ان سے کہا، ”ام حبیبہ! میں نے مذہب کے معاملہ میں غور کیا تو مجھے نصرانیت سے بہتر کوئی مذہب نہ معلوم ہوا گو میں پہلے مسلمان ہو چکا ہوں لیکن اب پھر عیسائی ہوتا ہوں، حضرت ام حبیبہ نے بہت ملامت کی اور اپنا خواب بھی بیان کیا مگر اسپر کوئی اثر نہ ہوا، وہ آخر تک عیسائی رہا، چونکہ زندان زندگی بسر کرتا تھا، شراب خواری کے عالم میں مر گیا۔

نکاح ثانی اب حضرت ام حبیبہ تنہا تھیں اور حبشہ میں بیوگی کے دن کاٹ رہی تھیں، عدت پوری ہو گئی تو جناب رسالتؐ نے نکاح کا پیغام دینے کے لیے عمرو بن امیہ غمری کو بجاشی

شاہ حبش کے پاس بھیجا، ان کے پہنچنے ہی سچا شہی نے ابرہہ اپنی فوج کی سربراہی سے حضرت
ام حبیبہ کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیام پہنچایا اور کہلا دیا کہ آنحضرت نے مجھ کو تمہارے
نکاح کے لیے لکھا ہے، تم اپنا کوئی ذکیل مقرر کرو کہ یہ تقریب انجام پائے۔ حضرت ام حبیبہ
نے اس کے صلہ میں ابرہہ کو دو چاندی کے کنگن، دو پادون کے چھلے اور تقریٰ انگوٹھیاں
عنایت کیں، خالد بن سعید کو اسکی اطلاع کر دی اور انہیں کو اپنا ذکیل بنایا، جب شام
ہوئی تو سچا شہی نے وہاں کے مسلمانوں اور جعفر بن ابی طالب کو بلا کر خود نکاح چڑھایا
اور چار سو دینار مہر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے خالد بن سعید کو ادا کیے۔ جب مراسم نکاح سے
فراغت ہو گئی اور لوگ اٹھ کر جانے لگے تو خالد بن سعید نے ٹھہرایا کہ انبیاء کی سنت یہ ہے کہ
نکاح کرتے ہیں تو کھانا بھی کھاتے ہیں، پھر سب کو کھانا کھلا کر رخصت کیا۔

یہ نکاح سلسلہ ہیا مسند میں ہوا اسوقت حضرت ام حبیبہ ۳۶ یا ۳۷ سال کی ہوئی
نکاح کے بعد جازین بیٹھ کر روانہ ہوئیں۔ اور مدینہ کی بندرگاہ میں اتریں اسوقت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم خیر میں تشریف فرما تھے۔

نکاح کی روایت طبقات اور مسند وغیرہ صحیح کتب سیر سے ماخوذ ہے اور اسکی صحت پر
کوئی کلام نہیں لیکن مہر کی تعداد سہو روایت پر مبنی معلوم ہوتی ہے، علامہ ابن عبد البر
اصح بن حنبل وغیرہ محققوں نے قابل وثوق ذرائع سے لکھا ہے کہ ازدواج مطہرات اور صاحبزادوں
کا مہر چار چار سو درہم تھا اور اس میں بہت کم اختلاف ہے، اس بنا پر مہر کی تعداد اس
اعتبار نہیں۔

اخلاق حضرت ام حبیبہ بڑے مستحکم ایمان کی قانون عقین اور اس خصوص میں وہ اپنے
کسی عزیز و قریب کی رعایت نہ کرتی تھیں ان کے باپ ابوسفیان کفر کے زمانہ میں آنحضرت
کے پاس مدینہ آئے کہ میعاد صلح کی توسیع کے متعلق سلسلہ جنبا بی کہیں۔ بیٹی کو بھی دیکھنے کے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر مبارک پر بیٹھنے لگے، حضرت ام حبیبہ نے سمجھنا اٹھ دیا اس پر آپ کا
گوارا نہ کیا۔ ابوسفیان سخت ناراض ہوئے بوسے بیٹی اچھٹو اچھٹو اتنا عزیز ہے کہ مجھے
روگردانی کرنی ہے جواب دیا، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر ہے اور آپ چونکہ مشرک ہیں
نا پاک ہیں، ابوسفیان نے کہا

لَقَدْ اصابك بعدی شغل تو میرے بعد بہت ہی غرابوں میں مبتلا ہو گئی ہے،
 عمل بالجہیث کی بہت پابند تھیں دوسروں کو بھی اس کی تاکید کرتی تھیں ایک بار
 ان کے بھانجے ابوسفیان ابن سعید آئے اور انھوں نے ستو کھا کر کھلی کی تو بولیں، تمکو وضو
 کرنا چاہیے کیونکہ آنحضرت صلیع نے فرمایا ہے کہ جس چیز کو آگ پکائے اس کے استعمال سے وضو
 لازم آتا ہے یہ

آنحضرت صلیع سنا تھا کہ جو شخص ۱۲ رکعت نفل روزانہ پڑھے گا اسکے لیے جنت میں
 گھر بنایا جائیگا اس کی اتنی پابند تھیں کہ خود فرماتی ہیں، خدا برحق اصرہ میں بعد یعنی
 یہ سننے کے بعد میں ان رکعتوں کو ہمیشہ پڑھتی ہوں یہ
 ان کے باپ ابوسفیان کا انتقال ہوا تو خوشبو منگا کر رخساروں اور بازوؤں پر
 ملی اور کہا۔

انی كنت عن هذا الغينة ذكرا فی عجمی خبر بھی نہ ہوتی اگر میں نے رسول اللہ
 سمعت رسول اللہ صلیع يقول لا یحل صلیع کو یہ فرماتے نہ سن لیا ہوتا کہ ایسا نادر عورت
 لا مئذی تو من بالک والیوم الاخر کے لیے تین دن سے زیادہ کسی کا سوگ جائز نہیں
 آن یحل علی میت فوق ثلاث بجز شوہر کے کہ اس کے سوگ کی مدت چار مہینہ
 الا علی زوجا تھا یحل علیہ امویہ دس دن ہے۔
 شہر و عشو،

وفات سلطہ ہین جبکہ امیر معاویہ کا عہد خلافت تھا ۳۷ برس کی عمر میں وفات پائی
 اور مدینہ میں دفن ہوئیں۔ انتقال سے قبل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور کہا مجھ میں
 اور آپ میں سوکنوں کے تعلقات تھے اگر کوئی لغزش ہوئی تو معاف کر دیجئے اور میرے لیے
 دعائے مغفرت کیجئے۔ حضرت عائشہ نے دعا کی تو بولیں۔

سر رقتی سرک اللہ آپ نے مجھے خوش کیا اللہ آپ کو خوش کرے۔
 عمومی تبصرہ آپ بڑی فاضل و کامل الاوصاف بیوی تھیں، فن حدیث میں آپ کے
 کئی شاگرد تھے، اور آپ کی مرویہ احادیث کی تعداد ۶۵ بتائی جاتی ہے جو آپ نے

لسہ اصابع ج ۲ ص ۵۸۶ سند ج ۶ ص ۳۲۶ صحیح بخاری ج ۲ ص ۳۲۶ مسند ابی حنیفہ ج ۲ ص ۵۸۶
 ج ۸ ص ۵۰ صحیح بخاری ۵۵ اصابع ج ۲ ص ۵۸۶

آنحضرت معلّم اور ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحش سے روایت کیں، جن لوگوں نے
حضرت ام حبیبہ سے روایت کی ہے ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں۔ حبیبہ بنت عبید اللہ
و معاویہ بن ابی سفیان و عقیلہ بنت ابی سفیان، عبد اللہ بن عقبہ بن ابی سفیان ابو سفیان
بن سعید بن المغیرہ، سالم بن سوار، ابن ابی جراح، حفصہ بنت خبیہ، زینب بنت ام سلمہ،
عروہ بن زبیر، ابوصالح سنان وغیرہ۔

ان کی قبر کے متعلق ایک عجیب روایت ہے صاحب استیعاب نے لکھا ہے کہ
امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے اپنے مکان کا ایک گوشہ کھدوایا تو ایک کتبہ برآمد ہوا
جس میں لکھا تھا

هذه القبر صالة بنت صفور یہ رملہ بنت صفور کی قبر ہے،

انھوں نے یہ دیکھ کر اس کتبہ کو پھروہین رکھ دیا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی قبر حضرت
اسی کرم اللہ وجہہ کے گھر میں تھی۔ اس سے زیادہ حالات حضرت ام حبیبہ کے دفن کے
متعلق نہیں معلوم ہو سکے،

P. Ind. Mohsin Bahari
D. Sc.
M. A. Aligarh



ام المومنین حضرت صفیہ بنت محییٰ رض

نام و نسب: آپ کا نام صفیہ تھا، حضرت ہارون بن عمران علیہ السلام کی اولاد سے تھیں۔ اسی لیے ان کو صفیہ بنت محییٰ اسرائیلیہ کہتے ہیں نسب یہ ہے: صفیہ بنت محییٰ بن اخطب بن سعید بن عامر بن عبید بن کعب بن الخزرج بن ابی جہب بن النضیر بن نجاش بن منجم بن یمن بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن كلاب بن مرہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خضلمہ بن یدمل بن عدنان۔ اس حساب سے حضرت صفیہ کا دادھیال بنی نضیر اور نانیاں بنی قریظہ یہود کے دو یکجہری خاندان قرار پاتے ہیں۔

حضرت صفیہ کے باپ اور نانا دونوں اپنی قوم کے معزز و باوقار سردار تھے، اور اسی لیے بنی اسرائیل کے تمام عربی قبائل میں ممتاز سمجھے جاتے تھے، جی بن اخطب ان کے والد کی حد سے زیادہ قدر و منزلت کی جاتی تھی، تمام افراد قوم ان کی سردار و جاہت کے آگے سر جھکاتے تھے، ان کے والدہ برہ سموان کی بیٹی تھیں جو سارے جزیرہ عرب میں اپنی شجاعت و دلیری کے لحاظ سے بہت مشہور تھیں، الغرض حضرت صفیہ کا حسب و نسب ایک خاص امتیاز رکھتا تھا،

نکاح: پہلے سلام بن مشکم القرظی سے نکاح ہوا جو ایک مشہور شاعر اور سردار تھا اس سے طلاق ہو جانے کے بعد کنانہ بن ابی الحقیق نے عقد کیا یہ بھی سلام سے کچھ کم رتبہ نہ رکھتا تھا بلکہ شہر کے نامی قلعہ القوص کا سردار تھا اور یہیں اپنے اہل و عیال کے ساتھ بود و باش رکھتا تھا، جب جنگ خیبر میں مسلمانوں کو جو معرکہ آماج حاصل ہوئی، اور القوص جیسا مضبوط قلعہ مسلمانوں کے ہاتھ آیا تو کنانہ بن ابی الحقیق قلعہ ہی میں مارا گیا اور اس کے تمام اہل و عیال جنہیں حضرت صفیہ بھی تھیں قید ہو گئے۔

یہ طوائف یہودیوں کے لیے ایسی تباہ کن تھیں کہ ان کی سب امیدوں پر پانی پھر گیا اور

آئندہ وہ سراٹھانے کے قابل نہ رہے، اس جنگ میں انکے نامی گرامی سردار جن جن کے کام آئے جن میں حضرت صفیہ کے باپ اور بھائی بھی تھے اس لیے امیران جنگ میں حضرت صفیہ کی حالت بہت زیادہ قابل رحم تھی۔

جب اموال غنیمت کی تقسیم ہونے لگی اور تمام قیدی اس مقصد سے جمع ہوئے تو وحید کلپی نے آنحضرت صلیم سے درخواست کی کہ مجھے ایک لوٹہ سی کی ضرورت ہے، آپ نے انتخاب کی اجازت دی، وحید نے حضرت صفیہ کو پسند کیا۔ چونکہ یہ عزت و وقار کی حیثیت پر اس سے زیادہ ذی وقت تھیں کہ حضرت وحید کے حصہ میں آئیں یا ان کے ساتھ عام عورتوں کا سا برتاؤ کیا جاتا اس خیال سے بعض صحابہ نے گزارش کیا کہ ”صفیہ بنی نصر دینی قریش کی رئیسہ ہے وہ تو آپ ہی کے لیے مناسب ہے“ آنحضرت صلیم نے یہ مشورہ قبول فرمایا اور وحید کو دوسری لوٹہ سی غنیمت فرما کر صفیہ کو آزاد کیا اور ان سے نکاح کر لیا۔ یہ واقعہ مسند کا سب سے پہلے کے بعد جب خیبر سے روانگی ہوئی تو مقام مہلبا میں ہم معروسی ادا کی گئی اور دین دعوت ولیمہ بھی ہوئی۔ مہلبا سے چلنے لگے تو آپ نے ان کو اپنے اونٹ پر سوار کیا اور خود اپنی عباسی اہل پریدہ کیا تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ صفیہ زواج مہلرات میں داخل ہو گئیں۔

اب آپ مدینہ پہنچے، صفیہ کو حارث بن نعمان کے مکان میں اتارا، حضرت حارث بن نعمان آنحضرت صلیم کے نہایت جان نثار اور خدا کا رخصتا بی تھے پھر حضرت دعوت بھی عطا کی تھی ایسے موتوں پر خود سبقت کرتے تھے اور آنحضرت صلیم کی ضروریات کا خیال رکھتے تھے چنانچہ اس وقت بھی انہیں کا ایسا رکام آیا۔ اس مکان میں حضرت زینب بنت جحش، حضرت حفصہ حضرت عائشہ اور حضرت جبریرہ برقعہ پہنے انصار کی عورتوں کے ساتھ حضرت صفیہ کو دیکھنے آئیں، یہ روایت امام سان سلمیہ کی ہے، عطاء بن یسار کی روایت ہے کہ حضرت صفیہ کے حسن و جمال کا حال انصار کی عورتیں انکو دیکھنے آئیں حضرت عائشہ بھی نقاب ڈالے ان لوگوں میں شامل تھیں، جب دیکھ کر جاکر لگیں تو آنحضرت صلیم پیچھے پیچھے آئے اور حضرت عائشہ سے فرمایا

”اے عائشہ! تم نے انکو کیسا پایا،

کیفیت سراپا تھا یا عائشہ؟

ایضا طبقات ج ۶ ذیل صفحہ ۵۲۶

۱۔ ما لغا بہ ج ۵ ص ۲۶۰ و صحیح مسلم ج ۱ ص ۵۲۶

بولین ”یہودی ہے“ فرمایا یہ نہ کہ وہ تو مسلمان ہو گئی ہے اور اس کا اسلام بہتر ہے۔
اخلاق و عادات آپ مزاج کی بہت حلیم اور بے انتہا عاطفہ تھیں۔ جو وقت قلعہ بقوس فتح ہوا
اور خیر پر اسلام کا پرچم لہرانے لگا تو حضرت صفیہؓ اور انکی چچا زاد بہن کو حضرت بلالؓ اپنے
ساتھ آنحضرتؐ صلعم کی خدمت میں لے چلے راستہ میں ان کا گزر یہودیوں کی لاشوں پر ہوا
ایسے موقع بہت نازک ہوتے ہیں، معبوط سے معبوط دل بجاتے ہیں چنانچہ انکے ساتھ
والی عورت یہ ہونک سمان دیکھ کر چیخ اٹھی اور سر پر خاک ڈالنے لگی مگر حضرت صفیہؓ
کی مثانت دیکھیے کہ محبوب شوہر کی نفش سے گزرین اور جبین پر شکن تک نہ آئی یہ

ان کی ایک لوٹھی نے، حضرت عمرؓ سے ان کی شکایت کی اور کہا کہ ان میں
اب تک یہودیت کی بو پائی جاتی ہے، کیونکہ وہ اب بھی ”ہفتہ“ کو دوست رکھتی ہیں
اور یہودیوں سے ان کے تعلقات قائم ہیں، حضرت عمرؓ نے تصدیق کے لیے حضرت
صفیہؓ سے دریافت کرایا، انھوں نے جواب دیا کہ ”جب سے مجھے اللہ نے ہفتہ کے بدلہ
جمعہ عنایت فرمایا، ہفتہ کو دوست رکھنے کی کوئی ضرورت درہی رہے یہودیوں سے تعلقات
تو ان سے میری قربت ہے مجھے صلہ رحم کا خیال رکھنا پڑتا ہے“ اس کے بعد اس لوٹھی کو
بلا کر پوچھا کہ تجھے اس بات پر کس نے آمادہ کیا تھا، لوٹھی نے کہا شیطان نے۔ یہ سنکر
حضرت صفیہؓ خاموش ہو گئیں اور اس کو آزاد کر دیا یہ

آپ رسول اللہؐ صلعم کو نہایت محبوب رکھتی تھیں، جب آپ علیل ہوئے اور تمام
ازواج عیادت کے لیے آئیں تو حضرت صفیہؓ ہجرت کئے گئیں یا نبی اللہؐ کا ش آپ کی تمام
تکلیفیں مجھے ملجائیں“ یہ سنکر اور بیویاں ایک دوسرے کو دیکھنے لگیں، آنحضرتؐ صلعم نے
فرمایا ”واللہ وہ سچی ہے“

یہی حال قریب قریب آنحضرتؐ صلعم کی محبت کا تھا، حضرت صفیہؓ کے ساتھ آپ کو
ان کی خاطر بہت عزیز تھی، اور ان کے دھجی کا بہت خیال رکھتے تھے، ایک بار سفر میں تھے
ازواج مطہرات ساتھ تھیں، اتفاق سے حضرت صفیہؓ کا اونٹ بیمار ہو گیا، یہ بہت گھبراہٹ
اور بے اختیار رونے لگیں آپ کو معلوم ہوا تو خود تشریف لائے اور دست مبارک سے

سہ طبقات ج ۸ ص ۹۰ سہ اسد الغابہ ج ۵ ص ۴۹۰ سہ استیاب ج ۲ ص ۴۳،

سہ اصابع ج ۲ ص ۴۹

انکے آنسو پونچھنے لگے مگر اس طرح انکی گریہ و زاری مین اور اضافہ ہو گیا، آخر آپ کے ساتھ
اتر پڑے جب شام ہوئی تو زینب بنت جحش سے فرمایا "زینب! تم صغیرہ کو ایک اونٹ دیدو
حضرت زینب بولیں کیا مین اس ہو ویہ کو اپنا اونٹ دے دوں،، یہ کلمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
بہت ناگوار ہوا اور آپ اسقدر ناراض ہوئے کہ دو یا تین مہینہ تک حضرت زینب سے
بات نہ کی پھر حضرت عائشہ نے مشکل معاف کرایا۔

اسلام کا تقدس حاصل ہو جانے کے بعد یہودیت کا طعن آپ کے لیے سخت خطرہ
ہوتا تھا، بعض اوقات جب ان پر اس قسم کا طعن کیا جاتا تو بہت رنجیدہ ہوتیں ایک بار آپ
تشریف لائے تو حضرت صغیرہ رو رہی تھیں سبب دریافت فرمایا تو کہا "عائشہ! در زینب کہتی
ہیں کہ وہ تمام ازواج مین افضل ہیں کیونکہ وہ بیوی ہونے کے علاوہ آپ کی چچا زاد بہن
بھی ہیں،، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دلجوئی کے لیے فرمایا "تم نے کیوں نہ کہہ دیا کہ میرے باپ ہارون
میرے چچا موسیٰ اور میرے شوہر محمد ہیں اسلئے تم لوگ مجھ سے کیونکر افضل ہو سکتی ہو؟
دراپنا تو اس حدیث مین کوئی کلام نہیں ممکن ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو تمام
اہل میرابن سعد، حافظ ابن حجر وغیرہ اپنی تصانیف مین اسے نقل کرتے ہیں، روایت ابیہ
اسکے متعلق امام ترمذی کی رائے ہے کہ

ہذا حدیث غریبہ کا فقرہ
الہام من حدیث ہاشم الکوفی
وہیں اسناد لا بدل الک
یہ حدیث غریبہ ہے ہاشم کوفی کے سرا
اور کسی سے نہیں سنی گئی اور اسکی سند کچھ
ایسی نہیں ہے،

یہ ہاشم کوفی وہی ہیں جن کی نسبت محدثین کی رائیں اچھی نہیں ہیں
آپ بے انتہا سیر چشم اور فیاض تھیں، ابن سعد نے لکھا ہے کہ آپ کا صرف ایک
ذاتی مکان تھا اور وہ بھی اپنی زندگی مین صدقہ مین دے ڈالتے، زرقانی کی روایت سے
معلوم ہوتا ہے کہ جب وہ ام المومنین کی حیثیت سے مدینہ آئیں تو انھوں نے جناب فاطمہ
زہرا اور ازواج مطہرات مین اپنی سونے کی بجلیان تقسیم کر دیں۔

آپ مین دوسروں کے ساتھ ہمدردی کرنے کا فطری جذبہ پایا جاتا تھا چنانچہ جب
۳۵ھ مین حضرت عثمان غنی رنہ محصور ہو گئے اور ان کے مکان پر پہرہ بٹھا دیا گیا تو حضرت

صفیہ ایک غلام کو ساتھ لے کر اپنے چھر پر سوار ہوئیں اور ان کے مکان کی طرف چلین اشر
 نخی نے دیکھا تو چھر کو مارنے لگا۔ چونکہ آپ اشر نخی کے مقابلہ میں کامیاب نہ ہو سکتی تھیں، اس لیے
 مصلحتاً واپس چلی گئیں اور اپنی جگہ حضرت حسنؑ کو اس خدمت پر مامور کیا۔
 تمام ارباب سیران کے محاسن اخلاق کے ستائشگر ہیں۔ علامہ ابن عبد اللہ لکھتے ہیں
 کانت صفیہ حلیمۃ عاقلۃ فاضلۃ صفیہ عاقل، فاضلہ در علم تھیں
 ابن اثیر کی رائے ہے۔

کانت عاقلۃ من عقلاء النساء وہ نہایت عقلتہ عورت تھیں
 فضل و کمال حضرت صفیہ دیگر از داج کی طرح علمی خصوصیات کا بھی مخزن تھیں، اکثر لوگ
 ان سے مسائل پوچھتے اور اطمینان حاصل کرتے تھے۔ متیرہ بنت حیفرب جج سے فارغ
 ہو کر حضرت صفیہ سے ملنے مدینہ آئیں، تو دیکھا کہ کوفہ کی بہت سی عورتیں مسائل دریافت کرنے
 کے لیے ان لے پاس بیٹھی ہوئی تھیں اور آپ سب کے سوالات کا جواب نہایت حسن کے
 ساتھ دے رہی تھیں۔

حضرت صفیہ سے چند احادیث کی بھی روایت کی گئی ہے جنکو امام زین العابدینؑ
 اسحاق بن عبد اللہ بن حارث، مسلم بن صفوان، کثانہ اور یزید بن معتب وغیرہ نے
 بیان کیا ہے۔

وفات سنہ ۴۰ میں جب کہ آپ کی عمر ۶۰ سال کی تھی وفات پائی جنت البقیع میں دفن ہوئیں
 وفات سے قبل وصیت کی تھی کہ میری مڑو کہ املاک کا ثلث میرے بھانجے کو دیدیا جائے۔
 ابن سعد نے لکھا ہے کہ آپ نے ایک لاکھ درہم چھوڑے تھے مخالفت مدہبی کی
 وجہ سے لوگوں نے وصیت پوری کرنے میں تامل کیا کیونکہ حضرت صفیہ کا بھانجا یحییٰ وہی تھا
 لیکن جب حضرت عائشہؓ نے کھلا بھیجا کہ لوگو اللہ سے ڈرو اور صفیہ کی وصیت پوری کرو تب
 اس کی تعمیل ہوئی۔

۱۵ اصابع ۱ ص ۱۲ ۱۵ استیعاب ج ۲ ص ۴۳ ۱۵ اسد الغابہ ج ۵ ص ۲۹۰ ۱۵

ج ۳ ص ۲۳ ۱۵ اصابع ج ۲ ص ۶۶۹ ۱۵ طبقات ج ۸ ص ۹۲،

حضرت ریحانہ بنت شمعون

نام و نسب آپ کا تعلق یہودیوں کے مشہور قبیلہ بنی نضیر سے تھا، آپ کا نسب یہ ہے۔
ریحانہ بنت شمعون بن زید اور لقول بعض ریحانہ بنت زید بن عمرو بن خثافہ بن شمعون بن یوسف
کناح پہلے بنی قریظہ کے ایک شخص حکم سے آپ کا نکاح ہوا۔ جب مسلمان قریظہ پر غالب
آئے اور ان کے اموال و املاک پر قبضہ ہو گیا تو مال غنیمت کے ساتھ بزمہ اسیران جنگ
حضرت ریحانہ بھی آئیں۔ چند روز تک ام المندربنت قیس کے گھر ٹھہرائی گئیں اور مال
غنیمت کی تقسیم اور قیدیوں کا فیصلہ ہو جانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور
ریحانہ سے فرمایا تم اگر اللہ اور اس کے رسول کو اختیار کرو تو میں تم کو اپنے لیے مناسب سمجھتا
ہوں، ریحانہ نے منظور کیا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو آزاد کر کے بارہ اذقیہ ایک نش
مہر دیکر نکاح کر لیا جو اور ازدواج کا مہر تھا، اور ام المندربنت قیس کے گھر رخصت کرا لائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت ریحانہ سے بڑی محبت تھی اور آپ ان کا بہت خیال
رکھتے تھے۔ ابن سعد کی ایک روایت یہ بھی ہے کہ ریحانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حصہ میں آگئیں
تو آپ نے انکو اختیار دیا کہ خواہ مسلمان ہو جائیں خواہ اپنے مذہب پر قائم رہیں۔ ریحانہ
نے کہا کہ میں اپنے مذہب پر قائم رہوں گی۔ اس پر رسول اللہ کو خلق ہوا اور دوبارہ فرمایا
اگر تو مسلمان ہوگی تو میں تجھ کو اپنے پاس رکھوں گا مگر وہ اب بھی راضی نہ ہوئیں۔ یہ بات
آپ کو زیادہ گراں گذری ایک دن سر مجلس آپ تشریف رکھتے تھے۔ یکایک کسی کے
ہاتھوں کی چاپ سنائی دی تو فرمایا یہ ثعلبہ بن شعبہ ہے مجھے ریحانہ کے اسلام کی بشارت
دینے آتا ہے چنانچہ یہی ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریحانہ کو بطور ملک اپنے پاس رکھا
نکاح نہیں کیا۔

اور واقعہ بھی یہی ہے کہ اس نکاح میں اختلاف ہے صرف ابن سعد نے متعدد طریقوں سے
 یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ریحانہ کو آزاد کر کے حوالہ نکاح میں لیا
 ان پر یہ وہ عائد کیا، اور بیویوں کی طرح رکھا۔ حافظ ابن حجر کا رجحان بھی اسی طرف ہے،
 سوائے ان دو مورخین کے دیگر باب میر بالا اتفاق حضرت ریحانہ کا وہی رتبہ سمجھتے ہیں،
 جو ماریہ قبطیہ کا ہے۔ یہ کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خادمہ تھیں بیوی نہ تھیں۔
 ریحانہ بنت ایسف ابن سعد محرم ستمہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں اور
 بروایت ابن ابی شیبہ آپ کی وفات سے دس سال پہلے انتقال کیا۔



ام المومنین حضرت میمونہ بنت حارثؓ

نام و نسب آپ کا پہلا نام برہ ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آنے کے بعد میمونہ نام رکھا گیا۔ آپ ام الفضل لبابۃ الصغریٰ کی بہن تھیں۔ ان کا نسب یہ ہے :-
 میمونہ بنت حارث بن حزن بن بحیر بن ہرم بن رومیہ بن عبد اللہ بن ہلال بن عامر بن
 معصم۔ ان کا نام ہند تھا جنکا سلسلہ نسب یہ ہے :- ہند بن عوف بن زہیر بن حارث
 بن حاطہ بن جرشؓ

نکاح پہلا نکاح سعود بن عمرو بن عمر ثقفی سے ہوا، یہ روایت طبقات و ذرقانی و دیگر
 کتب سیر میں پائی جاتی ہے، لیکن صاحب اصا بہ نے اسکا ذکر نہیں کیا کہ ان کے پہلے
 شوہر کون تھے، اجمالیہ لکھتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل ابوہرم بن عبد العزیٰ کی زوجیت
 میں تھیں، بہر حال سعود بن عمرو سے طلاق ہو جانے کے بعد ابوہرم بن عبد العزیٰ سے نکاح
 ہوا، جب ۳۷ھ میں ابوہرم نے وفات پائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت کا شرف حاصل
 ہوا، یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری بیوی تھیں یعنی ان کے بعد پھر کسی سے رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم نے نکاح نہیں کیا۔

یہ نکاح حضرت عباس بن عبد المطلب کی ولایت میں ہوا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب
 ذیقعد کے مہینہ میں عمرہ کی غرض سے مکہ روانہ ہوئے تو جعفر بن ابی طالب کو حضرت میمونہ
 کے پاس نکاح کا پیام دیکر بھیجا، انھوں نے حضرت عباس بن عبد المطلب کو وکیل بنایا
 بعض کا یہ خیال ہے کہ خود حضرت عباس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے نکاح کرنے پر آمادہ
 کیا۔ غرض اسی احرام کی حالت میں جو عمرہ کی نیت سے آپ باندھے ہوئے تھے شوال
 ۳۷ھ میں بعوض ۵۰۰ درہم حضرت میمونہ سے نکاح ہوا ۳۷ھ جب آپ عمرہ سے فارغ

سلسلہ طبقات ج ۸ ص ۹۴ ایضاً سلسلہ اسد الغابہ ج ۵ ص ۵۵۰ سلسلہ طبقات ج ۸ ص ۹۸،

ہو کر مدینہ تشریف لانے لگے تو مقام سرف بن جو مدینہ کی راہ میں مکہ سے دس میل کے فاصلہ پر واقع ہے قیام فرمایا۔ رسم عروسی ادا ہوئی، ابو رافع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم حضرت میمونہ کو ہمیں لے آئے تھے۔

اخلاق و عادات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے

اٹھا کانت من اتقا ناکلہ وادصلنا میمونہ ہم میں سب سے زیادہ خدا سے ڈرنے والی
للرحمہ اور صلہ رحم کا خیال رکھنے والی تھیں۔

آپ نہایت صحیح العقیدہ اور راسخ الخیال بیوی تھیں، ایک عورت نے پیار سی کی حالت میں منت مانی تھی کہ شفا ہوگئی تو بیت المقدس جا کر نماز پڑھو گئی، اللہ نے اسکو شفا دی اور وہ منت پوری کرنے کے لیے حضرت میمونہ سے رخصت ہونے آئی، کہ ان سے ملکر روانہ ہو حضرت میمونہ نے اسکو سمجھایا کہ مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کا ثواب دوسری مسجدوں میں نماز پڑھنے کے ثواب سے ہزار گنا زیادہ ہے، تم یہیں رہو اور مسجد نبوی میں نماز پڑھو۔

کبھی کبھی قرض لے لیتی تھیں ایک مرتبہ زیادہ لے لیا تو کسی نے پوچھا اسکی ادائیگی کیا صورت ہوگی؟ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص ادا کرنے کی نیت رکھتا ہے خدا اسکا قرض خود ادا کر دیتا ہے۔

ادامہ و نواہی کا بہت خیال رکھتی تھیں اور اس بارہ میں بہت سخت تھیں۔ ایک دفعہ ان کا ایک رشتہ دار ان کے پاس آیا اس کے منہ سے شراب کی بو آرہی تھی انھوں نے اسکو بہت سختی سے جھڑک دیا اور کہہ دیا کہ آئندہ کبھی میرے ہاں نہ آنا۔

انکی ایک کینز حضرت ابن عباس کے گھر گئی تو میان بیوی کے بچھونے دور دور بچھے ہوئے دیکھے سمجھی کہ کچھ رنجش ہوگئی ہے مگر پوچھا معلوم ہوا کہ ابن عباس نسوانی امراض کی حالت میں بستر انگ کر لیتے ہیں، جب حضرت میمونہ کو یہ خبر پہنچی تو بولیں اسے جا کر کہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ سے اسقدر کیوں اعراض ہے، آپ تو برابر ہم جیو گون سکے بچھو تو پھر آرام فرماتے تھے۔

فضائل و کمالات ان کی مرویہ حدیثیں ۴۶ ہیں اور بقول بعض ۱۱۷۶ ان میں سے متفق علیہ

۱۵ طبقات ج ۸ ص ۴۴ ۱۵ ایضاً ج ۲ ص ۸۹ ۱۵ ایضاً ج ۸ ص ۹۹ ۱۵ اصابع ج ۸ ص ۳۳

۱۵ ایضاً ج ۸ ص ۳۳ ۱۵ طبقات ج ۸ ص ۹۹ ۱۵ اصابع ج ۸ ص ۳۳۔

ایک فرد بخاری ۵۰ فرد مسلم باقی اور کتب بن مین ہیں۔ بعض احادیث سے ان کے تفسیر کا پتہ
چلتا ہے مثلاً ایک روایت پر اکتفا کی جاتی ہے۔

ایک مرتبہ حضرت ابن عباسؓ فرما گئے کہ میں نے اپنے بھائی ابی اسحاقؓ کو دیکھا کہ وہ ایک عجمی
ان کی بیوی (نسوانی امراض میں مبتلا ہے وہی میرے گھٹا کرتی تھی، بوہین کیا خوب! آنحضرتؐ
صلی اللہ علیہ وسلم ہماری گود میں سر رکھ کر بیٹھے اور قرآن پڑھتے تھے اور ہم اسی حالت میں چٹائی اٹھا کر
مسجد میں رکھ آتے تھے بیٹا! کہیں ہاتھ میں بھی مرہم نہ ملے۔

جن حضرات نے حضرت میمونہؓ سے حدیث کی ہے ان کے نام یہ ہیں:-
حضرت ابن عباسؓ، عبداللہ بن شداد بن ابی العلاء، عبداللہ بن ابی اسحاقؓ،
یزید بن اسم (یہ سب ان کے بھانجے تھے) عبداللہ الخولانی (درہیب) ندبہ (دکینز)
عطاء بن یسار، سلمان بن یسار (غلام) ابراہیم بن عبداللہ بن سعید بن عباس کریم
(ابن عباس کے غلام) عبیدہ بن سباق، عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ، عالیہ بنت سہیل
وفات ان کے سوانح زندگی میں یہ واقعہ بھی یاد گار ہے کہ جس مقام پر رسم مردی ادا
ہوئی وہیں آپ کی وفات بھی ہوئی، یعنی سرف جوا یک وقت ان کی شادی کا منظر
آخر میں وہی دفن قرار پایا اسلئے سال وفات ہے حضرت ابن عباسؓ نے نماز
جنازہ پڑھائی، جو وقت نفل اٹھائی جانے لگی تو حضرت ابن عباسؓ نے کہا ”یہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں، جنازہ کو زیادہ حرکت نہ دو یہ ادب آہستہ سے چلوئیے
جس طرح سب سے آخرین ان کا نکاح ہوا تھا، اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازدواج
میں انکی وفات بھی سب کے بعد ہوئی۔“

Prof. A. B. Qadri

B.A. (class)



Prof. A. B. Qadri

B.A. (class)

حضرت زینب بنت رسول اللہ صلعم

نام زینب نام ہے، جناب رور کائنات خاتم المرسلین امام المفقین کی سب سے بڑی صاحبزادی ہیں، جو راہ الہی میں شہید ہوئیں آپ کی نسبت حضرت عائشہ صدیقہ امہ خضر صلعم کا ارشاد نقل کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا، وہ میری سب سے اچھی لڑکی تھی جو میری محبت میں ستائی گئی، آپ کی والدہ محترمہ حضرت خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی ہیں، جنہوں نے تصدیق رسالت میں سب سے پہلے پیشقدمی کی اور جن کے فضائل و مناقب اسقدر ہیں کہ اس امت میں آپ کا وہی مرتبہ ہے جو امت ماضیہ میں حضرت مریم کا تھا۔

ابو عمرو کا قول ہے کہ یہ سب صاحبزادیوں میں بڑی صاحبزادی ہیں۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے اور جو لوگ اختلاف کرتے ہیں غلطی پر ہیں اور ان کا دعویٰ ناقابل التفات ہے اگر اختلاف ہے تو اس امر میں کہ اولاد رسول اللہ صلعم میں اولاً حضرت زینب پیدا ہوئیں یا حضرت قاسم بن عبد مناف کے ایک گروہ کا قول ہے کہ اول حضرت قاسم پیدا ہوئے ان کے بعد حضرت زینب۔

ابن کلبی کہتے ہیں کہ پہلے حضرت زینب پیدا ہوئیں پھر حضرت قاسم بہر حال حضرت زینب صاحبزادیوں میں سب سے بڑی صاحبزادی تھیں، ولادت بعثت سے دس سال قبل پیدا ہوئیں اس وقت آنحضرت صلعم کی عمر تیس سال کی تھی، حضرت زینب کے حالات عہد طفولیت کے پردہ خفا میں ہیں، کتب تاریخ سے کہیں پڑھیں چلتا اس لیے آپ کا حال زمانہ شادی سے قلمبند کیا جاتا ہے،

حکاح آنحضرت صلعم کی صاحبزادیوں میں سب سے پہلے حضرت زینب کی شادی کسی میں قبل نبوت آپ کے حقیقی خالہ زاد بھائی ابوالعاص (ملقب بملقیط) بن ربیع بن عبد العزیٰ بن عبد شمس لہ رد قانی بحوالہ طحاوی و حاکم ترجمہ زینب، ص ۱۵ طقات صفحہ ۲۰

اہل مکہ کو پہنچی تو اہل مکہ نے اپنے قیدیوں کی رہائی کے لیے فدیہ بھیجا۔ حضرت زینبؓ نے بھی اپنے دیور عمر و بن ربیع کو وہ ہار (جو آپ کی والدہ حضرت خدیجہؓ نے جہیز میں دیا تھا) دیکر روانہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں وہ ہار پیش کیا گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو دیکھ کر مفہوم و محزون ہوئے اور ہار کو دیکھ کر حضرت خدیجہؓ کی یاد تازہ ہو گئی، پھر آپ نے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا اگر تم لوگ مناسب خیال کرو تو زینبؓ کے شوہر کو رواد اس کا ہار بھی واپس کر دو۔ چنانچہ وہ رہا کر دیے گئے اور ہار بھی واپس کر دیا گیا۔

چونکہ سب قیدی فدیہ پر چھوڑے گئے تھے اور یہ شانِ نبوت کے خلاف تھا کہ ابوالعاص صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ہونے کی حیثیت سے بغیر کسی فدیہ کے چھوڑ دیے جاتے، اسلئے ابوالعاص کا فدیہ یہ قرار دیا گیا کہ وہ مکہ پہنچ کر حضرت زینبؓ کو مدینہ منورہ بھیج دیں۔ حضرت زینبؓ کے لانے کے لیے ابوالعاص کے ہمراہ حضرت زید بن حارثہ کو بھی روانہ کیا اور ہدایت کی کہ تم جتنی یا حجر بن مضر کو انتظار کرنا جب حضرت زینبؓ وہاں آجائیں تو ان کو اپنے ہمراہ لیکر مدینہ منظمہ چلے آنا۔ ابوالعاص نے مکہ پہنچ کر حضرت زینبؓ کو اپنے چھوٹے بھائی کنانہ کے ساتھ مدینہ منورہ جانے کی اجازت دیدی۔

حضرت زینبؓ جب سامانِ سفر کی تیاری میں مشغول تھیں تو ہند بن عتبہؓ آپ کے پاس آئیں اور کہا اے بنتِ محمد کیا تم اپنے باپ کے پاس جا رہی ہو۔ حضرت زینبؓ نے فرمایا کہ فی الحال تو ایسا ارادہ نہیں ہے، آگے جو خدا کو منظور ہو ہند نے کہا میں اس پوشیدگی کی کیا ضرورت ہے اگر تم واقعی جا رہی ہو اور کچھ زاد راہ وغیرہ کی ضرورت ہے تو بے تکلف کہہ دو میں خدمت کے لیے حاضر ہوں۔

ابھی طبقہ نسوان میں عداوت کا وہ زہریلا اثر نہیں پیدا ہوا تھا جو مردوں میں سرایت کر چکا تھا۔ اس لیے حضرت زینبؓ فرماتی ہیں کہ ہند جو کچھ کہہ رہی تھیں وہ سچے دل سے کہہ رہی تھیں یعنی اگر مجھے کسی چیز کی ضرورت ہوتی تو وہ غالباً ضرور پورا کرتی لیکن وقت کی مصلحت سے انکار کر دیا۔

غرض جب سامانِ سفر سے فراغت ہو گئی تو اپنے دیور کنانہ بن ربیع کے ساتھ اونٹ پر سوار ہو کر روانہ ہوئیں۔ چونکہ کفار کا غلبہ تھا اور ان کے تعرض کا خوف تھا اس لیے آپ کے

دور کتہانہ اپنے ساتھ ترکش اور کمان وغیرہ بھی رکھ لیا۔ جب وہ لوگ روانہ ہوئے تو قریش
میں کھلبلی مچ گئی اور گرفتاری کی فکر کی گئی چنانچہ قریش کی ایک جماعت ان کی جستجو میں نکلی
اور مقام ذی طوسی میں ان دونوں کو گھیر لیا، اس جماعت میں ہتیار بن اسود۔

(یہ حضرت ہدیہ کے چچا زاد بھائی لڑکے تھے اور اس رشتہ سے حضرت زینب
کے بھائی تھے انکی اس بجا حرکت پر فتح مکہ کے دن آنحضرت معلّم نے انکے
قتل کی اجازت دیدی تھی۔ لیکن انھوں نے اپنی تفصیر کی معافی چاہی اور
مشرف بہ اسلام ہوئے (اصحاب حالات ہتیار بن اسود)

اور ان کے ساتھ ایک اور دوسرا شخص بھی تھا ان دونوں میں سے کسی ایک نے نیزہ سے حضرت
زینب پر حملہ کیا وہ اونٹ سے زمین پر گر پڑیں۔ وہ حاملہ تھیں حمل ماقط ہو گیا چوٹ بہت زیادہ آئی
اس پر کتہانہ نے ترکش سے تیر نکالا اور کہا اب جو کوئی میرے قریب آئیگا وہ ان تیروں کا نشانہ
بنے گا۔ لوگ منتشر ہو گئے، ابوسفیان مرواران قریش کے ساتھ آگے بڑھا اور کہا کہ تم اپنے تیروں کو
تھوڑی دیر روکے رکھو کہ ہم تم سے کچھ باتیں کر لیں۔ کتہانہ نے اپنے تیر ترکش میں رکھ لیے اور اُنے
پوچھا کہ کیا کہتے ہو جو کچھ کہنا ہو کہو۔ ابوسفیان نے کہا: تمہارے ہاتھوں جو مصیبتیں اور تکلیفیں نکلتی
رسوائی اور ذلت کی صورت میں ہم لوگوں کو پہنچیں ہیں اس سے تم بے خبر نہیں ہو، اب اگر تم صلہ
کی بیٹی کو ملائیں ہمارے سامنے سے بچاؤ گے تو لوگ اسے ہماری کمزوری اور بزدلی پر محمول کریں گے
اور ہمارے ضعف و ادبار کا پیش خیمہ خیال کریں گے۔ یہ تو تم خود خیال کر سکتے ہو۔ کہ ہیں محمد صلہ
کی بیٹی کو روکنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے لیکن مقصد یہ ہے کہ اس وقت تم لوٹ چلو جب ہنگام
نزد ہو جائے اور لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ محمد صلہ کی بیٹی کو واپس کر لائے، تو تم چوری پیچھے دو
وقت ان کو بچانا کتہانہ نے اس بات کو منظور کیا اور وہ واپس آ گئے جب یہ واقعہ عام طور سے
مشہور ہو گیا تو ایک روز مخفی طور سے ان کو لیکر روانہ ہو گئے اور بطن یا حج میں حضرت زینب
بن حارثہ کے سپرد کر کے واپس چلے آئے جو حضرت زینب کو لیکر مدینہ منورہ روانہ ہوئے گئے۔

چونکہ ابوالاعصا کو بھی حضرت زینب سے بہت محبت تھی اور ان دونوں کے تعلقات
اتحاد و ارتباط بہت خوشگوار تھے، اس لیے حضرت زینب جب مدینہ منورہ تشریف لے گئیں
تو ابوالاعصا بہت غمگین رہنے لگے۔ ایک مرتبہ شام کے سفر میں حضرت زینب بہت یاد آئیں تو انھوں نے

یہ دُشمن پڑھے۔

ذکر ت ذینب لما ورکت ادعا

بنت لکامین جناها اللہ صلحہ

فقلت سقیًا لشخص لیکن انحرما

وکل لعل لیثنی مالکذی علما

”جبکہ میں موضع ارم سے گذرا تو زینبؓ کو یاد کیا اور (میں) سخت یہ دعا دی کہ اللہ تعالیٰ

اس شخص کو تروتازہ رکھ جو حرم میں سکونت پذیر ہے۔ امین (محمد صلم) کی بڑائی کو خدا اے تعالیٰ جزا دے

نیک دے اور ہر شوہر اسی بات کی تعریف کرتا ہے جس کو وہ خوب جانتا ہے۔“

ابو العاص تجارتی تجربہ اور امانت داری کے لحاظ سے بہت مشہور تھے۔ اہل قریش اپنا

تجارتی مال اُن کے ساتھ فروخت کرنے کے لیے بھیج دیا کرتے تھے۔ ہمدانی الاول سلسلہ میں

ابو العاص قریش کے ایک قافلہ کے ساتھ شام کی طرف روانہ ہوئے جب وہاں سے واپس

ہونے لگے تو آنحضرت صلیع کو خبر پہنچی۔ آنحضرت نے زید بن حارثہ کو مع ایک نوטרہ سوار کے

قائب کے لیے روانہ فرمایا۔ چنانچہ مقام عیص میں دونوں قافلے ایک دوسرے سے ہوئے۔

سواران اسلام نے مشرکین کو گرفتار کیا اور جو کچھ مال اُن کے پاس تھا اُس پر قبضہ کیا۔ لیکن

ابو العاص سے کسی قسم کی مزاحمت نہ کی گئی تھی۔

ابو العاص نے جب قافلہ کا یہ حشر دیکھا تو فوراً مدینہ منورہ گئے اور وہاں پہنچ کر حضرت

زینبؓ سے پناہ طلب کی چنانچہ حضرت زینبؓ نے اُن کو اپنی پناہ میں لے لیا۔ آنحضرت صلیع نماز

فجر میں مشغول تھے، حضرت زینبؓ نے آواز بلند فرمایا: اخی قتدا جرت ابو العاص۔ یعنی

میں نے ابو العاص کو اپنی پناہ میں لے لیا۔ جب آنحضرت صلیع نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا اے

لوگو تم نے کچھ مناسب نے عرض کیا جی ہاں سنا۔ آپ نے فرمایا مجھے اس سے قبل اس واقعہ کی

کچھ اطلاع نہ تھی۔ کیا عجب بات ہے کہ مسلمانوں کے کمزور لوگ دشمنوں کو پناہ دیتے ہیں۔

جب آنحضرت گھر میں تشریف لائے تو حضرت زینبؓ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں

اور عرض کیا ابو العاص کا جو کچھ مال و متاع لیا گیا ہے وہ واپس کر دیا جائے چنانچہ آنحضرت

صلیع نے اہل شریعہ کے پاس کہلا بھیجا کہ تم میرے اور ابو العاص کے رشتہ سے واقف ہو اگر

تم اُس کے ساتھ احسان کرو گے اور اُس کا مال و متاع واپس کر دو گے تو میری خوشی کا باعث

ہوگا ورنہ تمہیں اختیار ہے سب نے کہا ہم کل چیزیں واپس کرنے کے لیے حاضر ہیں۔ چنانچہ سب

زور رنگ کی دہریاں تھیں۔

اولاد حضرت ابوالعاصؓ کے صلیبے حضرت زینبؓ کی دو اولادین پیدا ہوئیں۔ ایک فرزند علیؓ اور ایک دختر آمنہ علیؓ ہجرت کے قبل پیدا ہوئے، آنحضرتؐ صلعم نے اُن کو اپنی کفالت میں لیا، اور وہ آپ کے سایہ عاطفت میں فخر تربیت حاصل کرتے رہے۔ فتح مکہ کے روز جب آنحضرتؐ صلعم مکہ میں داخل ہوئے تو علیؓ آپ کے ساتھ اونٹ پر سوار تھے۔ بن بلوغ اپنے والد ابوالعاص کی زندگی میں انتقال کیا۔ لیکن ابن عساکر کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ علیؓ جنگ تبوک تک زندہ رہے اسی جنگ میں انھوں نے جام شہادت نوش کیا۔

حضرت زینبؓ کی صاحبزادی آمنہ اس کے بعد تک زندہ رہیں۔ حضرت علیؓ کی بیوی فاطمہ کے انتقال کے بعد حضرت علیؓ کا عقد ثانی حضرت آمنہ سے ہوا۔

وفات حضرت زینبؓ حضرت ابوالعاصؓ کے اسلام لانے کے بعد تقریباً سال سو سال تک زندہ رہیں رسول صلعم کی حیات مبارک میں سترہ مہینے رہ گئے فردوس ہوئیں۔ حضرت زینبؓ کی وفات کا حال استیجاب میں یہ لکھا ہے

وكان النصارى سبب موتها انها لما خرجت من مكة الى رسول الله صلى الله عليه وسلم	یعنی جب حضرت زینبؓ مکہ سے اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں آئے لیکن توراہ سترہ مہینے ہمارے پاس
عمل لها هبار بن الاسود ورجل آخر	اور ایک دوسرے شخص نے آپ پر حملہ کیا۔ ان دونوں میں سے کسی ایک نے نیزہ حضرت زینبؓ کے
جذعها احد هامسقطت على صخرة	مار دیا وہ اونٹ پر سے گر پڑیں حمل ساقط ہو گیا اور
فاسقطت واهراقت الدماء	بہت خون نکلا عرصہ تک اسی مرض میں بیمار رہیں
فلم ينزل بها مريضها ذاك حتى ماتت	حتی کہ سترہ مہینے انتقال کر گئیں،
سنة ثمان من الهجرة	

حضرت ام آئین، حضرت سودہ، حضرت ام سلمہ اور ام عطیہؓ غسل میں شریک تھیں انہی لوگوں نے غسل دیا۔ آنحضرتؐ صلعم خود قبر میں اترے۔ اور اپنی نور ویدہ کو سپرد خاک فرمایا، اس وقت آنحضرتؐ صلعم کے چہرہ مبارک پر رنج و ملال کے آثار نمایاں تھے۔ یہ آنحضرتؐ صلعم نے حضرت زینبؓ اور آپ کے صنف کو یاد کیا تو خدا تعالیٰ سے دعا مانگی کہ اسے خداوند زینب

۱۰ طہات صفحہ ۲۲۷ ۱۱ امایہ صفحہ ۲۰۰ حالات امامہ، ۱۲ طبقات صفحہ ۲۲ و طبری صفحہ ۱۳۵ ۱۳ استیجاب صفحہ ۲۵۴

۱۴ اسد الغابہ صفحہ ۴۰۸ ۱۵ ایضاً

کی مشکلات کو آسان کر دے۔ اور اس کی قبر کی تنگی کو کشادگی سے بدل دے۔
حضرت ام عطیہ کہتی ہیں کہ میں زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل میں شریک تھی
غسل کا طریقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بتلاتے جاتے تھے۔ آپ نے فرمایا پہلے ہر عضو کو تین بار یا پانچ بار
غسل دو اس کے بعد کا فوراً لگاؤ۔

ایک روایت میں سات بار بھی غسل دینا آیا ہے مقلود یہ تھا کہ اگر ہمارے تین مرتبہ
ہو جائے تو زیادہ غسل کی ضرورت نہیں اسی قدر کافی ہے۔ ورنہ اگر ضرورت ہو تو بڑا دبا جائے
تاکہ اچھی طرح ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام عطیہ سے یہ بھی فرمایا تھا کہ جب غسل
سے فارغ ہو جاؤ تو مجھے خبر کرو دینا چنانچہ جب وہ فارغ ہو گئیں تو آنحضرت کو مطلع کیا تو آپ نے
اپنا تہ بند عنایت فرمایا اور فرمایا اس کو کفن کے اندر پہنا دو۔
حضرت زینب کے انتقال کے تھوڑے دن بعد حضرت ابوالعاص کا بھی انتقال ہوا۔



S. Mol. Molin. Betula
1894
Aligarh

حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نام رقیہ نام ہے، آپ سرور کائنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی منجھلی صاحبزادی تھیں آپ کی والدہ ماجدہ بھی حضرت خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزی بن قحطی ہیں۔ (یعنی آپ جناب زینب کی حقیقی بہن تھیں۔)

ولادت نبوت سے سات سال قبل ولادت ہوئی۔ ابن زبیر اور ان کے چچا مصعب کا گمان ہے کہ حضرت رقیہ سب صاحبزادیوں میں چھوٹی تھیں چنانچہ جر جانی نسب نے اسی کی تصحیح کی ہے لیکن ان کے علاوہ اور لوگوں نے یہ لکھا ہے کہ حضرت زینب بڑی صاحبزادی تھیں اور منجھلی صاحبزادی حضرت رقیہ تھیں۔

ابو العباس محمد بن اسحاق سراج بروایت عبد اللہ بن محمد بن سلیمان بن جعفر بن سلیمان الباشمی لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین سال کے تھے جب حضرت زینب پیدا ہوئیں۔ اور تین سو تین سال حضرت رقیہ کی ولادت ہوئی۔ بہر حال اگر باب سیر نے حضرت رقیہ کو منجھلی صاحبزادی قرار دیا ہے،

انکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے پہلے حضرت رقیہ کا پہلا عقد ابولہب کے بیٹے عقبہ سے ہوا تھا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شرف نبوت حاصل ہوا تو قریش کی مخالفت اور زیادہ بڑھ گئی۔ قریش نے منجملہ اور تکلیف پہنچانے کے یہ صورت بھی اختیار کی کہ حضرت ابوالعاص سے کہا کہ تم زینب بنت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو طلاق دیدو مگر انھوں نے انکار کر دیا۔ جب قریش نے حضرت ابوالعاص سے یہ دندان شکن جواب سنا تو اپنا سامنہ لیکر رہ گئے پھر عقبہ کے پاس گئے ان سے بھی یہ کہا کہ تم رقیہ بنت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو طلاق دیدو، قریش کی اور جس لڑکی سے کو اس سے عقد کرادین گے۔ عقبہ نے اس بات کو منظور کیا، اور کہا سعید بن العاص کی لڑکی

سے میرا نکاح کر دو، اسپر قریش بخوشی راضی ہو گئے اور کیون نہ ہوتے یہ تو ان کا عین منشا تھا کہ جس طریقہ سے ہو رسول صلعم کو وحانی و جانی تکلیف پہنچے۔ چنانچہ عتبہ نے حضرت رقیہ کو طلاق دیدی لیکن صحیح روایت یہ ہے کہ جب آنحضرت صلعم پر سورہ تبت تک آجائی کھپ نازل ہوئی تو ابولہب اور اسکی بیوی ام جمیل (حالات الخطب) نے کبیذہ خاطر ہو کر اپنے بیٹے عتبہ سے کہا کہ اگر تم نے رقیہ بنت محمد (صلعم) کو طلاق نہ دی تو میری زندگی اور تمھارے ساتھ میرا کٹھنا بیٹھنا حرام ہے۔ عتبہ نے تعمیل حکم والدین حضرت رقیہ کو طلاق دیدی۔

اس موقع پر یہ ذکر کر دینا بھی ضروری ہے کہ عتبہ سے صرف عقد ہوا تھا ہنوز رخصتی نہ ہونے پائی تھی کہ یہ طلاق وقوع میں آئی۔

حضرت عثمان کا قبول اسلام اور شادی کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے قبول اسلام اور شادی کا واقعہ خود بحیثیت اہل بیت اور حضرت رقیہ کا عقد ثانی بیان فرماتے ہیں کہ میں خانہ کعبہ کے صحن میں چند دوستوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ دفعتاً کسی آدمی نے آکر مجھے یہ اطلاع دی کہ رسول اللہ صلعم نے اپنی صاحبزادی حضرت رقیہ کا عقد عتبہ بن ابی آتب سے کر دیا، چونکہ حضرت رقیہ حسن و جمال اور اپنے قابل رشک اوصاف کے لحاظ سے امتیاز رکھتی تھیں اسلیے میرا، رجحان خاطر انکی طرف تھا، جب یہ خبر پہنچی تو میں مضطرب ہو گیا اور سیدھا گھر پہنچ اتفاق سے گھر میں میری خالہ سعدہ تشریف رکھتی تھیں، جو کمانت میں ماہر تھیں مجھ دیکھتے ہی بیساختہ بولیں۔

البشر و حییت ثلاثاً و تراثم	(ای عثمان) تمھیں شرودہ ہوا اور تم پر تین مرتبہ سلام
ثلاثاً و ثلاثاً احرنط	پہنچے پھر تین مرتبہ اور پھر تین بار تم پر سلام
ثم باخری کأتم عشترا	پہنچے۔ پھر ایک سلام پہنچے تاکہ اس سلام پر ہو جائے
لقیت خیراً و دقیت شراً	(خدا کرے) تم بھلائی سے ملو اور برائی سے بچو
انکحت داللاً حصاناً من ہرا	جاؤ۔ خدا کی قسم تم نے ایک عقیقہ اور حسیدہ و بھلا خانہ
وانت بکراً و لقیت بکراً	سے نکاح کیا تم بھی تاکتھا ہوا اور تاکتھا ای کو لگائی۔
وافتیہا بنت عظیم قدرا	ایک بڑے عظیم القدر جلیل المرتبت شخص کی بیٹی

تم نے پائی۔

ان کی ایسی گفتگو سے مجھے سخت تعجب ہوا میں نے پوچھا خالہ یہ آپ کیا فرما رہی ہیں کہا،

عثمان یا عثمان یا عثمان عثمان ، اسی عثمان ، اسی عثمان

لک الجلال والک الشان تم صاحب جمال اور صاحب شان ہو

هذ انبی معہ البرهان یہ نبی صاحب برہان ہیں

ارسلہ بحقہ السدیان وہ رسول برحق ہیں

وجاءہ التنزیل والفرقان ان پر قرآن نازل ہوا ہے

فاتبعہ لا یفرک الا وثاقہ انکا اتباع کرو اور ہونکے قریب میں آؤ

میں اس مرتبہ بھی کچھ نہ سمجھا میں نے پھر کہا کہ ذرا تفصیل و تشریح کے ساتھ فرمائیے تو کہا،

ان محمد بن عبد اللہ رسول اللہ من محمد بن عبد اللہ جو خدا کے رسول ہیں قرآن

عند اللہ جاء یتنزیل اللہ یدعوا لیکر آئے ہیں خدا کی طرف بلا تے ہیں اسکا چراغ

بہ الی اللہ مصباحہ مصباح و دینہ دراصل چراغ ہے اسکا دین درپیر خلاص ہے

نزارح ما ینفع الصیاح و یو دفع قتل قتال شروع ہوگا اور تلوار میں کھینچ لیا جائیگی اور

الصدیاح و سلت الصفاہ بر چھیاں تن جائیں گی۔ اسوقت شور و غل کوئی

و مدت الرباح، نفع نہ دیکھا،

ان کی اس گفتگو نے میرے دل پر بہت اثر کیا اور میں مال کار پر غور و فکر کرنے لگا،

حضرت ابو بکر کے پاس میں اکثر بیٹھا کرتا تھا۔ دور و ز کے بعد ان کے پاس گیا اسوقت انکے

پاس کوئی شخص نہ تھا میں فکر مند بیٹھا تھا کہ انھوں نے پوچھا کہ تم آج اسقدر متفکر کیوں ہو

چونکہ وہ میرے دوست تھے میں نے ان سے اپنی خالہ کی گفتگو کا حاصل بیان کیا۔ فرمایا اے

عثمان تم ایک ذی فہم آدمی ہو، اگر تم حق و باطل کی تمیز نہ کرو تو سخت تعجب ہے تمھاری قوم

ان بتوں کی پرستش کرتی ہے، کیا یہ بت پتھر کے نہیں ہیں۔ یہ نہ سن سکتے ہیں، نہ دیکھ سکتے

ہیں اور نہ کوئی نفع پہنچا سکتے ہیں نہ نقصان۔

میں نے کہا بیشک آپ جو کچھ فرماتے ہیں وہ بالکل صحیح ہے وہ بولے خدا کی قسم

تمھاری خالہ نے جو کچھ کہا وہ سچ ہے۔ محمد بن عبد اللہ خدا کے رسول ہیں جنہیں خدا نے اپنا پیام

بندوں تک پہنچانے کے لیے بھیجا ہے۔ کیا حرج ہے اگر تم انکے پاس چلو اور جو کچھ وہ فرمائیں

اسے بغور سنو۔ چنانچہ میں آنحضرت صلیم کی خدمت میں گیا لیکن ایک روایت یہ بھی ہے کہ اس گفتگو کے بعد آنحضرت صلیم خود ہی تشریف لے آئے، آپ نے فرمایا اسی عثمان خدا تعالیٰ تم کو جنت کی طرف بلاتا ہے تم اسکو قبول کرو میں خدا کا رسول ہوں، جو تمہارے اور تمام مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہوں۔

خدا ہی جانے آپ کے ان جلوں میں کیا اثر تھا کہ میں بے قابو ہو گیا اور میں نے بے اختیار کلمہ شہادت اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمداً رسول اللہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔

اس واقعہ کے بعد حضرت عثمان سے بمقام کہ حضرت رقیہ رضی سے عقد ہو گیا۔ اسلام حضرت رقیہ اپنی والدہ حضرت خدیجہ کے ساتھ اسلام لائیں۔ اور بیعت اسوقت کی جب اور غور تین آنحضرت صلیم کی بیعت سے سرفراز ہوئیں، شہ نہوت میں حضرت رقیہ نے اپنے شوہر حضرت عثمان کے ساتھ حبش کی طرف ہجرت کی۔

حضرت اسماء (ذات النطاقین) بنت ابی بکر رضی سے یہ روایت بھی منقول ہے کہ آنحضرت صلیم اور حضرت ابوبکر غار میں تشریف رکھتے تھے اور میں غار میں کھانا لیکر جایا کرتی۔ ایک مرتبہ حضرت عثمان رضی نے آنحضرت صلیم سے ہجرت کی اجازت مانگی آپ نے حبشہ کی طرف جانے کی اجازت دی۔ اسلئے وہ حبشہ کی طرف ہجرت کر کے چلے گئے۔ اسکے بعد میں کھانا لیکر پھر گئی تو آنحضرت صلیم نے استفسار فرمایا کہ عثمان اور رقیہ گئے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں گئے۔ آپ میرے والد حضرت ابوبکر رضی سے فرمایا لوط اور ابراہیم کے بعد عثمان پہلے شخص ہیں جنہوں نے کفار کی ایذا رسانی کے باعث مع اپنی بیوی کے وطن کو خیر باد کہہ کر ہجرت کی۔ اس کے بعد حبشہ سے پھر کہ واپس آئیں لیکن بیان کی حالت پہلے سے زیادہ خراب تھی قیام کرنا مناسب نہ سمجھا اور پھر حبشہ کی طرف واپس چلی گئیں۔

وہاں عرصہ تک انکا قیام رہا اور آنحضرت صلیم کو ان کی خیریت کے متعلق کوئی خبر نہ ملتا اتفاق سے ایک عورت حبشہ کی آئی تو اس سے آپ نے ان لوگوں کی خیریت دریافت کی عورت نے کہا جی ہاں میں نے ان دونوں کو دیکھا ہے وہ خیریت سے ہیں۔ جب آنحضرت صلیم کو

وفات کا حال بیان کیا گیا آپ نے فرمایا

الحق بلفظ عثمان بن مظعون، عثمان بن مظعون پہلے جا چکے اب تم بھی اُن سے جا لو
عثمان بن مظعون ایک علیل القدر اور مقدر رکن ملت صحابی تھے مہاجرین میں سب سے
پہلے مدینہ میں انہیں کا انتقال ہوا تھا۔

آنحضرت صلعم کے اس ارشاد پر تمام عورتیں رونے لگیں۔ حضرت عمرؓ بھی آگے تھے
عورتوں کو روتا ہوا دیکھ کر تنبیہ و تہدید فرمانے لگے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا ان لوگوں کو روتا
ہوا چھوڑ دو کیونکہ جب رونے کا تعلق قلب اور آنکھ سے ہو تو وہ اللہ کی رحمت پر مبنی ہوتا ہے
اور اگر ماتھے اور زبان تک نوبت آئے تو شیطانی تحریک سمجھنا چاہیے۔

لوگوں نے آنحضرت صلعم سے حضرت رقیہ کی وفات پر تعزیت کی تو آپ نے فرمایا،
وَدَّ الْحَمْدُ لِلَّهِ دَخَنَ النَّبَاتِ الْمَكْرُمَاتِ

ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضرت فاطمہ رقیہ کی قبر کے کنارہ آنحضرت صلعم کے پہلو
میں بیٹھ کر رونے لگیں تو آنحضرت صلعم اپنی چادر کے کناروں سے اُن کے آنسو پونچھتے
جاتے تھے۔

محمد بن سعد کہتے ہیں کہ اسی روایت کا ذکر میں نے محمد بن عمر سے کیا انھوں نے کہا
میرے نزدیک زیادہ صحیح یہ ہے کہ حضرت رقیہؓ کی وفات کے وقت آنحضرت صلعم جنگ بدر میں
شریک تھے۔ دفن میں شریک نہ تھے پس گمان غالب ہے کہ یہ روایت کسی دوسری صاحبِ زہد
کے بارہ میں ہوگی۔ جس کے دفن میں آپ شریک ہوں گے۔ ملاوی کو غلط فہمی ہوئی۔ اور
اگر اس غلط فہمی کو تسلیم نہ کیا جائے تو بشرطِ ثبوت یہ خیال کرنا ممکن ہے کہ آنحضرت صلعم بدر سے
مراجعت فرما کر قبر پر تشریف لے گئے ہوں اور وہاں یہ واقعہ پیش آیا ہو،

حضرت رقیہؓ بہت خوبصورت اور موزون اندام تھیں در المنثور میں مذکور ہے،
کانت ذات جمال بارع

یعنی وہ نہایت حسینہ و جمیلہ خاتون تھیں،
جسٹہ کا ایک گروہ آپ کے حسن و جمال پر تعجب کرتا تھا۔ اس گروہ نے آپ کو
بہت تکلیفیں پہونچائیں۔ آپ نے ان لوگوں کے لیے بددعا کی اور آخر کار وہ سب

۱۵ طبقات صفحہ ۲۲ و اصحابہ ۵۸۲، ۱۵ ایضاً، ۱۵ ایضاً، ۱۵ استیعاب صفحہ ۴۷، ۱۵ ایضاً
۱۵ صفحہ ۲۵ و ۲۶ ایضاً، ۱۵ در المنثور صفحہ ۲۰،

ہلاک ہو گئے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنی ہدم و غلگساری کے انتقال کے بعد سے بہت مغموم رہتے
 گئے ان دونوں میں باہم بہت محبت تھی در احسن الزوجین سا اہم الا انسان
 ساقبہ و من وجہا عثمانؓ، یہ قولہ انھیں کے نسبت میں پولا جاتا تھا جو عرب میں
 بطور ضرب المثل کے مشہور ہو گیا۔



حضرت سیدہ ام کلثوم بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نام ام کلثوم نام ہے، آپ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تیسری صاحبزادی ہیں آپ کی والدہ محترمہ حضرت خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قحطی تھیں۔
 زبیر کہتے ہیں حضرت ام کلثوم، حضرت رقیہ اور حضرت فاطمہ سے بڑی تھیں، دیگر ارباب سیر نے زبیر کے اس قول کی مخالفت کی ہے لیکن صحیح اور قابل وثوق یہی ہے کہ حضرت رقیہ سے چھوٹی تھیں۔ اور جب حضرت رقیہ کا انتقال ہو گیا تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بیاہ دیا۔

اگر حضرت ام کلثوم حضرت رقیہ سے بڑی ہوتیں تو بالضرور پہلے حضرت ام کلثوم کا عقد حضرت عثمان سے ہوتا نہ کہ حضرت رقیہ کا اور یہی اقتضائے فطرت و تمدن ہے کہ پہلے بڑی زوجہ کی فکر عقد سے فراغت حاصل کی جائے۔ غالباً ارباب سیر نے زبیر کے قول کی تردید اسی قول سے کی ہوگی۔

ولادت آپ کا سال ولادت کتب تواریخ و سیرین مذکور نہیں لیکن اقتضائے قیاس یہ ہے کہ چھ سال قبل بعثت ولادت ہوئی ہوگی اسلئے کہ حضرت رقیہ کی ولادت سات سال قبل ہوئی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ولادت پانچ سال قبل ہے اور جب یہ تسلیم کر لیا گیا ہے کہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا سے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا چھوٹی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بڑی تھیں تو لامحالہ ان دونوں کی ولادت کے درمیان کا زمانہ ان کی ولادت کے لیے تسلیم کرنا پڑے گا اس لحاظ سے وہ چھ سال قبل نبوت پیدا ہوئیں۔

نکاح آپ کے حالات طفولیت بھی غیر معلوم ہیں کیونکہ وہ ایسا پیر آشوب زمانہ تھا کہ ہر وقت کسی کے سوار کا ضبط کرنا بہت دشوار تھا، اسلئے زمانہ شادی سے آپ کا حال کھاجا رہا ہے

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت رقیہ کا عقد ابولہب کے ایک بیٹے عتبہ سے اور حضرت ام کلثوم کا عقد ابولہب کے دوسرے بیٹے عتبہ سے قبل بٹھ کر دیا تھا لیکن جب آنحضرت صلعم مرتبہ رسالت پر فائز ہوئے اور سورہ تبت ید اابی لب نازل ہوئی تو ابولہب نے اپنے ہر ایک بیٹے کو مخاطب کر کے کہا:

«اسی من راسد حرام ان لم تطلق ابنتہ» یعنی میری زندگی اور میرا اٹھنا بیٹھنا لوگوں میں حرام ہے اگر تم نے اسکی در رسول اللہ کی لڑکی کو طلاق نہ دیدی۔ دجیبا کہ ہم حضرت رقیہ کے حال میں بھی کلمہ پکے ہیں کہ عتبہ نے حضرت رقیہ کو طلاق دیدی (سیطیج) عتبہ نے بھی اپنے باپ کے حکم کی تعمیل میں حضرت ام کلثوم کو طلاق دیدی۔ اس لحاظ سے دونوں کی طلاق کا زمانہ اور سبب ایک ہی ہے اس طلاق میں ابولہب کی بیوی ام جیل (حالتہ المخطبہ) نے بھی اپنے شوہر کے قول کی تائید کی تھی۔ لیکن دونوں بہنوں کی رخصتی ابھی تک نہ ہوئی تھی کہ یہ طلاق وقوع میں آئی۔

جب سلسلہ میں حضرت رقیہ کا انتقال ہو گیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس وفات کے بعد بہت زیادہ منہموم و محزون رہنے لگے تو آنحضرت صلعم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی یہ حالت دیکھ کر فرمایا کہ اے عثمان میں تم کو غم و الم میں مبتلا پاتا ہوں اس کا کیا سبب ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا حضرت غمگین و پریشان نہ ہوں تو کیا کروں مجھ پر وہ مصیبت پڑی جو کبھی کسی پر نہ پڑی ہوگی حضور کی صاحبزادی کا انتقال ہو گیا اونکی وفات سے میری کمر لٹ گئی حضور سے جو رشتہ قرابت و وابستہ تھا منقطع ہو گیا اب کیا چارہ ہے ابھی ان کی گفتگو ختم نہ ہونے پائی تھی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا مجھے جبریل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے یہ حکم پہنچایا ہے کہ میں اپنی بیٹی ام کلثوم کو اسی مہر پر جو رقیہ کا تھا تمہارے عقد میں دوں گا۔ چنانچہ آنحضرت صلعم نے بیع الاول سلسلہ میں حضرت ام کلثوم کا عقد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔ رخصتی نکاح کے دو مہینے بعد جہاد دی آغا سلسلہ میں رخصتی عمل میں آئی۔

اولاد آپ کی کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

اسلام حضرت ام کلثوم اپنی والدہ معظمہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ اسلام لائیں۔ اور اپنی بہنوں کے ساتھ اسوقت بیعت کی جب اور عورتیں آنحضرت صلعم کے شرف بیعت سے بہرہ اندوز ہوئیں۔

سلسلہ سالانہ صفحہ ۶۱۲ ۵۲ ایضاً صفحہ ۶۱۱ و ۶۱۳ ۵۳ بقعات صفحہ ۱۲۵ ۵۴ ایضاً ۵۵ ایضاً ۵۶ ایضاً

ہجرت جب آنحضرت صلعم مدینہ کی طرف ہجرت فرما کر تشریف لے گئے تو اہل و عیال کو مکہ میں چھوڑ گئے تھے جب مکہ کی حالت زیادہ نازک ہو گئی اور حضرت سودہ رضہ و حضرت فاطمہ رضہ مدینہ کی طرف ہجرت کر کے جانے لگیں تو حضرت ام کلثوم بھی ان کے ہمراہ ہجرت کر کے چلی گئیں۔

عام حالات آنس بن مالک سے مروی ہے کہ آنحضرت صلعم کو حضرت ام کلثوم کی وفات سے سخت صدمہ پہنچا آپ قبر پر بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

ایک روایت میں یہ بھی مذکور ہے کہ جب حضرت رقیہ کا انتقال ہو گیا تو حضرت عمر بن الخطابؓ نے حضرت عثمان رضہ سے کہا تم میری بیٹی حفصہ سے عقد کرو لیکن حضرت عثمان رضہ نے تامل کیا اور کوئی جواب نہیں دیا اس لیے کہ وہ سن چکے تھے کہ آنحضرت صلعم کا حضرت حفصہ سے عقد کرنے کا خیال ہے جب رسول اللہ صلعم کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے حضرت عمر رضہ سے فرمایا کیا میں حفصہ کے لیے عثمان سے بہتر شوہر اور عثمان کے لیے حفصہ سے بہتر زوجہ تلاش کروں پھر آپ نے حضرت حفصہ کو اپنے نکاح میں لیا، اور حضرت عثمان کا عقد حضرت ام کلثوم سے کر دیا۔ حضرت ام کلثوم کے انتقال کے بعد آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اگر میری دس لڑکیاں ہوں تو یکے بعد دیگرے حضرت عثمان ہی کے رشتہ ترویج میں منسلک کرتا۔

دوسری روایت میں مذکور ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا اگر میری سورتیاں ہوں تو میں سب لڑکیاں کے بعد دیگرے دس ایک لڑکی کے انتقال کے بعد حضرت عثمان کے عقد میں رہتا۔

وفات آخر وقت تک مدینہ منورہ میں آپ کا قیام رہا اور شادی کے پانچ سال گزرنے کے بعد شعبان ۱۱ھ میں آپ نے انتقال فرمایا۔

انصار کی عورتوں نے آپ کو غسل دیا اس میں ام عطیہ بھی تھیں۔ آنحضرت صلعم نے جنازہ کی نماز پڑھائی حضرت ابو طلحہ، حضرت علی بن طالب و حضرت فضل بن عباس و اسامہ بن زید نے قبر میں اتارا۔

سیدہ عالم حضرت فاطمہ الزہرا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نام فاطمہ آپ کا نام ہے اور ام محمد کنیت آنحضرت سرور کائنات امام البشر خاتم المرسلین کی آپ چھوٹی صاحبزادی تھیں اور تمام مکام اکمل اخلاق و فضائل اوصاف آپ پر ختم ہو گئے تھے، آپ کی والدہ محترمہ بھی حضرت خدیجہ بنت خویلد تھیں،

لقب آپ سیدہ عورات عالم اور سردار نسوان اہل جنت ہیں۔ آپ کے القاب زہرا، طاہرہ، مطہرہ، زاکیہ، راضیہ، مراضیہ، اور بتول ہیں۔

فاطمہ، بتول، زہرا، زاکیہ، شیخ ابن حجر، فاطمہ، بتول، اور زہرا کی وجہ تسمیہ لکھتے ہیں۔ کہ آپ کا راضیہ کی وجہ تسمیہ نام فاطمہ اسوجہ سے ہے کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو اور آپ کے دوست رکھنے والوں کو دوزخ کی آگ سے محفوظ رکھا۔

اور بتول لقب اسوجہ سے ہے کہ آپ اپنے زمانہ کی عورتوں سے فضل و دین اور حسب میں ممتاز تھیں،

صاحب اخبار الدول زہرا کی وجہ تسمیہ لکھتے ہیں کہ جب حضرت امام حسن اور امام حسین علیہما السلام پیدا ہوئے تو عصر و مغرب کا درمیانی وقت تھا اسی وقت آپ نفاس سے پاک ہوئیں اور غسل کر کے مغرب کی نماز ادا فرمائی اسی واسطے زہرا لقب ہوا۔

مولانا حضرت شیخ عبدالحق صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت فاطمہ زینب بنت جحش، زہرا، جمال و کمال بہت زیادہ تھا اس مناسبت سے زہرا لقب قرار پایا۔ اور یہی صحیح ہے۔

علامہ قسطلانی موابہب الدنیر میں لکھتے ہیں کہ نظم کے معنی انست میں بچے کو دودھ پینے سے روکنے کے ہیں، تو گویا حضرت فاطمہ زہرا کو گون کو دوزخ کی آگ سے روکنے والی ہیں۔

اور بتول مشتق ہے تل سے جسکے معنی قطع کرنے کے ہیں منتہی الارب میں لکھا ہے کہ

لہ اصاہر صفحہ ۳۷، عمہ الدرة البیضاء، ۱۶

بتول بروزن صبور عورت و دشیزہ کو کہتے ہیں۔ جو دنیا اور ماسوائے اللہ سے علاحدہ ہو۔ حضرت مریم والدہ عیسیٰ علیہا السلام کا بھی لقب بتول تھا۔

بچپن ہی سے حضرت فاطمہؓ کی طبیعت میں بہت زیادہ متانت سادگی اور بخیرگی تھی آپ کی اور بہنیں ہو ولب میں مشغول رہتیں لیکن آپ کا دل کھیل میں نہیں لگتا تھا آپ کہیں آنا جانا پسند نہ فرماتی تھیں۔ ہمیشہ اپنی والدہ محترمہ کے پاس بیٹھی رہتی تھیں آپ کی یہ سادگی اور استقامت آنحضرت صلیعم کو بہت پسند تھا اسی وجہ سے آپ بتول (تارک الدنیا) کے لقب سے یاد فرمائی جاتی تھیں،

چونکہ آپ آنحضرت صلیعم سے صورت سیرت میں بہت مشابہ تھیں اس لحاظ سے آپ کا لقب زاکیہ اور راضیہ قرار پایا۔

ولادت آپ کی ولادت باسعادت نبوت سے پانچ سال قبل ہوئی۔ اور یہ وہ مبارک زمانہ تھا کہ اہل قریش خانہ کعبہ کی تعمیر میں مشغول تھے۔

ابن سراج بروایت عبداللہ بن عمر بن سلیمان الهاشمی لکھتے ہیں کہ حضرت فاطمہؓ پہلے سال نبوت میں پیدا ہوئیں۔

عباس سے مروی ہے کہ حضرت فاطمہؓ کی ولادت اسوقت ہوئی جبکہ خانہ کعبہ کی تعمیر ہو رہی تھی۔ اور اسوقت آنحضرت صلیعم کی عمر شریف ۳۵ سال کی تھی۔

ابو عمر بروایت عبداللہ بن عمر لکھتے ہیں کہ حضرت فاطمہؓ کی ولادت ۱۱۱ھ مولد نبوی میں ہوئی بوقت سے ایک سال قبل یا کچھ زیادہ آپ حضرت عائشہؓ سے پانچ سال بڑی تھیں۔

کھراج جو وقت آنحضرت صلیعم ہجرت کردے مدینہ منورہ تشریف لائے اسوقت حضرت فاطمہؓ ناکتھرا تھیں لوگوں نے پیغام دیا ان میں سب سے پہلے حضرت ابو بکرؓ نے آنحضرت صلیعم سے

حضرت فاطمہؓ سے عقد کر کے اس دعا کی حضور صلیعم نے فرمایا حکم اسی کا انتظار کرو۔ اس کا ذکر حضرت ابو بکرؓ نے حضورؐ عربین الخطاب سے کیا اور ان کو بھی ترغیب دی کہ تم اپنے لیے

پیغام دو۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے یہی پیغام دیا اور وہی جواب پایا جو حضرت ابو بکرؓ کو ملا تھا حضرت عمرؓ نے حضرت ابو بکرؓ کو اس جواب سے اطلاع دی۔ پھر حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ

لوگوں نے آمادہ کیا لیکن آپ کو اپنی بے مروت سامانی پر تامل ہوا اور دوسرا خیال ہی ہو گیا

اب حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کے بعد میری کیا گنجائش ہو سکتی ہے۔ لیکن لوگوں نے پھر مجھ کو
 کیا اور آنحضرت صلعم کی قرابت کا استحقاق یاد دلایا پھر آپ نے آنحضرت صلعم سے بطریقہ پیام
 عرض کیا آپ نے یہ استدعا قبول فرمائی۔ آنحضرت صلعم نے حضرت فاطمہؓ رض سے ذکر کیا کہ علیؓ کا
 رجحان خاطر مختاری طرف ہے آپ خاموش ہو رہے ہیں (یہ خاموشی ایک طرح کی رضا مندی تھی)
 آنحضرت صلعم نے حضرت عائشہ صدیقہؓ رض کی شادی کے چار مہینے بعد اہل حرم سلسلہ
 میں حضرت فاطمہؓ رض کا عقد حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ سے کر دیا۔

برودایت و دیگر باب سیر آپ کی شادی حضرت علیؓ رض سے غزوہ احد کے بعد ہوئی،
 بعض مورخین کہتے ہیں حضرت عائشہ صدیقہؓ رض کی رخصتی کے ساڑھے چار مہینے بعد
 نکاح ہوا اور ساڑھے سات مہینے گزرنے کے بعد حضرت علیؓ رض نے حضرت فاطمہؓ کو رخصت کر لیا۔
 اور بعض کا گمان ہے کہ آپ کا عقد حضرت عائشہ صدیقہؓ رض کی رخصتی کے ساڑھے پانچ
 ماہ بعد ہوا اور حضرت علیؓ رض نے نکاح کے ساڑھے نو مہینے گزرنے کے بعد رخصتی کرائی۔ ہوتی
 حضرت فاطمہؓ رض کی عمر پندرہ سال ساڑھے پانچ مہینے کی تھی۔ اور حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ
 سال ساڑھے پانچ مہینے کے تھے۔ گویا حضرت علیؓ رض تقریباً ۴ سال بڑے تھے،
 حضرت علیؓ رض نے شادی کے لیے اپنا اونٹ اور بعض اسباب فروخت کر ڈالا تھا
 جسکی کل قیمت چار سو اسی درہم ملی تھی۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا دولت خد شہر و غیرہ میں
 صرف کرو۔ اور ایک ثلث متاع میں یعنی سامان شادی یا خورد و نوش اور دیگر ضروریات
 خانہ داری وغیرہ میں)

مولانا سعید صاحب انصاری، سیرت الصحابیات کے (صفحہ ۹۴) پر حضرت فاطمہؓ رض کے
 بیان میں لکھتے ہیں کہ ابن سعد نے روایت کی ہے کہ سب سے پہلے حضرت ابو بکرؓ رض نے
 آنحضرت صلعم سے درخواست کی آپ نے فرمایا جو خدا کا حکم ہو گا پھر حضرت عمرؓ رض نے جرات
 کی ان کو بھی آپ نے کچھ جواب نہیں دیا بلکہ وہی الفاظ فرمائے "اس کے بعد مولانا مصوف
 لکھتے ہیں کہ بظاہر یہ روایت صحیح نہیں معلوم ہوتی، مافظ ابن حجر نے اصحابہ میں ابن سعد کی
 اکثر روایتیں حضرت فاطمہؓ رض کے حال میں روایت کی ہیں لیکن اسکو نظر انداز کر دیا ہے۔"

۱۔ اصحابہ صفحہ ۷۲، ۲۔ اسد الغابہ صفحہ ۵۲، ۳۔ استیعاب صفحہ ۷۷، ۴۔ اسد الغابہ صفحہ ۵۲،
 ۵۔ استیعاب صفحہ ۷۷، ۶۔ طبقات صفحہ ۱۱،

بکھینچتے ہیں آتا کہ صاحب موصوف ابن سعد سے بالخصوص اس روایت میں کیوں اس قدر بدظن ہیں اور صرف حافظ ابن حجر کی نظر انداز کر دینے پر اس روایت کو غیر صحیح مانتے کی کیا وجہ ہے مولانا نے محض اپنی ذاتی رائے سے کام لیا ہے۔

کسی قسم کا حاکم کہہ نہیں کیا اور نہ کوئی دلیل پیش کی، میرے نزدیک اس روایت کی صحت میں کوئی کلام نہیں حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کے پیغام دینے سے نہ اخلاق پر کوئی جبر اثر پڑتا ہے اور نہ معاذ اللہ آنحضرت صلی علیہ وسلم کی صاحبزادی کی عین کسر شان پر متعدد اصحاب کا پیغام دینا کوئی تعجب کی بات نہیں، پھر آنحضرت صلی علیہ وسلم سے شرف انتساب حاصل کرنے کی کسکو آرزو نہ ہوگی۔ چہ جائیکہ حضرت ابو بکرؓ جیسے یار غار اور حضرت عمرؓ جیسے مامیان اسلام بہر حال صرف حافظ ابن حجر کا اپنی کتاب میں نہ لکھنا اس روایت کی عدم صحت کے لیے کافی نہیں ہے،

شادی کا حال حضرت علیؓ کی زبان سے حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ اپنی شادی کا حال اس طرح بیان فرماتے ہیں: "میرے پاس ایک لونڈی تھی جسکو میں آزاد کر چکا تھا اس نے مجھ سے دطاف کیا کہ کیا حضرت فاطمہؓ کا کسی نے پیغام دیا؟ میں نے کہا معلوم نہیں پھر اس نے کہا کہ آپ پیغام دیجیے۔ آپ کو کونسا امر مانع ہے، میں نے کہا میں کس بنا پر جرأت کر دوں میرے پاس کوئی چیز نہیں جس سے میں عقد کر دوں اُسے لکر پھر کہا کہ کہہ نہیں آپ آنحضرت صلی علیہ وسلم کی خدمت میں جاسیے۔ چنانچہ میں اُسکے امرا سے حضور صلی علیہ وسلم کی بارگاہ میں گیا لیکن آنحضرت صلی علیہ وسلم کی جلالت و ہیبت کا مجھ پر اس قدر اثر ہوا کہ مجھے کہنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اور میں خاموش بیٹھا اور مجھ میں بالکل طاقت نہ تھی کہ میں کچھ گفتگو کرتا لیکن حضور ہی نے توجہ فرما کر دریافت فرمایا کہ کیا فاطمہؓ کے پیغام کے لیے آئے ہو میں نے عرض کیا جی ہاں حضور نے فرمایا تھا ہے پاس کوئی چیز ہوا کر کے کے لیے بھی ہے میں نے عرض کیا نہیں آپ نے فرمایا وہ حطیٰ زرہ کہاں ہے جو میں نے تجھ کو دی تھی۔ وہی حرمین دیدہ۔ اُس زرہ کی قیمت چار سو درہم سے زائد نہ تھی کاح ہوا اور وہی زرہ بالبعوض ہر دیدی گئی۔"

ایک روایت یہ بھی ہے کہ انصار کی ایک جماعت نے حضرت علیؓ کو حضرت فاطمہؓ کا پیغام دینے کی ترغیب دی چنانچہ آپ آنحضرت صلی علیہ وسلم کے پاس گئے آنحضرت صلی علیہ وسلم نے فرمایا

تم کیا چاہتے ہو؟ آپ نے عرض کیا کہ حضرت فاطمہؓ سے عقد کی خواہش ہے آنحضرت صلیع نے اہل و عصبہؓ کو فرمایا ان دو گھوڑوں سے دریا دہ آپ نے کچھ ارشاد نہ کیا۔ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ واپس آئے انصار کی جماعت جو باہر منتظر تھی مستفسر ہوئی کہ آنحضرت صلیع نے کیا فرمایا، حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ نے جواب دیا کہ آنحضرت صلیع نے مجھ سے اہل و عصبہ کے سوا اور کچھ نہ فرمایا ان لوگوں نے کہا رسول اللہ صلیع کا اہل و عصبہ ہی فرما کا کافی ہے،

جب نکاح سے فراغت ہو گئی تو آنحضرت صلیع نے فرمایا کہ شادی کے لیے ولیمہ بھی ضروری ہے۔ حضرت سعدؓ نے کہا میرے پاس ایک بھیڑ ہے اس سے ولیمہ کر دیا جائے اور اسی طرح انصار کے ایک قبیلہ نے بھی اپنی حسب استطاعت ولیمہ کا انتظام کیا۔ چنانچہ ولیمہ کا کھانا بھی دیا گیا،

رخصتی حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ نے ایک چھوٹا سا مکان رسول اللہ صلیع کے مکان سے کچھ فاصلہ پر کرایہ پر لے لیا تھا آپ نے اپنی نوٹری ام امین کے ہمراہ حضرت فاطمہؓ کو حضرت علیؓ کے گھر رخصت کر دیا۔ رخصتی کے وقت آپ نے یہ بھی فرما دیا تھا کہ تم مجھ سے مل لینا پھر آنحضرت صلیع حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے بانی طلب کیا اس سے دھوکہ کر کے حضرت علیؓ پر وہ پانی ڈال دیا اور یہ دعا پڑھی۔

اللہم بادلک فیہما و بادلک علیہما و بادلک لہما فی نسلہما،

دوسری روایت میں یہ ہے کہ جب رسول اللہؐ کی مرضی بی رخصت ہو کر سسرال جاسے لگین تو آنحضرت صلیع نے حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میرے منتظر رہنا، حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہؓ رضی اللہ عنہ دونوں گھر کے ایک گوشہ میں بیٹھ گئے پھر رسول اللہ صلیع تشریف لائے آپ نے دروازہ کھلوا دیا۔ ام امین دروازہ کھولنے آئیں۔ تو یہ گفتگو ہوئی۔

آنحضرت صلیع۔ کیا میرا بھائی اس مکان میں ہے۔

ام امین۔ آپ کے بھائی کیسے ہوئے، حالانکہ آپ نے اپنی صاحبزادی کا عقد ان سے کیا ہے،

آنحضرت صلیع۔ ہاں وہ ایسا ہی ہے (پھر آپ نے دریافت فرمایا) کیا اس جگہ اساء بنت عیس بھی ہیں اور کیا تم بنت رسول اللہؐ کی تعظیم و تکریم کے لیے آئی ہو۔

سہ طبقات صفحہ ۱۳ ایضاً۔ واسطیۃ صفحہ ۵۲۱ و اسبابہ صفحہ ۷۲

ام امین - جی ہاں اسما بنت عیس بھی ہیں۔ اور میں بنت رسول اللہ کی تعظیم و تکریم کے لیے آئی ہوں۔

آپ نے ام امین کو دے کر میرے سرفراز فرمایا پھر اندر تشریف لے جا کر پانی طلب کیا پیالہ یا کسی اور برتن میں پانی پیش کیا گیا، آپ نے اس کو چھوٹا کر کے (دوسری روایت کے مطابق اس پانی سے ہاتھ کا دھویا جانا پایا جاتا ہے) اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بلا کر ان کے دونوں شانوں اور بازو اور سینہ پر وہ پانی چھڑک دیا پھر حضرت فاطمہؓ کو بلا دیا تو وہ شرم و حیا سے جھجکتی ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں آپ نے ان پر بھی پانی چھڑکا اور فرمایا اسے فاطمہؓ میں نے تمہاری شادی اپنے خاندان میں بہترین شخص سے کی ہے۔

میرے حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے پیغام دینے کا ارادہ کیا تو میرے پاس کوئی چیز نہ تھی کہ میں میرا ذکر تائین اسی شخص و بیچ میں تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میرا ذکر دوسرے میں نے کہا کہ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے پھر آپ نے فرمایا کہ وہ زرہ حلی کہاں ہے جو میں نے تم کو فلان دن (جنگ بدر کے بعد) دی تھی میں نے عرض کیا وہ میرے پاس ہے فرمایا۔ بس وہی میری دید و چنانچہ میں نے وہی زرہ میری حضرت فاطمہؓ کے نزدکر دی۔ مگر کہتے ہیں اس زرہ کی قیمت صرف چار درہم تھی۔ بظاہر اس زرہ میں چار درہم زرہ کی قیمت راوی کا سو ہے۔ چار سو درہم ہوگی کیونکہ دیگر روایات میں مگر چار سو اسی درہم قیمت بتلائی گئی ہے، پھر فاطمہؓ کا میر بھی بالاتفاق چار سو درہم سے کم تھا۔ حضرت فاطمہؓ کے بارہ میں ارباب سیر کا اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس اس وقت زر مال کچھ نہ تھا صرف ایک زرہ تھی وہی میر قرار دی گئی۔

بعض کہتے ہیں چار سو اسی درہم کا میر قرار پایا جس کا ثلث حصہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے خوشنویں میں کرنے کا حکم دیا۔ بعض اصحاب کا گمان ہے کہ حضرت علیؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے غنیمت سے قبل وہی زرہ بیع میں میر حضرت فاطمہؓ کے رد و بردیش کی تھی۔

سامان حیر شہنشاہ عالم نے اپنی صاحبزادی سیدہ عالم حضرت فاطمہؓ کو بروایت مکرر مذکور ذیل بہر دیا۔

نقشی تخت، چتر سے کاتکیہ (جس میں کجور کی چھال بھری ہوئی تھی)

سلفہ بلقات صفحہ ۱۱۵، ایضاً، صفحہ ۱۱۶، ایضاً، صفحہ ۱۱۷، ایضاً، صفحہ ۱۱۸،

پایا
یک
مشکیزہ
یک

بروایت دیگر ارباب سیر

کپڑا شکیزہ (جین کچور کی پچال بھری ہوئی تھی) چکیان مشکیزہ گھڑے
یک ۲ عدد ۲ عدد

اولاد حضرت فاطمہ رضی کے دو لڑکے حضرت امام حسن، حضرت امام حسین علیہما السلام، اور
دو لڑکیاں ام کلثوم اور زینب پیدا ہوئیں۔ جو اہم واقعات کے لحاظ سے تاریخ اسلام میں
بہت مشہور ہیں۔

آنحضرت صلعم کو ان سب سے بہت محبت تھی۔ آنحضرت صلعم کی صاحبزادیوں میں
یہ شرف صرف حضرت فاطمہ رضی کو ہی حاصل ہوا کہ اون سے آپ کی نسل باقی رہی ہے۔
دوسری روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ محسن، اور رقیہ بھی آپ کی یادگار
تھے جو بچپن ہی میں انتقال کر گئے۔

فضائل و مناقب حضرت فاطمہ رضی کے فضائل و مناقب بہت ہیں آنحضرت صلعم کے اہلبیت
میں اگرچہ بہت سے بزرگ داخل ہیں لیکن ان سب میں خود کامل سیدہ عالم حضرت فاطمہ
کا وجود گرمی ہے۔ آیت تطہیر: **اِنَّمَا یُزَكِّیْهِ اللّٰهُ لَیْسَ دِیْنُکُمْ اَلْجَنَسُ
اَهْلُ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرُکُمْ تَطْهِیْرًا** سورۃ الاحزاب کا نازل ہونا حضرت فاطمہ رضی کے فضائل و مناقب
پر خاص طور سے دل ہے،

عبدالرحمن بن ابی نعیم بروایت ابی سعید الخیری لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے
فرمایا، **سَیِّدَةُ النِّسَاءِ اَہْلُ الْجَنَّةِ** (یعنی فاطمہ رضی جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔) ابن عباس سے
مروی ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا

سیدۃ النساء اہل الجنة مومنین
فاطمہ بنت محمد ثم حند بیچہ ثم آسیہ
جنت کی عورتوں کی سردار مریم پھر فاطمہ بنت
محمد، پھر خدیجہ، پھر آسیہ (فرعون کی بیوی)
ہیں۔

ایک دفعہ آنحضرت صلعم نے زمین پر چار خط کھینچے پھر لوگوں سے فرمایا کہ تم لوگ

۱۔ طبقات صفحہ ۱۶۱، ۲۔ استیعاب صفحہ ۷۷، ۳۔ اسلاف صفحہ ۲۰۵، ۴۔ زرقانی صفحہ ۲۳۳، ۵۔ استیعاب صفحہ ۷۷، ۶۔ تنہا

جانتے ہو کہ یہ کیا ہے سب نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول زیادہ واقف ہے آپ نے فرمایا فاطمہ بنت محمد، خدیجہ بنت خویلد، مریم بنت عمران، آسیہ بنت مراءیم (بیوی فرعون) ان لوگوں کو جنت کی عورتوں پر سب سے زیادہ فضیلت ہے۔

خدا تعالیٰ نے طبقہ نساء میں حضرت فاطمہؑ کی ذات مبارک کے ساتھ جو مناقب منسوب کر دیے تھے ان کی نظیر نہیں ملتی۔ چنانچہ یہ حدیث حضرت فاطمہؑ کے فضائل پر بہترین شاہد ہے۔
 کفایت من نساء العالمین مريم بنت عمران و خديجة بنت خويلد و فاطمة بنت محمد و آسیہ امواتہ فرعون
 تمہاری تقلید کے لیے تمام دنیا کی عورتوں میں مریم، خدیجہ، فاطمہ، آسیہ، کافی ہیں۔

صدقات و راست گوئی میں بھی حضرت فاطمہؑ کا کوئی جواب نہ تھا، حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں۔

ما رأيت أحداً كان أصدق لجة من فاطمة إلا أن يكون الذي والوها صلعم،
 میں نے لاطمہ سے بڑھ کر راست گو کسی کو نہیں دیکھا لیکن ان کے والد انحضرت صلعم البتہ مستثنیٰ ہیں

حضرت رسول اللہ صلعم جب کسی سفر سے مراجعت فرماتے تو سب سے پہلے حضرت فاطمہؑ کے گھر تشریف لاتے۔

حضرت فاطمہؑ کے ساتھ جعفر و محبت رسول اللہ صلعم کو مٹتی اتنی اور کسی اولاد کے ساتھ نہ تھی۔ حالانکہ آپ کی بعض بہنیں آپ سے زیادہ تیز فہم اور خوبصورت تھیں لیکن آنحضرت صلعم کو حضرت فاطمہؑ بہت محبوب تھیں۔

حضرت فاطمہؑ اگرچہ رسول اللہ صلعم کی محبوب ترین اولاد تھیں لیکن آپ نے کوئی دنیاوی فائدہ نہیں اٹھایا۔

رسول اللہ صلعم حضرت فاطمہؑ سے فرمایا تمہاری رضا مندی سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے اور تمہارے غیظ و غضب سے وہ غضبناک ہوتا ہے۔

آنحضرت صلعم جب کسی سفر یا جنگ سے مراجعت فرماتے تو پہلے مسجد میں تشریف

لے استیفاء صفحہ ۷۲، لے ترمذی کن بیان نائب سلمہ استیفاء صفحہ ۷۲، لے ابن ابی شیبہ صفحہ ۵۱۲

۵۱۲ صفحہ ۵۲، لے سنن ابی داؤد ۷۵، لے ابن ابی شیبہ صفحہ ۵۲، لے صابر،

لیجا کر دو رکعت نماز ادا فرماتے پھر حضرت فاطمہ رضی کے گھر تشریف لیجاتے پھر دیگر ازواج مطہرات کے پاس۔

ایک تابعی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلیم سب سے زیادہ کسکو محبوب رکھتے ہیں آپ نے جواب دیا عورتوں میں فاطمہ کو اور مردوں میں اپنے شوہر علی کو۔

حضرت فاطمہ رضی اپنے تمام مشاغل حیات میں رسول اللہ صلیم کی تقلید کرتی تھیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی فرماتی ہیں کہ میں نے نشست و برخاست، عادات و خصائل، طرزِ نسک و لب و لہجہ میں آنحضرت صلیم کے شاہِ فاطمہ سے زیادہ کسیکو نہیں دیکھا۔ حضرت فاطمہ جب رسول اللہ صلیم کے پاس آتیں تو آنحضرت صلیم کھڑے ہو جاتے اور پیشانی کو بوسہ دیتے اور اپنی جگہ پر بٹھا لیتے۔ اور یہی طریقہ عمل حضرت فاطمہ رضی کا تھا۔

ام سلمہ کستی ہیں کہ رفتار و گفتار میں بہترین نمونہ رسول اللہ صلیم کا فاطمہ رضی تھیں۔ حضرت فاطمہ رضی کی صورت بھی آنحضرت صلیم سے بہت ملتی تھی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی فرماتی ہیں کہ میری آنکھوں نے رسول اللہ صلیم کے بعد فاطمہ رضی سے بہتر کسیکو نہیں دیکھا۔ آنحضرت صلیم فرماتے ہیں:-

فاطمہ بجنۃ منی فمن ا غضبہا فاطمہ میرے جسم کا ایک ٹکڑا ہے جو اسکو ناراض
فقد ا غضبہا کر گیا وہ مجھکو ناراض کرے گا۔

عام حالات لڑکی خواہ امیر کی ہو یا فقیر کی سن شعور تک تو وہ اپنے شفیق والدین کے گھر میں پرورش پاتی ہے اور فطرتاً اپنے والدین اور اس گھر سے جہاں اپنی عمر کا بہترین حصہ وہ گزار چکی ہے، محبت و ہمدردی ہو جاتی ہے لیکن اسکے بعد وہ وقت آتا ہے جب اسکو ایک نئی دنیا نئی زندگی اور نئے لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے، یہ وہ وقت ہے جب والدین باتباعِ طاعت و قانون تمدن اپنی لڑکی کا ہاتھ دوسرے مرد کے ہاتھ میں دے دیتے ہیں کون نہیں جانتا کہ یہ وقت بہت نازک ہوتا ہے اور رخصتی کے وقت لڑکی کا گھر بچاے عشرِ مکہ کے ماتمکدہ بن جاتا ہے۔ لڑکی تھا ضائع دل سے مجبور ہو کر گردن جھکا کر زار و قطار روانہ ہوتی رہتی ہے چنانچہ

سہ استیجاب صفر ۱، ۱۱، ۱۲، ایضا صفر ۲، ۱۱، ایضا و ابوداؤد و بروایت حضرت عائشہ رضی ۱۱، استیجاب صفر ۲، ۱۱، ۱۲، اصحابہ صفر ۲، ۱۱، ۱۲، صحیح بخاری صفر ۲، ۱۱، ۱۲

حضرت فاطمہ رحمہ اللہ کا جب عقد ہوا تو آپ بھی بخیال مفارقت و دور بین تھیں اسی عرض میں سرور کائنات بنی صلعم مکان کے اندر تشریف لائے حضرت فاطمہ رحمہ کو اس عالم میں رد و تا ہوا، دیکھ کر فرمایا اسے بیٹی فاطمہ یہ روزنا کیسا بھین لے تمھاری شادی ایسے شخص سے کی ہے جو علم و علم میں سب سے افضل اور اسلام لانے میں سب سے اول ہے،

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت فاطمہ کی کچھ طبیعت ناساز ہو گئی آنحضرت صلعم عیادت کو تشریف لائے آپ نے فرمایا بیٹی تم کیسی ہو حضرت فاطمہ نے عرض کیا کہ مجھے تکلیف ہے لیکن اس تکلیف میں مزید اضافہ یہ ہے کہ میرے گھر میں کھانے کی کوئی چیز نہیں ہے، آنحضرت صلعم نے فرمایا بیٹی کیا تم کو یہ پسند نہیں ہے کہ تم عودات عالم کی سردار بنو، انھوں نے عرض کیا مہربانیت عمران کا کیا مرتبہ ہے آپ نے فرمایا وہ اپنے زمانہ کی عورتوں کی سردار ہیں اور تم اپنے زمانہ کی اور خدا کی قسم میں نے تمھاری شادی دنیا اور دین کے سردار سے کی ہے،

آنحضرت صلعم ہجرت کر کے مدینہ مژدہ تشریف لائے تو ابواب انصاری کے مکان میں فروکش ہوئے۔ جب حضرت فاطمہ رحمہ کا عقد ہوا آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا کہ تم کوئی مکان کر ایہ پرے لا حضرت علی رحمہ نے ایک مکان آنحضرت صلعم کے مکان سے کچھ دور فاصلہ پر لے لیا اسی مکان میں رخصت کر کے لے گئے یہ رخصتی کے بعد آنحضرت صلعم حضرت فاطمہ رحمہ کے پاس تشریف لے گئے اثنائے گفتگو میں آپ نے اپنی صاحبزادی سے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ تم کو اپنے قریب بلاؤں حضرت فاطمہ رحمہ نے عرض کیا کہ آپ حارث بن نعمان سے فرمائیے وہ کوئی اپنا مکان دیدینگے، آنحضرت صلعم نے فرمایا بیٹی حارث بن نعمان سے یہ بات کہتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے۔ جب حارث کو یہ خبر پہنچی تو آنحضرت صلعم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ اپنی صاحبزادی صاحبہ کو اپنے قریب کے مکان میں منتقل کرنا چاہتے ہیں میرے تمام مکانات موجود ہیں حضرت فاطمہ رحمہ کو بلا لیجیے۔ میرا جان مال اللہ اور اس کے رسول پر قربان ہے۔ اور بخدا جو چیز آپ مجھ سے لے لینگے مجھے اس کا آپکے پاس رہنا میرے پاس رہنے سے زیادہ محبوب ہوگا۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا تم نے بیچ کا خدا تم کو برکت دے اور اپنی رحمت تم پر نازل کرے۔ پھر حضرت فاطمہ رحمہ کو حارث بن نعمان کے مکان میں منتقل کر لیا۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی پرہیزگار و سدا خاتون تھیں آپ کی زندگی کا تمام تر حصہ زہد و قناعت میں گذرا، صبر و تحمل، زہد و شرم و حیا کی آپ بہترین مثال ہیں دنیا کا تکالیف و مصائب کا آپ کو ذرا بھی خیال نہ ہوتا تھا آپ کی زندگی جس حسرت و تگ و سستی میں بسر ہوئی اوسکا اندازہ صرف اس سے ہو سکتا ہے کہ آپ اپنے گھر کا تمام کام خود کرتی تھیں۔ روزانہ کی محنت و جانفشانی یہ تھی کہ چکی پیستے پیستے ہاتھوں میں چھالے پڑ جاتے تھے۔ شکر بھر بھر کر لانے سے کمر و سینہ میں نشان پڑ گئے تھے۔ گھر میں جھاڑو دینے اور چولہا پھونکنے سے کپڑے میلے ہو جاتے تھے۔

یہ وہ زمانہ تھا جب فتوحات کی کثرت تھی مدینہ میں مال و زر کے خزانے لٹ رہے تھے لیکن کوئی سوال کرنے کہ سیدہ عالم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کوئی حصہ نہ دیا یا نہیں تو اسکا جواب سوائے نفی کے اور کچھ نہیں ہو سکتا یا ایمنہ جب آنحضرت صلعم سے یہ حال عرض کر کے روڈی کی استدعا کرتی تو آنحضرت صلعم دوسرے طریقے سے تسکین و تسلی کر دیتے کبھی کوئی وظیفہ بتا دیتے اور کبھی دنیا کی بے ثباتی کا حال بیان فرما دیتے کبھی صاف انکار کر کے فرماتے کہ یہ نفرو دیتا مئی کا حق ہے۔ انکہ حدیث فرماتے ہیں کہ چکی پیسنے کے نشان حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھوں میں پڑ گئے تھے۔ اور چولہا پھونکنے سے چہرہ کا رنگ متغیر ہو گیا تھا۔ لیکن اتنی قدرت نہ تھی کہ کوئی کینز رکھ سکیں۔ ایک دن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا اب تو پانی بھر بھرتے سینہ درد کرنے لگا آجکل دربار نبوت میں بہت سے قیدی آئے ہوئے ہیں تم جاؤ اور ایک خادم آنحضرت صلعم سے مانگو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں کس سے کہوں میرا خود ہی حال ہے کہ چکی پیستے پیستے میرے ہاتھوں میں گٹھے پڑ گئے پھر آپ اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں گئیں آنحضرت صلعم نے دریافت فرمایا کیا حال ہے کیسے آئیں، کیا کوئی کام ہے آپ نے عرض کیا کوئی کام نہیں صرف سلام کے لیے حاضر ہوئی۔ آپ (حضرت فاطمہ) مراسم آداب و سلام بجا لاکر اپنے گھر واپس آ گئیں جن باتوں کی اظہار کی ضرورت تھی اور جس گزارش کے لیے گئی تھیں۔ شرم کے مالے اُسکا اظہار نہ کیا جب گھر آئیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا تم جس کام کے لیے گئی تھیں کیا کر کے آئیں آپ نے جواب دیا میں سلام کر کے چلی آئی میری شرم و حیا نے اجازت نہ دی کہ میں کوئی سوال کرتی پھر دونوں میان بیوی آنحضرت صلعم کی خدمت میں گئے حضرت

علیؑ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! پانی بھرتے بھرتے سینہ میں درد ہونے لگا ہے حضرت فاطمہؑ نے عرض کی کہ چلی پیستے پیستے ہاتھوں میں گٹھے پڑ گئے ہیں اب تو یہ کلیفین ناقابل برداشت ہیں۔ حضورؐ کی بارگاہ میں بہت سے قیدی آئے ہیں ان میں سے ایک ہم کو دیجیے۔ آنحضرتؐ صلعم نے فرمایا بخدا میں تم دونوں کو کوئی قیدی خدمت کے لیے نہیں دے سکتا۔ کیا میں اہل صفہ کے حق کو تلف کر دوں اور ان کو بھول جاؤں جو فقر و فاقہ کی بدولت ان شہینہ کے محتاج ہیں اور میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے کہ میں ان لوگوں کے لیے صرف کر دوں اور امداد کر دوں سوائے اسکے کہ ان قیدیوں کو فروخت کر دوں اور اسکی قیمت سے اہل صفہ کی ضروریات پوری کر دوں جب یہ دونوں ایک منصفانہ اور اصولی جواب سنکر گھر واپس آئے تو آنحضرتؐ صلعم حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے اسوقت دونوں اپنے اپنے بستروں پر آرام کے لیے لیٹ چکے تھے لیکن جب آنحضرتؐ صلعم کو تشریف لاتے دیکھا تو تعظیماً ذکر نما استقبال کے لیے اٹھ اٹھے آنحضرتؐ صلعم نے ان دونوں کو روکا اور فرمایا تم نے جس چیز کی ضرورت ظاہر کی تھی اور جسکے تم خواہشمند تھے اس سے بہتر ایک چیز میں تم کو جاتا ہوں ان دونوں نے عرض کیا جی ہاں فرمائیے۔ آپؐ نے فرمایا ہر نماز کے بعد دس دس بار سبحان اللہ و الحمد للہ ۱۰۰ بار یا اے اللہ اکبر! پڑھا کر دو اور صوٹے وقت سبحان اللہ و الحمد للہ ۳۳-۳۳ بار اور اللہ اکبر ۳۳-۳۳ بار پڑھکر دم کو لیا یہی تھا کہ اسے لیے بہترین خادم ہیں۔

اسی روایت کے سلسلہ میں راوی نے حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہؑ رضی اللہ عنہا کی بے بغاوتی و بے مانگی کا اظہار اسطرح کیا ہے کہ جب وہ دونوں بستروں میں آرام کرنے کے لیے لیٹے تو آدھرا کا چادر اسقدر چھوٹا تھا کہ جب دونوں اپنے پیروں کو ڈھانکنا چاہتے تو سر کھل جاتا اور اگر سر ڈھانکنا چاہتے تو پیر کھل جاتے تھے۔

حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ جناب سیدہ فاطمہؑ رضی اللہ عنہا کا بہت خیال رکھتے تھے۔ اور کوئی بات انتشار کے خلاف نہ کرتے تھے۔ لیکن پھر بھی رسول اللہؐ صلعم ان کو تاکید فرماتے رہتے تھے کہ فاطمہؑ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔ اُدھر حضرت فاطمہؑ رضی اللہ عنہا کو بھی بار بار نصیحت کرتے رہتے تھے کہ عورت کا بڑا فرض شوہر کی اطاعت و فرمانبرداری ہے۔ الغرض آپ ہمیشہ دونوں کے تعلقات میں خوشگوار پیدا کرنے کی کوشش فرماتے رہتے تھے۔ لیکن زن و شو کے تعلقات معاشرت ایسے اہم ہیں کہ

کبھی دیکھی ایسے اتفاقات پیش آہی جاتے ہیں جن سے رنج و ملال کا اظہار ہو ہی جاتا ہے کہیں نظر غائر سے دیکھا جائے تو اس میں بھی محبت پنہان ہوتی ہے۔

ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے طرف سے کچھ ایسا برتاؤ ہوا جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ناگوار ہوا آپ کبیدہ خاطر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئیں آپ کے پیچھے پیچھے حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی گئے اور ایسی جگہ کھڑے ہو گئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی گفتگو سن سکیں۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی غصہ کی شکایت کی، آپ نے فرمایا اسے بیٹی جو کچھ میں کون اوس کو غور و فکر سے سنوا اور عمل کرو وہ کون سے مرد عورت ہیں جن کے درمیان کبھی کوئی رنجش واقع نہ ہو اور یہ کیا ضروری ہے کہ مرد تمام کام عورت کی مشاورت کے مطابق ہی کرے اور اپنی بیوی سے کچھ نہ کہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ پر اس مصلحت کا جواب کا استفسار نہ ہوا کہ پھر انھوں نے کوئی ایسی بات نہ کی جس سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رنجیدہ خاطر ہوتیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں کہ میں جو تشدد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پر کیا کرتا تھا اس سے دست بردار ہو گیا اور میں نے اپنی بیوی سے کہا خدا کی قسم آئندہ میں اب کبھی ایسا طرز عمل اختیار نہ کروں گا جس سے تم کو تکلیف پہنچے یا تمھاری دلکشی ہو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے درمیان جب کبھی خانگی معاملات میں کوئی رنجش ہو جاتی تو اس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیتے اور آپ کو ان دونوں کی مصاحبت سے غیر معمولی مسرت ہوتی تھی۔ ایک مرتبہ ایسا ہی اتفاق بھر پیش آیا آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے یہاں تشریف لے گئے اس وقت آپ کے چہرہ مبارک پر کچھ آثار رنج و ملال کے نمایاں تھے آپ نے ان دونوں میں صلح کرادی جب باہر تشریف لائے تو چہرہ مبارک بشاش تھا لوگوں نے دریافت کیا یا رسول اللہ کیا بات ہے جب آپ گھر میں تشریف لے گئے تو چہرہ مبارک منیر تھا اور اب بشاش ہے۔ فرمایا میں نے ایسے دو شخصوں میں مصاحبت کرادی جو مجھے بہت محبوب ہیں۔ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیاوی زمینت و آرائش کو بہت ناپسند فرماتے تھے، اس لیے وہ ایسی چیزیں اولاد کو نہ خود دیتے تھے اور نہ دوسروں کا دینا پسند فرماتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ایک سوئے کا بار دیا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا فاطمہ

کیا تم لوگوں سے اکلوانا چاہتی ہو کہ رسول اللہ کی لڑکی آگ کا ہار پہنتی ہے۔ حضرت سیدہ فاطمہ نے اسکو فروخت کر کے ادس کی قیمت سے ایک غلام خرید لیا۔

ایک مرتبہ آنحضرت صلعم کسی غزوہ سے واپس تشریف لائے حضرت سیدہ فاطمہ نے بطور خیر مقدم گھر کے دروازوں پر پردے لگائے۔ اور امام حسن و امام حسین علیہما السلام کو چاندی کے دو کنگن پہنائے جب آنحضرت صلعم حسب معمول حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے تو اس سارو سامان و آرائش کو دیکھ کر واپس چلے گئے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ایسی کاسبب سمجھ گئیں فوراً پردوں کو چاک کر ڈالا اور صاحبزادوں کے ہاتھوں سے کنگن اتار لیے، صاحبزادے روتے ہوئے آنحضرت صلعم کے پاس گئے آپ نے فرمایا۔ اگر چہ یہ میرے اہل بیت ہیں مگر میں نہیں چاہتا کہ دنیا کے مزخرفات سے آلودہ ہوں۔ اور صحابہ سے فرمایا کہ طلائی ہار کے عوض فاطمہ کے لیے عیسیٰ کا ہار اور ترقی کنگنوں کی جگہ ہاتھی دانت کے دو جوڑ کنگن خرید لائے۔

ابن ہشام بن میسرہ برادر ابی ہل نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا تم غور ار بیت ابی ہل سے نکاح کرو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارادہ آنحضرت صلعم کو معلوم ہوا تو آپ کو سخت ناگوار گذرا۔ (اور صحیح یہ ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلعم سے اس واقعہ کو بیان کیا) آنحضرت صلعم مسجد نبوی تشریف لائے اور ممبر پر یہ خطبہ پڑھا جس میں اپنی ناخوشی کا اظہار فرمایا،

ان بنی ہشام بن المعیرۃ استاذ ذوفی	آل ہشام علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے اپنی
ان ینکحوا بنتہم علی بن ابی طالب	راکی کا عقد کرنے کے لیے مجھ سے اجازت چاہتے ہیں
فلا آذن ثم لا آذن۔ الا ان	لیکن میں نہ دوں گا کبھی اجازت دوں گا۔ البتہ ابی ہل
یرید ابن ابی طالب ان یطلق ابنتی	ابی طالب میری لڑکی کو طلاق دیکر اسکی راکی سے عقد
وینکحوا بنتہم فانما ہی بضعة منی یربیبی	کر سکتے ہیں۔ فاطمہ میرے جسم کا ایک ٹکڑا ہے میں
ما دابھا ویؤدینی ما آذیھا۔	اسکو اذیت دیں گویا، اُسے مجھے اذیت دی ہے
	اسکو دکھ ہو چکا اس سے مجھے بھی تکلیف ہوگی،

اور فرمایا

وانی لست احرم حلالا ولا احل	اور میں نہ حلال کو حرام اور حرام کو حلال نہیں
حراما وادکن واللہ لا یجمعہ بینت	کرنا چاہتا ہوں لیکن خدا کی قسم رسول اللہ کی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بیٹی اور دشمن خدا کی بیٹی دونوں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں
اس کا یہ اثر ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی زندگی تک کوئی دوسرا
کاح نہیں کیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ و حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت امام حسن حضرت امام حسین
علیہما السلام سے فرمایا کہ تم لوگوں کی جس شخص سے لڑائی ہے اس سے میری بھی لڑائی ہے
اور جس سے تمھاری صلح ہے اس سے میری بھی صلح ہے یعنی جن لوگوں سے تم نارضا مند ہو گے
اس سے میں بھی نارضا مند رہوں گا۔ اور جس سے تم خوش ہو گے اس سے میں بھی خوش ہوں گا۔
حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جسوقت میری شادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہوئی تو میرے
اور فاطمہ کے لیے کوئی بستر تک نہ تھا صرف ایک کھال تھی رات کو اس پر لیٹ رہتا اور دونوں
اس سے مشکیزہ کا کام لیتا اور نہ کوئی خادم تھا۔

ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ ہم دونوں (فاطمہ، علی)
میں کسکو زیادہ محبوب رکھتے ہیں آپ نے فرمایا تم سے زیادہ فاطمہ محبوب ہے اور فاطمہ سے زیادہ
تم عزیز ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سرگوشی مشہور روایت کے مطابق حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی عمر انیس سال کی تھی کہ
و ما دتہ جائگہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ عاطفت سر سے اٹھ گیا چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو
بہت محبوب رکھتے تھے اس لیے وصال نبوی کے واقعہ سے جناب فاطمہ بہت منوم ہوئیں حضرت
عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ وفات سے قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس میں بیٹھی ہوئی تھی کہ فاطمہ
آئیں ان کی رفتار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رفتار سے بہت مشابہ تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مر جھایا بستی فرما کر
اپنے دائیں یا بائیں جانب بٹھالیا۔ پھر آپ نے ان کے کان میں کچھ فرمایا وہ رونے لگیں پھر
دوبارہ کان میں کچھ فرمایا تو ہنسنے لگیں مجھے (عائشہ) بڑا تعجب ہوا اور مجھ سے نہ رہا گیا میں نے
فاطمہ سے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے اس سے قبل میں نے ایک ہی وقت میں خوشی و غمی ہنسنے
اور رونے کا اجتماع نہیں دیکھا۔ جیسا کہ اس موقع پر دیکھا۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ میں ہرگز
اپنے باپ کا راز فاش نہ کروں گی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا تو میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا

۱۔ مجمع بخاری صفحہ ۷۸۷ ج ۲ زاد المعاد صفحہ ۱۲۸ ۲۔ استیاب صفحہ ۷۷ ۳۔ احبابہ صفحہ ۷۲ ۴۔ ۵۷۷

طبقات صفحہ ۱۳ ۵۷۵ زاد المعاد صفحہ ۵۲۲

یہ شعر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہیں جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے وقت ماضی میں مبارک
پڑھے۔ لیکن جو شعر مرثیہ رسول اللہ کے متعلق آپ سے منسوب ہیں، وہ یہ ہیں:-

اغبر آفاق السماء و کورس	شمس النهار و اظلم العصور
ولا رضى من بعد النبى کئیبة	اسفا علیہ کثيرة الا حزان
فلیسکہ شرق البلاد و غربها	ولبتکہ مض و کل یسان
ولیسکہ الطود کلاشم و جوه	والیبت ذوالاستاد و لادکان
یا خاتم الرسل المبارک صنوه	صلی علیک منزل القرآن

غبار آلود ہو گیا آسمان، لپیٹ دیا گیا آفتاب اور تاریک ہو گیا زمانہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے بعد زمین نہ صرف غلین و بول ہے بلکہ فطالم سے شق ہو گئی ہے۔ ان دنوں حضرت
مسلم پر مشرق و مغرب کے رہنے والے قبیلہ مضر کے لوگ اور تمام اہل یمن دوستے ہیں اور
بڑے بڑے پہاڑ اور محلات پر گریہ طاری ہے، اسے خاتم النبیین خدا آپ پر رحمت نازل
کرے،

حضرت مسلم کے انتقال کے بعد میراث کا مسئلہ پیش ہوا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت
ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جو کچھ میراث ہوا اسکو تقسیم کر دو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں سوال
کے اعزہ کو اپنے اعزہ سے زیادہ عزیز رکھتا ہوں لیکن وقت یہ ہے کہ خود آنحضرت صلی اللہ
ارشاد فرمایا ہے کہ انبیاء و جوامل چھوڑ جاتے ہیں وہ سب کا سب مدقر ہوتا ہے۔ اوسین
در اثنت نہیں جاری ہوتی۔ اس بنا پر میں کیونکر تقسیم کر سکتا ہوں۔ اس پر حضرت فاطمہ رضی
اللہ عنہا تعلق ہو ایلہ

صحیح بخاری میں مذکور ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اس گفتگو سے سخت صدمہ ہوا اور
وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے سدا سدا ناراض ہوئیں کہ آخر وقت تک ان سے بات چیت نہ کی گئی
لیکن طبقات کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب آپ بیمار ہوئیں اور
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کو دیکھنے آئے تو آپ نے اندر آنے کی اجازت چاہی حضرت علی رضی
اللہ عنہ نے اپنی بیوی سیدہ فاطمہ سے کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے ہیں اندر آنے کی اجازت طلب کرتے ہیں
حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ اس کو تو آپ ہی سمجھ سکتے ہیں، چنانچہ وہ اندر آئے خیر فرما کر

میں غسل کر چکی ہوں اس لیے اب اگر غسل کی ضرورت نہیں ہے اور نہ اب میرا بدن کھولا جائے
چنانچہ اسی کے بعد ہی انتقال ہو گیا۔ جب حضرت علی رضی تشریف لائے تو میں نے یہ واقعہ بیان
کیا، انھوں نے اسی غسل پر اکتفا کیا اور ان کو دفن کر دیا۔

یہی روایت اصحابہ (صفحہ ۶۲۹) میں ام رافعہ سے مروی ہے،
جنازہ میں بہت کم لوگوں کو شرکت کا موقع ملا، اسکی وجہ یہ تھی کہ رات کے وقت آپکا
انتقال ہوا اور حضرت علیؓ نے آپ کی وصیت کے مطابق رات ہی کو دفن کیا۔ یہی روایت
طبقات میں بھی متعدد جگہ آئی ہے،

سیدۃ النساء حضرت فاطمہؓ کے فراج میں انتہائی شرم و حیا رہی جب آپ کی
وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے حضرت حضرت اسماء بنت عمیس سے فرمایا کہ مجھے یہ پسند
نہیں ہے کہ عورت کا جنازہ کھلا ہوا قبرستان تک جائے۔ میں بے پردگی ہوتی ہے۔ اور مرد
عورت کے جنازہ میں کوئی تقریب نہیں رہتی مرد بڑا کرتے ہیں کہ عورت کا جنازہ کھلا ہوا بیچا
ہو۔ یہ مجھے بالکل پسند نہیں ہے۔ حضرت اسماء بنت عمیس نے کہا یا نبوت رسول اللہؐ میں نے
حبش میں ایک بہترین طریقہ دیکھا ہے۔ آپ اگر حکم دین تو وہ طریقہ پیش کروں یہ کہہ کھجور کی
چند شاخیں منگوائیں اور ان پر کپڑا تاجس سے پردہ کی صورت نکل آئی۔ حضرت فاطمہؓ کو
یہ طریقہ پسند آیا اور بہت خوش ہوئیں۔

چنانچہ آپ کا جنازہ پردہ میں قبر تک گیا۔ اور سلام میں پہلی خاتون بن جن کا
جنازہ اس طریقہ سے اٹھایا گیا۔ آپ کے بعد حضرت زینب بنت جحش کا بھی جنازہ اسی طرح
قبر تک گیا۔

حضرت علیؓ کو رحم اللہ وہمہ جب تھیں و کفین سے فارغ ہو کر گھر واپس تشریف لائے
تو بہت غم و محزون تھے اور شدت غم و اہم میں یہ شعر پڑھتے تھے،

ارسی علی الدینا علی کثیرہ وصاحبہا حق المات علیل
لکل اجتماع من خلیلین فرقة وکل لذلک دون الفراق قلیل
وان اقتفادی فاطمہ بعد احمد دلیل علی ان لا یدوم خلیل

طبقات صفحہ ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳

مین دیکھتا ہوں مجھ مین دنیا کی بیاریاں بہ کثرت ہو گئی ہیں اور اہل دنیا جب تک دنیا میں
ہیں یا رہیں، ہر کجائی کے بعد دوستوں سے مفارقت ہونا ضروری ہے۔ اور وہ زمانہ
جو فراق کے سوا ہوتا ہے ٹھوڑا ہوتا ہے۔ رسول صلعم کے بعد فاطمہ کی مفارقت اس بات
کی دلیل ہے کہ دوست ہمیشہ نہیں رہتا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ روزانہ حضرت فاطمہ رضی کی قبر پر تشریف لیجاتے اور
حضرت فاطمہ رضی کو یاد کر کے روتے اور یہ شعر پڑھتے۔

ماہی مروت علی القبول مسلما قبور الحبيب فلم یرد حواجا

یا قبورہا لک لا تجیب منادیا املت بعدی خلۃ الاحباب

(خدایا، میری حالت کیا ہے کہ میں قبروں پر سلام کرنے کے لیے آتا ہوں لیکن حبیب کی
قبر میرے سوال کا کوئی جواب ہی نہیں دیتی۔ اسے قبر تجھے کیا ہوا کہ پکارنے والے کو
کوئی جواب نہیں دیتی۔ کیا تو احباب کی محبت سے رنجیدہ ہو گئی ہے۔

مدفن واقدی کہتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمن بن ابی المولیٰ سے کہا کہ اکثر لوگ یہ کہتے ہیں
کہ حضرت فاطمہ رضی کی قبر بقیع میں ہے۔ آپ کا کیا خیال ہے، تو انھوں نے جواب دیا کہ وہ
مقام بقیع میں دفن نہیں کی گئیں بلکہ دار عقیل کے ایک گوشہ میں مدفون ہیں اور مکی قبروں
راستہ کے درمیان تقریباً سات ہاتھ کا فاصلہ ہے۔



حضرت اسماء بنت ابی بکر الصدیق

نام اسماء نام ہے، حضرت ابو بکر الصدیق رضی کی صاحبزادی ہیں ان کی والدہ کا نام قلیل تھا (جو قریش کے ایک مشہور و معزز سردار عبدالعزیٰ کی بیٹی تھیں) عبداللہ بن ابی بکر رضی ان کے حقیقی بھائی تھے اور حضرت عائشہ رضی ان کی سوتیلی بہن تھیں۔ جو ان سے عمر میں چھوٹی تھیں۔

لقب ذات النطاقین ان کا لقب تھا، جس کے متعلق یہ روایت بیان کی جاتی ہے کہ جب آنحضرت صلیم کو کفار مکہ نے بہت پریشان کیا اور ہر قسم کی ایذا میں دینے لگے یہاں تک کہ قتل کرنے پر آمادہ ہو گئے تو آپ نے مکہ کو خیر باد کہہ کر مدینہ کی طرف ہجرت کا قصد فرمایا حضرت ابو بکر رضی بھی آپ کے ہم خیال تھے چنانچہ ایک رات رسول اللہ صلیم جناب ابو بکر رضی کے مکہ سے باہر جا کر تھوڑے فاصلہ پر جبل ثور کے ایک غار میں مقیم ہو گئے (حضرت ابو بکر الصدیق رضی کو اسی وجہ سے یار غار کہتے ہیں) کفار مکہ نے ہر چند بہت جتو کی اور اسی تلاش کے سلسلہ میں بارہا اُس غار کے منہ تک بھی پہنچ گئے لیکن چونکہ خدا کو مشکوٰۃ نبوی کے نور سے نیا کو روشن کرنا مقصود تھا اس لیے دشمنوں کا گزر آپ تک نہ ہو سکا۔ ان رفتار میں سے جو اس وقت آنحضرت صلیم کی پوشیدہ امداد کرتے تھے، حضرت اسماء بھی تھیں، چنانچہ یہ روزانہ رات کو آنحضرت صلیم کے پاس کھانا بیچا تیں اور کھانا کھلا کر واپس آ جاتی تھیں۔

حضرت اسماء کے بھائی عبداللہ (جو اب تک مسلمان نہیں ہوئے تھے) دن بھر کافروں کے ارادوں، اور مشورہ دن، کا پتہ لگایا کرتے تھے اور رات کو غار میں پہنچ کر تمام خبریں رسول اللہ کو دیا کرتے تھے۔ عامر (جو حضرت ابو بکر الصدیق رضی کا چچا تھا) رات کو کربان غار کے منہ پر بیجا آتا تھا اور بعد ضرورت دودھ دیکر چلا آتا تھا۔ اس طرح حضرت اسماء

اور ان کے بھائی عبداللہ کے نقش قدم بھی بکریوں کے کھرون سے مٹ جاتے تھے اور کفار کو غار کا سراغ نہ لگ سکتا تھا۔

جب کفار کو اپنی سعی و جستجو میں کامیابی نہ ہوئی تو انھوں نے سوا و نٹ کا انعام اس شخص کے لیے مقرر کیا جو آنحضرت صلعم کا سراغ لگائے، اس کے تیسرے دن رات کو جب حضرت اسرارہ کھانا لیکر گئیں تو آپ نے ان سے فرمایا کہ تم علی رضے جا کر کہدینا کہ کل رات کو تین اونٹ اور ایک شخص واقعہ ملاش کر کے اسی غار پر پہنچیں۔ چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ جلیل ارتدادین اونٹ اور ایک راہبر لیکر گئے اور حضرت اسرارہ بھی دو تین روز کا ناشتہ تیار کر کے لے گئیں۔ ناشتہ اور بانی کا مشکیزہ ہاندھنے کی ضرورت ہوئی اس وقت جلد سی میں کوئی رتی کا ٹکڑا نہ ملا تو انھوں نے اپنا نطق ٹکڑے سے کھوکھڑا کر کے کیے ایک سے ناشتہ اور دوسرے سے مشکیزہ کا مٹھہ ہاندھا۔ اس پر دربار نبوت سے آپ کو ذات النطاقین کا لقب ملا جو آج بھی باوجود تیرہ سو چالیس سال گزر جانے کے زندہ ہے اور حضرت اسرارہ آج تک صفحات تاریخ میں اسی نام سے یاد کی جاتی ہیں۔

ولادت ہجرت سے سائیس سال پہلے مکہ میں پیدا ہوئیں۔ اس وقت ان کے والد بزرگوار ابوبکر الصدیق رضی کی عمر پینٹ سال سے کچھ زیادہ تھی۔

کاح حضرت زبیر بن العوام سے شادی ہوئی۔ جو آنحضرت صلعم کے چھوٹے بھائیؓ اسلام حضرت اسرارہ بڑی جلیل القدر صحابیہ تھیں، مکہ میں اسلام لائیں۔ اور آنحضرت صلعم سے شرف بیعت حاصل کیا۔ قبول اسلام میں ان کا شمار سابقین الاولون میں سے ہے کیونکہ یہ سترہ آدمیوں کے بعد مشرف بہ اسلام ہوئیں۔

ہجرت آنحضرت صلعم اور حضرت ابوبکر الصدیق رض جب مدینہ منورہ پہنچے اور اطمینان حاصل ہوا تو مستورات کے بلائے کی تجویز پیش ہوئی۔ چنانچہ آنحضرت صلعم نے زبیر عارثہ اور اپنے غلام ابورافع کو کہہ بھیجا، حضرت ابوبکر رض نے بھی ایسا ایک آدمی بھیج دیا حضرت ابوبکر

۱۵ نطق عرب میں اس روال کو کہتے ہیں جسے عورتیں یس کے اوپر لپیٹ لیتی ہیں۔ ۱۵

طبقات صفحہ ۱۸۲ و اسد الغابہ صفحہ ۳۹۲ و استیعاب صفحہ ۷۲ و در المنثور صفحہ ۳۳ و ۱۵

صفحہ ۳۹۲، طبقات صفحہ ۱۸۲ و استیعاب صفحہ ۷۲ و اسد الغابہ صفحہ ۳۹۲ و در المنثور صفحہ ۳۳،

۱۵ طبقات صفحہ ۱۸۲، ۱۵ اسد الغابہ صفحہ ۳۹۲،

کے صاحبزادے عبداللہ اپنی ماں اور دونوں بہنوں (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت اسماء رضی اللہ عنہا) کو لیکر مکہ سے روانہ ہوئے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا جب مقام قبا میں پہنچیں تو عبداللہ بن زبیر کی ولادت ہوئی۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اپنے نخت جگر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائیں۔ آپ نے گود میں لیکر لکھی پلائی۔ اور دعائے سرفراز فرمایا۔ یہ پہلی ولادت باسعادت ہے جو ہجرت کے بعد مہنام میں ہوئی۔ اولاد حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک سے حضرت زبیر بن العوام کے پانچ صاحبزادے پیدا ہوئے۔ عروہ، منذر، عاصم، مہاجر، اور تین صاحبزادیاں (خدیجہ الکبریٰ، ام الحسن، عائشہ) پیدا ہوئے۔ یہ سب انہی کی یادگارین ہیں۔

عام حالات حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نہایت متواضع اور منکسر المزاج تھیں۔ محنت و مشقت میں آپ کو کوئی عار نہ تھا۔ چنانچہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اپنے شوہر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی بے بضاعتی و تنگدستی، اپنے اہم فرائض خانہ داری کی انجام دہی اور ذمہ داریوں کی داستان اسطرح بیان کرتی ہیں۔ جب میری شادی حضرت زبیر بن العوام سے ہوئی اسوقت ان کے پاس نہ مال تھا نہ کوئی غلام۔ بے حد تنگ دست، فقیر و مفلس تھے ایک گھوڑا اور ایک اونٹ تھا، اور میں ہی ان کی خیر رکھتی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قطعہ نخلستان کا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا تھا جو مدینہ سے چھ فرسخ کے فاصلہ پر تھا وہاں سے روزانہ کھجور کی گٹھلیاں جمع کر کے اپنے سر پر اٹھا کر گھر تک لاتے تھے اور پھر خود ہی دلتی اور گھوڑے کو کھلاتی، پانی بھرتی، ڈول کھینچتی، اور گھر کا جو کچھ کام ہوتا وہ بھی میں ہی انجام دیتی۔ چونکہ مجھے روٹی پکانا اچھا نہیں آتا تھا اسلئے میں صرف آٹا گوندھ کر رکھ دیتی تھی، میرے گھر کے قریب انصار کی بیویاں رہتی تھیں (جو نہایت خلوص و محبت رکھنے والی اور دوسروں کا کام کر کے خوش ہونے والی عورتیں تھیں) وہ میری روٹیاں پکا دیا کرتی تھیں۔ روز مجھے اپنی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا، ایک روز میں حسب معمول نخلستان سے کھجور کی گٹھلیاں اپنے سر پر لا رہی تھی کہ راستہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی، آپ کی ہمرکابی میں اور صحابہ کرام تھے، آپ نے اپنے اونٹ کو بٹھایا تاکہ میں سوار ہو جاؤں لیکن میری شرم و حیا نے اجازت نہ دی۔ جب آپ کو خیال ہوا کہ شرم کی وجہ سے انہیں بیٹھیں تو آپ تشریف لے گئے۔ میں اپنے گھر آئی اور یہ قصہ اپنے شوہر زبیر رضی اللہ عنہ سے بیان

۱۔ طبقات صفحہ ۴۴، ۲۔ اسد الغابہ صفحہ ۳۹۲، ۳۔ استیعاب صفحہ ۷۲، ۴۔ صبح بخاری صفحہ ۵۵، ۵۔ ج۱

۶۔ در المنثور صفحہ ۳۳ و ۳۴، ۷۔ طبقات صفحہ ۱۸۲

کیا۔ تو انہوں نے کہا خدا جانتا ہے تمہارا سر پر گھلیاں لادنا میرے لیے اُن کے ساتھ بیٹھنے سے زیادہ سخت ہے پھر کچھ عرصہ کے بعد میرے باپ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے میرے پاس ایک غلام بھیج دیا جس کی بدولت گھوڑے کی خدمت سے جھک سجات مل گئی۔ اور مصیبتوں سے ایک حد تک چھٹکارا نصیب ہو گیا۔ جب حضرت ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ اسلام لائے، اس وقت اُن کے پاس تقریباً ایک لاکھ درہم تھے لیکن چونکہ وہ تمام دولت مذہب و ملت کی خاطر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امداد میں صرف کر چکے تھے، اس لیے ہجرت کے وقت اُن کے پاس صرف ڈیڑھ ہزار درہم رہ گئے تھے اور یہی رقم لیکر آپ مکہ سے ہجرت کر کے چلے گئے۔ اور بال بچوں کو اللہ کے بھر دسہ پر چھوڑ دیا حضرت اسرار رحمہ اللہ جب اپنے والد کو رخصت کر کے گھر آئیں تو صبح کو ابو قحاذہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے والد جو ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے، اور بہت ضعیف ہو گئے تھے آنکھ کی عبارت بھی رخصت ہو چکی تھی اُن کے گھر آئے اور بڑے رنج کے ساتھ کہنے لگے نہایت افسوس ہے کہ ابو بکر خود بھی چلے گئے اور تمام مال بھی اپنے ساتھ لے گئے، حضرت اسرار رحمہ اللہ نے فوراً اُن کے قلب کو تسکین دینے کے لیے، ایک تھیلی میں کچھ کنکر بھر کر اُسی طاق میں رکھ دیا جس میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے درہم رکھے رہتے تھے۔ اور اُن سے کہا داد امیان آبانے تو ہم لوگوں کے لیے بہت کچھ چھوڑ دیا ہے۔ اور اُن کا ہاتھ اُس طاق میں لیجا کر رکھ دیا، ابو قحاذہ نے سٹولا تو سمجھے حقیقت میں مال موجود ہے اور ان کے دل کو اطمینان ہو گیا۔

حضرت اسرار رحمہ اللہ فرماتی ہیں کہ میں نے صرف اُن کی تسلی کے لیے ایسا کیا تھا ورنہ ضعیف گھر میں ایک حقہ بھی نہ تھا۔

جب کبھی حضرت اسرار رحمہ اللہ کو دردمس کا دورہ ہوتا تو اپنے سر کو ہاتھ سے پکڑ کر کستین خلا یا اگر چہ مین بہت گناہگار ہوں لیکن تیری شان غفاری بہت بڑی ہے۔
ایک دفعہ اُن کی گردن درم کر آئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک سے سہلا دیا اور فرمایا خدا تمہاری اس تکلیف کو دور کرے۔

حضرت اسرار رحمہ اللہ کم مائیگی اور تنگدستی کی وجہ سے امور خانہ داری میں بہت احتیاط سے کام لیتی تھیں اور ہر چیز کو بقدر ضرورت ناپ تول کر خرچ کرتی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو ۱۱ طبقات صفحہ ۱۸۲ و ۱۸۳، صحیح بخاری صفحہ ۸۶، ج ۲، مسند ابن حبش صفحہ ۳۵، ج ۱، طبقات صفحہ ۱۲،

دصابہ صفحہ ۸، ۸، طبقات صفحہ ۸۲، ۱۱۵، ایضاً مسند صفحہ ۳۵، ج ۱،

منع فرمایا کہ ناپ تول کرنے خرچ کیا کرو ورنہ خدا تعالیٰ بھی اتنا ہی دگکا چنانچہ انھوں نے یہ عادت چھوڑ دی۔

چونکہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ ایک راسخ الاعتقاد مسلمان خاتون تھیں اس لیے مشرکین کی سخت دشمن تھیں۔ ایک مرتبہ ان کی والدہ کچھ تحفے تحائف لیکر دیکھنے کو آئیں۔ چونکہ وہ بہت مشرک تھیں اس لیے انھوں نے ان کے تحفے قبول نہیں کیے اور نہ اپنے گھر میں ٹھہرایا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس کہلا بھیجایا کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کر لیجئے کہ میں اس موقع پر کیا کروں اور آپ کا اس بارے میں کیا حکم ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تحفے قبول کرو اور ان کو اپنے گھر میں ممان رکھو خدا تعالیٰ کا بھی یہی ارشاد ہے جیسا کہ کلام اللہ کی اس آیت سے واضح ہوتا ہے

لَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الذِّينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ
أَنْ تَنْبَرُوا لَهُمْ وَتَقْسُطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ
الَّذِينَ قَاتَلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَأَخْرَجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ
وَمَا هُمْ بِأَعْلَىٰ أَحْوَابِكُمْ أَنْ تُولَّوْهُمْ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ فَوَ لَئِنْ لَمْ يَنْصُرُوا لَكُمْ
فَمَا يَكُنْ لَهُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ

جو لوگ تم سے دین کے بارے میں نہیں لڑے۔ اور انھوں نے تم کو تمھارے گھروں سے نہیں نکالا۔ ان کے ساتھ احسان کرنے اور منصفانہ برتاؤ کرنے سے خدا تعالیٰ تم کو نہیں روکتا ہے (کیونکہ) اللہ تعالیٰ منصفانہ برتاؤ کر نیوالو کو دوست رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو تم کو ان ہی لوگوں سے دوستی کرنے کو منع کرتا ہے جو تم سے دین کے بارے میں لڑے اور جنھوں نے تم کو تمھارے گھر و دکان نکالا۔ اور تمھارے نکالنے میں تمھارے مخالفوں کی مدد کی اور جو شخص ایسے لوگوں سے دوستی رکھے۔ تو دیکھا جائیگا کہ اسی لوگ (مسلمانوں پر) ظلم کرنے میں

اس کے بعد انھوں نے تحفے قبول کیے اور والدہ کو اپنے مکان میں قیام کرنے کی اجازت دی۔

بادجو دیکھ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو جاہ ثروت اور دولت سے مالا مال ہو گئی تھیں لیکن انھوں نے اسلام کی سادگی کو کبھی ہاتھ سے نہ جانے دیا وہ ہمیشہ موٹا کپڑا پہنتیں خشک روٹی سے شکر پری کرتیں۔ اور فقیرانہ زندگی بسر کرتیں تھیں۔ ان کی سادگی کے ثبوت میں ذیل کا

سلسلہ طبقات صفحہ ۱۸۳، سلسلہ ایضاً، دستند صفحہ ۳۵۲، ج ۶، سلسلہ سورہ مختمہ پارہ ۲۸ قدس سرہ
سلسلہ طبقات صفحہ ۱۸۳،

واقعہ پیش کیا جاسکتا ہے،

اُن کے بیٹے منذر جب عراق کی لڑائی فتح کر کے واپس آئے تو کچھ زمانے کے بعد خوبصورت، باریک منقش بھی ساتھ لیتے آئے جیب اپنی والدہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو وہ کپڑے پیش کیے (اُن کی والدہ کی بصارت پیرانہ سالی کی وجہ سے رخصت ہو چکی تھی) اُنہوں نے ہاتھ سے ٹٹول کر اُنکی خوبیاں معلوم کیں بہت خفا ہوئیں۔ اور لینے سے انکار کر دیا۔ منذر پھر موٹے کپڑے لائے تو اُس کو قبول کیا خوش ہوئیں اور کہا بیٹے! مجھے ایسے ہی کپڑے پہنایا کرو۔

سخاوت فیاضی، اور سخاوت، جو عرب کا اصلی جوہر ہے وہ ان کے مزاج میں بہت زیادہ تھی۔ اپنے بچوں کو ہمیشہ وعظ و نصیحت کیا کرتی تھیں کہ اپنا مال دوسروں کے کام نکالنے اور اُن کی مدد کرنے کے لیے ہوتا ہے نہ کہ جمع کرنے کے لیے۔ اگر تم اپنا مال خدا کی مخلوق پر خرچ کرو گے اور بخل کرو گے تو خدا بھی تم کو اپنے فضل و کرم سے محروم رکھے گا۔ تم جو کچھ سداقتہ کرو گے یا خرچ کرو گے دراصل وہی تمہارے لیے ایک اچھا ذخیرہ ہوگا اور وہ ایسا ذخیرہ ہے جو نہ کبھی کم ہونے والا ہے اور نہ جس کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہے۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا جب کبھی علیل ہو جاتیں تو تمام غلاموں کو آزاد کر دیتی تھیں،

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی وفات کے وقت ایک قطعہ زمین کا ترکہ میں چھوڑا تھا وہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے حصہ میں آیا۔ اُنہوں نے اُس کو ایک لاکھ درہم میں فروخت کر کے وہ رقم اعزہ و اقارب پر تقسیم کر دی۔

چونکہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے مزاج میں تشدد زیادہ تھا۔ اس لیے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ میں اپنے شوہر کے بلا اجازت اُنکے مال سے کچھ فقرا، مسکین کو دے سکتی ہوں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں دے سکتی ہو۔

ایک مرتبہ اُن کی والدہ مدینہ منورہ آئیں اور اُن سے کچھ روپے مانگے اُنہوں نے حسب عادت پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ میری والدہ مشرک ہیں اور وہ مجھ سے روپے مانگتی ہیں کیا میں ایسی حالت میں اُن کی امداد کر سکتی ہوں اور اُنکے سوال کو

۱۔ طبقات صفحہ ۱۸۲، ۲۔ ایضاً صفحہ ۱۸۳، ۳۔ ایضاً، و خلاصہ تہذیب صفحہ ۴۸۸، ۴۔ صحیح بخاری

باب ہبہ الواحد للجامع، ۵۔ صفحہ ۳۵۳، ج ۶،

پورا کر سکتی ہوں، آپ نے فرمایا مان وہ تمھاری والدہ ہیں یعنی اُن کی امداد کر سکتی ہو۔
ہمت، اور اخلاق حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے ہیکہ اخلاق تھیں ان میں اخلاص و نیک نیتی کا مادہ
فطرتاً و دینیت ہوا تھا۔ بنی نوع کی ہمدردی کی طرف بہت مائل تھیں۔ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ
سوف کی ناز پر بارہے تھے آپ نے ناز کو بہت طول دیا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا گھبرا گئیں اور تھک کر
ادھر ادھر دیکھنے لگیں تو اُن کے پاس دو عورتیں اور بھی کھڑی تھیں اُن میں ایک موٹی دھڑکی
ڈبلی اور کمزور تھی ان دونوں کا کھڑا رہنا باعث تسلی ہوا۔ اپنے خیال کو بدلا اور کہا مجھے
اُن سے زیادہ دیر تک کھڑا رہنا چاہیے۔ چنانچہ وہ ناز ختم ہونے تک برابر کھڑی رہیں
چونکہ ناز کئی گھنٹے تک ہوئی تھی بہت استقلال سے کام لیا لیکن ضبط نہ کر سکیں۔ غش آگیا اور
سر پر پانی پھڑکنے کی نوبت آئی تھی۔

فصل دہم لوگ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے بہت معتقد تھے اور بڑی عقیدتمندی سے ملتے تھے
اُن کے تقدس و عظمت کا عام شہرہ تھا۔ ہر شخص دعائے خیر کا طالب رہتا تھا لوگ مصیبت کے
وقت خصوصیت سے دعا کرتے تھے کبھی کوئی عورت بخاریں بتلا ہوتی اور وہ دعا کرنے
کے لیے آتی تو آپ اُس کے سینہ پر پانی چھڑک دیتیں اور کہتیں آنحضرت صلی اللہ عنہ نے فرمایا ہے
کہ بخار آتش جہنم کی گرمی ہے اسکو پانی سے ٹھنڈا کر دو۔

جب کبھی آپ کے گھر میں کوئی بیمار ہوتا تو آپ آنحضرت صلی اللہ عنہ کے جبہ کو دھو کر حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا نے وفات کے وقت حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے سپرد کیا تھا (دھو کر اُس کا پانی بلا دیں)
حضرت اسماء رضی اللہ عنہ نے کئی جگہ کے پلا جج آنحضرت صلی اللہ عنہ کے ساتھ ہی کیا تھا۔

آنحضرت صلی اللہ عنہ سے تقریباً پچھن حدیثیں بھی روایت کی ہیں جو صحیحین میں موجود ہیں
جن لوگوں نے اُن سے روایت کی ہے ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں۔

عبداللہ بن عمرو، فاطمہ بنت المنذر بن زبیر، ابن عباس، ابن ابی ملیکہ، وہب بن کيسان
مسلم معری، وغیرہ،

آپ بڑی ذی فہم، راسخ الاعتقاد، قلب کی مضبوط، نہایت بردبار، اور بہت
صابر تھیں۔

۱۔ صحیح بخاری صفحہ ۸۸ ج ۲، ۲۔ مسند صفحہ ۳۴۹ ج ۳، ۳۔ صحیح بخاری صفحہ ۴۸، ج ۱، ۴۔ ایضاً صفحہ ۲
ج ۲، ۵۔ مسند صفحہ ۴۸ ج ۶، ۶۔ صحیح مسلم صفحہ ۴۹، ج ۱، ۷۔ اسد الغابہ صفحہ ۳۹۳،

طلاق عام کتابوں میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو حضرت زبیرؓ کے طلاق دینے کا حال مجمل لکھا ہے
 وجہ طلاق کسی ذہنین لکھی صرف ابن اثیر نے بتلایا ہے کہ طلاق کے دو سبب کہے جاتے ہیں ایک
 تو یہ کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بہت مس فقیر اور کبر سنی کی وجہ سے آنکھوں کی بنیائی بھی رخصت ہو چکی
 تھی۔ اس لیے حضرت زبیرؓ اُن کو اپنے پاس سے جدا کرنے کے لیے مجبور ہوئے۔ دوسرے یہ
 کہ دونوں کے تعلقات میں کشیدگی پیدا ہو گئی تھی جس کی بنا پر طلاق وقوع میں آئی۔ ہمارے
 نزدیک پہلی صورت اس لیے قابل تسلیم نہیں کہ اس وقت اسلام کے اخلاقی عناصر تعلیم اتنے کمزور
 نہ تھے کہ حضرت زبیرؓ جیسے مقتدر گن ملت صرف اس قصور پر طلاق دیتے کہ وہ بوڑھی ہو گئی
 تھیں۔ دوسرے واقعات کے ہوتے ہوئے قیاس بھی اس طرف رہبری کرنے سے قاصر ہے
 دوسرا سبب البتہ عقل میں آتا ہے جبکہ وقوع میں آنا بالکل ممکن ہے۔ کیونکہ حضرت زبیرؓ
 کے مزاج میں تیزی بہت تھی اور جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے، وہ تشدد کے عادی تھے۔ باہمی
 مخالفت سے کشیدگی کی نوبت آگئی ہوگی۔ جو آخر میں باعث طلاق ہوئی۔ دو ایسا دور ایسا
 دونوں صورتوں میں بمقابلہ پہلے کے یہ سبب زیادہ سمجھ میں آتا ہے اس کے علاوہ ابن اثیر کے
 اس بیان سے بھی ہماری خیال کی تائید ہوتی ہے کہ ایک مرتبہ کسی بات پر حضرت زبیرؓ
 حضرت اسماءؓ پر خفا ہوئے۔ یہاں تک کہ زبیرؓ کو ب کی نوبت ہو چکی۔ حضرت اسماءؓ نے اپنے
 بیٹے عبداللہؓ سے امداد چاہی، حضرت زبیرؓ نے اُن کو آتے ہوئے دیکھا تو کہا اگر تم یہاں
 آؤ گے تو تمہاری ماں کو طلاق ہے۔ عبداللہؓ نے کہا کہ آپ میری ماں کو نشانہ قسم بناتے
 ہیں۔ یہ کہتے ہوئے آئے اور اپنی ماں حضرت اسماءؓ کو اُن کے پیچھے سے چھوڑا لیا۔

بہر حال طلاق کے بعد حضرت اسماءؓ اپنے صاحبزادے عبداللہؓ کے پاس چلی آئیں
 اور وہیں رہنے لگیں عبداللہؓ جیسا فرمانبردار بیٹا ہونا بھی بہت مشکل ہے۔ وہ اپنی بوڑھی
 ماں کی بہت اطاعت کرتے تھے اور اُن کی رضا مندی کو اپنے تمام مقاصد کی کنج سمجھتے تھے
 ہمدردی و اخلاقی جرات جس طرح سرزمین عرب کی یہ خصوصیت ہے کہ اسکا بچہ بچہ فیاض
 اور صبر و استقلال دشمن ہوتا ہے اسی طرح جرات و دلیری بھی اُن لوگوں کی خصوصیت
 جانتے ہیں۔ اس لیے حضرت اسماءؓ جس طرح سخاوت و بین شہرت رکھتی تھیں اسی طرح دلیری

۱۔ درالمشور صفحہ ۱۳۱ و اسد الغابہ صفحہ ۳۹۳ ۲۔ استیعاب صفحہ ۷۲ ۳۔ درالمشور صفحہ ۳۲ و اسد الغابہ صفحہ ۳۹۲

و فتح الباری صفحہ ۱۶۳ ۴۔ اسد الغابہ صفحہ ۳۹ ایضاً و درالمشور صفحہ ۳۲

و شجاعت کے لیے بھی وہ مشہور تھیں۔ سعید بن عاص کے زمانہ حکومت میں جب مدینہ کے اندر
قنہ و فساد برپا ہوا، شہر میں بہت بد امنی پھیل گئی اور چوریاں ہونے لگیں، تو حضرت امیر
ایک خنجر سرہانے رکھ کر سویا کرتی تھیں۔ لوگوں نے پوچھا کہ آپ ایسا کیوں کرتی ہیں کس
جب کوئی چور آئیگا اور مجھ پر حملہ کرے گا تو میں اس کا پیٹ چاک کر دوں گی۔

حضرت عبداللہ بن حبیب بن شعوڑ کو پہنچے اور سلسلہ میں عراق عرب کے خلیفہ ہوئے
تو یہ وہ وقت تھا جب سلطنت بنو امیہ کا فرانروا دیزید اسلام میں فسق و فجور پھیلانے پر
لگا ہوا تھا اور قنہ و فساد ہر جگہ رونما ہو رہا تھا۔ صد ہا لوگ اس گم کردہ راہ کی بیعت قبول
کر رہے تھے۔ لیکن آپ نے اس کی بیعت سے انکار کر دیا۔ اور کہہ کر اپنا مادی و ملباس کر
ہر مین سے اپنی خلافت کی صدا بلند کی چونکہ ہر متنفذ آپ کی عظمت، شوکت، اجالات، جھلکی
اور سلاست روی کا معترف تھا اس لیے سب نے آپ کی دعوت خلافت پر لبیک کہی اور
حقوق و جقوق ملتہ گمراہی ارادت ہونے لگے۔

بعد میں جب عبدالملک بن مروان نے عمان حکومت اپنے ہاتھ میں لی تو عبدالملک
بن مروان کے وزیر حجاج نے آپ سے مقابلہ کا ارادہ کیا اور یکم ذی الحجہ ۶۸ھ کو مکہ کا
محاصرہ کر لیا۔ اور رصد بند کر دی چلے مہینہ تک برابر لڑائی جاری رہی لیکن جب حضرت
عبداللہ رحمہ کے معین و مددگار محاصرہ کی تنگیوں سے بھاگ نکلے اور تھوڑے آدمی رہ گئے تو
آپ اپنی والدہ محترمہ حضرت اسماء رحمہ کے پاس آئے۔ اور عرض کیا یا امی! دادا دار و کی بیوفائی
اور باقائدگانہ کنی بے صبری سے میں پریشان ہوں میرے سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کروں
اگر آپ کی رائے ہو تو اطاعت قبول کروں کیونکہ اس صورت میں ممکن ہے کہ حجاج اور
اس کے ہمراہیوں سے جو کچھ چاہوں وہی ہو جائے (چونکہ حضرت اسماء بہت دلیہ و راسخ الاعتقاد
اور جان نثار اسلام و دائرے ملت تھیں) آپ نے جواب دیا ہے! فرزند تم اپنی مصلحت خوب
سمجھ سکتے ہو اگر تمہیں حق و صداقت پر ہونے کا کامل یقین ہے تو تم کو ثابت قدم رہنا چاہیے
اور استقلال سے کام لینا چاہیے۔ مروان کی طرح لڑو اور جان کے خوف سے کسی ذلت کو
برداشت نہ کرو۔ عزت کے ساتھ تلوار کھانا ذلت و درصوائی کے عیش سے کمین زیادہ بہتر ہے
اگر تم شہید ہو گئے تو مجھے خوشی ہوگی اور اگر تم دنیا سے بے ثبات کے خواہشمند نکلے تو تم سے
اللہ عطاات صغیر ۱۸۸ و ذیل طبری صفحہ ۲۴۱

زیادہ بڑا کون شخص ہو سکتا ہے جو خود بھی بڑا بنتا ہے اور خلق خدا کو بھی ہلاکت و فقر و بدلت میں
 ڈالتا ہے۔ اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ تم تنہا ہو اور بجز اطاعت کے کوئی چارہ نہیں تو یہ روش شریفی کی
 نہیں۔ تم کب تک زندہ رہو گے ایک دن مرنا ضروری ہے اس لیے بہتر یہی ہے کہ نیک نام
 ہو کر مرنا کہ مجھے مسرت کا موقع ملے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ محترمہ کی یہ زین نصیحت
 سن کر کہا مجھ کو یہ خوف ہے کہ اہل شام مرنے کے بعد طرح طرح کے عذاب دینگے۔ حضرت اسامہ
 نے فرمایا بیٹا! جو کچھ تم نے اپنا خیال ظاہر کیا وہ بیشک درست ہے لیکن جب لوگ بکری کو
 ذبح کر ڈالیں تو پھر خواہ اس کا پوست نکالیں خواہ قیمہ کریں بکری کو کوئی اذیت نہیں پہنچتی
 اسکے بعد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ محترمہ کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور کہا درحقیقت میرا
 بھی یہی خیال ہے میں حق کے آگے دنیا کو بیچ سمجھتا ہوں اور یہ کام میں نے محض دین کے
 استحکام کے لیے کیا ہے اور اب میں آج ضرور بڑا کر شہادت حاصل کر دوں گا۔ لیکن ایسا نہ ہو کہ
 آپ کچھ افسوس کریں۔ اسے مادر محترمہ آج تک آپ کے بیٹے نے کوئی فسق و فجور نہیں کیا
 اور احکام شریعت کے اجراء میں عملاً غلطی نہیں کی اور نہ عمال کے ظلم و ستم سے خوش ہوا
 پھر آسمان کی طرف منہ اٹھا کر کہا بارگاہ اقدس میں جو کچھ میں نے اپنی ماں سے
 کہا ہے وہ محض اُن کی تسلی و تسنی کے لیے کہا ہے۔ تاکہ وہ اس حال کو دیکھ کر متأسف نہ ہوں۔
 حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اسے فرزند مجھے امید ہے کہ میرا صبر تیرے حق میں ایک
 عظیم النظم صبر ہوگا، اگر تو میرے سامنے ہلاک ہوا تو میرے اہرام کا باعث ہوگا، اور اگر تو
 غالب و غیاب ہوا تو میرے لیے وجہ مسرت و شکر گذاری، اب بسم اللہ آگے بڑھو اور آگے
 دیکھو، اسکے بعد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ ماجدہ سے دعائے خیر کی التجا کی اور زہرہ
 بینکرمان کو آخری صورت دکھانے آئے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ (نایاب تھیں) جب رخصت کرنے کو
 لیے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو گلے لگانے لگیں تو ہاتھ میں زہرہ محسوس ہوئی، بولیں عبداللہ! جو
 لوگ شہادت کے مشتاق ہوتے ہیں وہ زہرہ جہرشن بالاسے طاق رکھ دیتے ہیں، حضرت عبداللہ
 نے کہا میں نے آپ کے اطمینان کے لیے یہی ہے، فرمایا مجھے زہرہ سے اطمینان نہ ہوگا دین کرے
 باندھوا ورحلہ کرو، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کیا اور یہ رجز پڑھ کر
 انا اذا اعرفت یوحی اصبر وانا یعرف یومہ الحشر

اذلحضرت یسوع مسیح

پڑھنے ہوئے دشمنوں کی صفوں میں گھس گئے اور آخر کار شہید ہوئے۔

شہادت کے بعد حجاج نے حضرت عبداللہ رحمہ کی لاش حجون پر لٹکا دی۔ تین دن گزرنے کے بعد حضرت اسرار رحمہ اپنی کینز کے ساتھ آمین تو دیکھا کہ لاش اٹھ چکی ہوئی ہے یہ در و نال نظارہ دیکھا اور نہایت صبر و استقلال سے کام لیکر فرمایا کیا رہی وہ وقت نہیں آیا کہ یہ شہسوار اسلام و فدائے ملت گھوڑے پر سے اترے۔

راست گوئی حضرت اسرار رحمہ کا خاص شعار تھا، چنانچہ حجاج بن یوسف ایسے ظالم و جفا کار کے سامنے بھی آپ نے راست گوئی کو ترک نہیں کیا اور نہایت دندان شکن جواب دیے۔ جب حضرت عبداللہ رحمہ کی شہادت کے بعد حجاج، حضرت اسرار رحمہ کے پاس آیا اور کہا کہ تمہارا رب کے عبداللہ نے خدا کے گھر میں بیدینی، الحاد پھیلایا تھا ایسے اللہ تعالیٰ نے اس پر ایک شدید عذاب نازل کیا، تو حضرت اسرار نے جواب دیا کہ تو جھوٹا ہے، میرا رب کا لہجہ تھا، بڑا صائم شب بیدار، پرہیزگار، عبادت گزار، اور مان باپ کا فرمانبردار، لڑکا تھا، مگر میں نے آنحضرت صلم سے ایک حدیث سنی ہے کہ قبیلہ یثیف سے دو آدمی پیدا ہونگے جن میں سے پہلا دوسرے سے بڑے ہوگا۔ سو ایک کذاب (ختمہ نقی) کو تو میں دیکھ چکی۔ اور دوسرا ظالم جس کو میں اب دیکھ رہی ہوں تو ہے،

حجاج آپ کے اس تلخ جواب سے جگلیا اور تیج و تاب کھا کر خاموش ہو رہا۔

ایک روایت سے یہ واقعہ بھی ثابت ہے کہ جب حجاج نے حضرت اسرار رحمہ سے کہا کہ میں نے تمہارے بیٹے کے ساتھ یہ سلوک کیا ہے تو آپ نے جواب دیا "تو نے میرے بیٹے کی دنیا حجاب کی اور اپنی آخرت اور ہان میں نے یہ بھی سنا ہے کہ تو میرے بیٹے کو طنزاً ابن ذات النطاقین کہتا تھا۔ بیشک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے والد بزرگوار حضرت ابو بکر رحمہ کا کھانا نطاق سے باہر ہاتھ لیا۔ لیکن میں نے یہ حدیث بھی سنی ہے کہ یثیف (قبیلہ کا نام) سے ایک کذاب اور ایک ظالم پیدا ہوگا۔ سو کذاب کو دیکھ چکی ہوں اور ظالم تو ہے" حجاج اس حدیث کو سنکر متاثر ہوا۔ اور مہر سے اٹھ کھڑا ہوا۔

چند دنوں کے بعد عبداللہ بن مروان کے حکم سے وہ لاش حجون سے اتار دی گئی حضرت

لہ الخراز دار المنثور صفحہ ۳۳، لہ اسرار الخاری صفحہ ۱۶۲، دیلمی ص ۳۶۶، لہ مناقب صفحہ ۱۸۵، لہ مسیح ص ۴۵، لہ ج ۲

اسرار نے منگو کر غسل دلایا لاش کے جوڑ جوڑ الگ ہو گئے تھے غسل دینے کے وقت بڑی دقت ہوئی لیکن یہ عبرت ناک منظر بھی حضرت اسرار نے دیکھا اور صابر و شاکر رہیں۔

حضرت اسرار باوجود متواضع اور شکستہ المزاج ہونے کے اپنی بہن عاکشہ رضی اللہ عنہا کے بے انتہا خود ارغیتیں۔ چنانچہ اوپر کے بیان سے واضح ہو گیا ہوگا کہ آپ کی خود داری حجاج کے کبر و نخوت کے مقابلہ میں تاریخ اسلام میں کیسی عجیب و غریب مثال خود داری کی وفات حضرت اسرار رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں دعا مانگا کرتی تھیں کہ جب تک میں عبداللہ رضی اللہ عنہ کی نعش نہ دیکھ لوں مجھے موت نہ آئے، چنانچہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کو ایک ہفتہ بھی نہ گزرا تھا کہ حضرت اسرار نے اپنی حیات مستعار کے تلو سال پورے کر کے جمادی الاول ۳۵۷ھ میں بمقام مکہ معظمہ انتقال کیا۔

حضرت اسرار باوجود اس کے کہ سو سال کی عمر تک پہنچ گئی تھیں۔ لیکن ان کا ایک دانت بھی نہ ٹوٹا تھا اور ہوش و حواس بالکل درست تھے۔ آپ کا قد دراز تھا اور جسم چمکے گوشت آخر وقت تک آپ کے تمام قوی صبح و سالم رہے۔

اسلمہ حیدر بن جیب ان کے شوہر حضرت زبیر واقعہ الجبل سے واپس آ رہے تھے تو ایک شخص عمرو بن جرموز الجاشعی نے وادی السباع میں آپ کو قتل کیا۔ حضرت اسرار کو جب یہ واقعہ جانکا معلوم ہوا تو بہت رنجیدہ ہوئیں اور اسی غم و الم میں یہ مرثیہ زبان پر لائیں۔

عذرا بن جرموز بعنا من بھمة

یوم الھیا ج و کان غیر معد

یا عمی ولو بھمة لوجدت

لا طأشاء رعتی الجحان ولا الید

لکنک امک ان قتلت المسلما

حلت علیک عقوبة المتعمد

(ترجمہ) ابن جرموز نے لڑائی کے دن ایک شہسوار اور عالی ہمت سے بیوفائی (دغا) کی

(اور وہ بیوفائی) ایسی حالت میں (کی) کہ وہ نہ تھا اور بے سرو سامان تھا۔ اسے عمرو

۱۵۷ھ استیاب صفحہ ۲۶۶، ۱۶۷ھ در المنثور صفحہ ۳۳، ۱۵۸ھ استیاب صفحہ ۲۶۲، ۱۵۹ھ در المنثور صفحہ ۳۳

۱۵۹ھ در المنثور صفحہ ۳۳، ۱۶۰ھ در المنثور صفحہ ۳۳

اگر تو اسکو متنبہ کر دیتا تو بیشک تو اسکو ایک ایسا شخص پاتا کہ نہ اس کے دلیمن خوف ہو تا نہ ہمت
میں لرزہ۔ تیری مان تجھ پر روئے (اور تجھے خدا سمجھے) تو نے ایک مسلمان کو قتل کیا تجھ پر ضرور
عذاب نازل ہوگا۔

اُدھر شوہر کی وفات اور ادھر نخت جگر نورِ نظر عبداللہ رضی اللہ عنہ کی شہادت یہ دونوں
واقعی قیامت سے کم نہ تھے لیکن مرہار کہ باوجود ان سخت واقعات کے جس عزم و استقلال
اور صبر و شکر سے کام لیا وہ آپ ہی کا حصہ تھا۔



حضرت امامہ رض بنت ابی العاص

نام آپ کا نام امامہ ہے، آپ کے والد بزرگوار کا نام ابو العاص رض بن زید بن عبد نزی تھا اور والدہ کا حضرت زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولادت آپ اپنے نانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد سعادت میں پیدا ہوئیں۔ نکاح جب آپ شش شور کو پہنچیں تو آپ کی شادی کی فکر ہوئی۔ چونکہ حضرت فاطمہ رض کا انتقال ہو چکا تھا۔ اور حضرت فاطمہ رض کی وصیت بھی یہی تھی کہ میرے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت امامہ رض سے عقد کر لیں۔ اسلئے حضرت امامہ رض کا نکاح حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کر دیا گیا۔

حضرت امامہ کی شادی کا انتظام حضرت زبیر بن العوام رض نے کیا کیونکہ حضرت ابو العاص رض نے انہی کو حضرت امامہ رض کے نکاح کرنے کی وصیت کی تھی۔ جب حضرت علی علیہ السلام منکحہ دین شہید ہوئے تو اس خیال سے کہ معاویتہ حضرت امامہ رض سے عقد نہ کر لیں۔

آپ نے مغیرہ بن نوفل کو وصیت کی کہ تم میرے بعد حضرت امامہ رض سے نکاح کرنا چنانچہ حضرت علی رض کے انتقال اور عدت گزرنے کے بعد مغیرہ بن نوفل کے عقد میں آئیں۔ جیسا کہ حضرت علی علیہ السلام کا خیال مبارک تھا وہی پیش آیا۔ یعنی معاویتہ نے مروان کو خط لکھا کہ امامہ رض کو پیغام دو اور ایک ہزار دینار اس تقریب میں صرف کرو۔ لیکن جب حضرت امامہ رض کو خبر ہوئی تو مغیرہ بن نوفل کو اطلاع دی۔ مغیرہ نے فوراً امام حسن علیہ السلام کی اجازت سے نکاح پڑھوا لیا۔

سلطنت طغات صفحہ ۲۶ و ۲۷ اسد الغابہ صفحہ ۳۰، و استیعاب صفحہ ۷۲، الیقضاء، ۷۳ اسد الغابہ صفحہ ۳۰، ۷۴

استیعاب صفحہ ۷۲، و در المنثور صفحہ ۶۵، ۷۵ اسد الغابہ صفحہ ۳۰، و استیعاب صفحہ ۷۲، و طغات صفحہ ۷۳، الیقضاء صفحہ ۷۴

حضرت صلعم کی محبت حضرت امام رضاؑ آنحضرت صلعم کو بہت زیادہ محبوب تھیں حتیٰ کہ آپ کو اوقات نماز میں بھی جدا فرماتے تھے۔ نماز پڑھتے وقت شائد مبارک پر بٹھالیتے جب رکوع میں جلتے تو شائد مبارک سے اتار دیتے تھے اور جب سجدہ کر کے سر مبارک اٹھاتے تو پھر گاندھے پر بٹھالیتے تھے۔ اسی طرح پوری نماز ادا کرتے تھے۔ یہ انتہائے محبت کا تقاضا تھا۔

ایک دفعہ کہیں سے تحفہ میں ایک قیمتی ہار آیا۔ آنحضرت صلعم گھر میں تشریف لائے انکا فرمایا یہ ہار میں اس کو دو ٹکڑا جو میرے اہل بیت میں بھی زیادہ محبوب ہوگا ازواج مطہرات کو خیال ہوا کہ شاید یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حصہ میں آئے۔ لیکن آنحضرت صلعم نے حضرت امام رضاؑ کو بلایا اور ان کے گلے میں وہ ہار پہنا دیا۔

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ تحفہ میں ہار نہیں آیا تھا بلکہ ایک انگوٹھی سنوکی تھی۔ جو نجاشی نے بارگاہ نبوت میں ہریتا بھیجی تھی۔ آپ نے وہی حضرت امام رضاؑ کو دیدی تھی۔
اولاد مغیرہ بن نوفل کے صلب سے ایک لڑکا بھی پیدا ہوا۔ اور اسی نام سے انھوں نے اپنی کنیت ابو یحییٰ رکھی تھی۔

وفات حضرت امام رضاؑ کی آخری زندگی مغیرہ بن نوفل کے ساتھ بسر ہوئی حتیٰ کہ آپ کا انتقال بھی مغیرہ کے گھر میں ہوا۔



طبقات صفحہ ۲۶۷ و اسلاف صفحہ ۳۰۰، استیعاب صفحہ ۷۲، مجمع بخاری صفحہ ۴۱ ج ۱۔ ۱۵۲ اسلاف
صفحہ ۳۰۰، استیعاب صفحہ ۷۲، و اسلاف صفحہ ۳۰۰ طبقات صفحہ ۲۷ ج ۱، و زرقانی صفحہ ۲۲ ج ۳، ۱۵۲ اسلاف
صفحہ ۳۰۰، استیعاب صفحہ ۷۲، و اسلاف صفحہ ۷۵، ۱۵۲ ایضاً، و اسلاف صفحہ ۱۳ ج ۸۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیس

نام اسماء نام ہے، آپ کا تعلق قبیلہ خثعم سے تھا ان کے والد کا نام عمیس بن سعد بن تمیم بن حارث تھا۔ اور والدہ کا ہند (خولہ) بنت عوف جو قبیلہ کنانہ سے متعلق تھیں۔

نکاح اول حضرت جعفر بن ابی طالب سے نکاح ہوا۔

اسلام مکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خانہ ارقم میں مقیم ہونے سے پہلے مسلمان ہوئیں۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے شرف بیعت حاصل کیا، کم و بیش یہی زمانہ اس کے شوہر جعفر بن ابی طالب کے اسلام کا ہے۔ ہجرت انھوں نے اپنے شوہر جعفر کے ہمراہ حبش کی طرف ہجرت کی۔ وہاں جعفر بن ابی طالب کے صلب سے تین لڑکے۔ محمد، عبداللہ، عون، پیدا ہوئے۔

عام حالات حبش میں چند سال قیام کرتے کے بعد ۳ھ میں جبکہ خیبر فتح ہوا مدینہ منورہ آئیں۔ پھر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر لگیں۔ راستے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی آگئے۔ دریافت کیا یہ کون ہیں جواب ملا اسماء، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، ہاں وہ حبش والی وہ سمندر والی، حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا جی ان وہی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے کہا ”ہم کو پیڑ فضیلت ہے، ایسے کہ ہم مہاجر ہیں“ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو یہ فقرہ سنکر بہت غصہ آیا اور کہا ”جی ہاں آپ سچ فرماتے ہیں لیکن حال یہ ہے کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے آپ بھوکوں کو کھانا کھلاتے اور جاہلوں کو تعلیم دیتے تھے اور ہم کس میرسی کے عالم میں دو دروازہ مقاموں میں خدا اور رسول کی رضا جوئی کے لیے پڑے رہے، اور سخت سے سخت مصائب کا مقابلہ صبر و استقلال سے کرتے رہے آپ یہ فرما رہی تھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لے آئے اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے آپ سے یہ سب باجوہ بیان کیا۔ رسول اللہ نے جواب دیا کہ ”انھوں (عمر رضی اللہ عنہ) نے ایک ہجرت کی اور تم نے درجن ہجرتیں“

۱۵۰ اسد الغابہ صفحہ ۳۹، ۳۱۵ طبقات صفحہ ۲۰۵، ۲۰۶ و استیعاب صفحہ ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹،

کین۔ اس اعتبار سے تم کو زیادہ فضیلت ہے۔“

آنحضرت صلیم کے اس سرسبز خیر ارشاد پر حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اور دیگر مہاجرین کو بڑی مسرت ہوئی، حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس مہاجرین حبشہ آتے تھے اور اس واقعہ کی حقیقت دریافت کرتے تھے۔

جب جادوی الادب مشہر ہجری میں غزوہ موتہ کے اندر حضرت جعفر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور آنحضرت صلیم کو خبر ہوئی تو آپ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے اور فرمایا جعفر رضی اللہ عنہ، کہ لڑکے کہاں ہیں۔ میرے پاس لاؤ، حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو آپ کی خدمت میں لائیں آپ ان یتیم بچوں کو دیکھ کر غلین و آبدیدہ ہوئے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا آپ کے آبدیدہ ہونے سے پریشان ہوئیں اور دریافت کیا کہ یا رسول اللہ کیا جعفر رضی اللہ عنہ کی کوئی خبر آئی ہے آپ نے فرمایا ہاں وہ خدا کی راہ میں شہید ہو گئے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اس جاگہ ازساخنہ کی خبر سن کر بیچ مٹھیں اور گھر میں قیامت برپا ہو گئی۔ تمام عورتیں ان کے پاس جمع ہو گئیں۔ اور ان سے کہا آنحضرت صلیم فرماتے ہیں، مدینہ ہاتھ سے کوٹو اور نہ بین کو دو۔

آنحضرت صلیم یہ ہدایت فرما کر گھر تشریف لے گئے، وہاں پہونچ کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ جعفر کے بچوں کے لیے کھانا تیار کرو۔ کیونکہ آج اسماء رضی اللہ عنہا دین و دھرم میں مصروف ہیں یہ اسکے بعد آنحضرت صلیم مسجد میں جا کر معنوم و محزون بیٹھے اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت کا اعلان کیا اسی اثنا میں ایک شخص بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ جعفر رضی اللہ عنہ کی مستورات ماتم کر رہی ہیں اور وہ یہی ہیں، آپ نے فرمایا جاؤ ان لوگوں کو منع کر دو۔ پھر وہ آدمی آیا اور عرض کیا کہ حضور وہ اس فعل سے نہیں باز آتیں، آپ نے دوبارہ پھر بھی کہا ابھی لیکن پھر بھی کچھ اثر نہ ہوا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان کے منہ میں خاک بھر دو، صبح بخاری میں یہ بھی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس آدمی سے کہا کہ خدا کی قسم اگر تم ایسا نہ کرو گے تو آنحضرت صلیم کو تکلیف دہ پریشانی بدستور قائم رہے گی،

تیسرے دن رسول اللہ صلیم حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے اور آپ نے سوگ کی مانعت فرمائی کیہ

صحیح بخاری صفحہ ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷۰۲، ۱۷۰۳، ۱۷۰۴، ۱۷۰۵، ۱۷۰۶، ۱۷۰۷، ۱۷۰۸، ۱۷۰۹، ۱۷۱۰، ۱۷۱۱، ۱۷۱۲، ۱۷۱۳، ۱۷۱۴، ۱۷۱۵، ۱۷۱۶، ۱۷۱۷، ۱۷۱۸، ۱۷۱۹، ۱۷۲۰، ۱۷۲۱، ۱۷۲۲، ۱۷۲۳، ۱۷۲۴، ۱۷۲۵، ۱۷۲۶، ۱۷۲۷، ۱۷۲۸، ۱۷۲۹، ۱۷۳۰، ۱۷۳۱، ۱۷۳۲، ۱۷۳۳، ۱۷۳۴، ۱۷۳۵، ۱۷۳۶، ۱۷۳۷، ۱۷۳۸، ۱۷۳۹، ۱۷۴۰، ۱۷۴۱، ۱۷۴۲، ۱۷۴۳، ۱۷۴۴، ۱۷۴۵، ۱۷۴۶، ۱۷۴۷، ۱۷۴۸، ۱۷۴۹، ۱۷۵۰، ۱۷۵۱، ۱۷۵۲، ۱۷۵۳، ۱۷۵۴، ۱۷۵۵، ۱۷۵۶، ۱۷۵۷، ۱۷۵۸، ۱۷۵۹، ۱۷۶۰، ۱۷۶۱، ۱۷۶۲، ۱۷۶۳، ۱۷۶۴، ۱۷۶۵، ۱۷۶۶، ۱۷۶۷، ۱۷۶۸، ۱۷۶۹، ۱۷۷۰، ۱۷۷۱، ۱۷۷۲، ۱۷۷۳، ۱۷۷۴، ۱۷۷۵، ۱۷۷۶، ۱۷۷۷، ۱۷۷۸، ۱۷۷۹، ۱۷۸۰، ۱۷۸۱، ۱۷۸۲، ۱۷۸۳، ۱۷۸۴، ۱۷۸۵، ۱۷۸۶، ۱۷۸۷، ۱۷۸۸، ۱۷۸۹، ۱۷۹۰، ۱۷۹۱، ۱۷۹۲، ۱۷۹۳، ۱۷۹۴، ۱۷۹۵، ۱۷۹۶، ۱۷۹۷، ۱۷۹۸، ۱۷۹۹، ۱۸۰۰، ۱۸۰۱، ۱۸۰۲، ۱۸۰۳، ۱۸۰۴، ۱۸۰۵، ۱۸۰۶، ۱۸۰۷، ۱۸۰۸، ۱۸۰۹، ۱۸۱۰، ۱۸۱۱، ۱۸۱۲، ۱۸۱۳، ۱۸۱۴، ۱۸۱۵، ۱۸۱۶، ۱۸۱۷، ۱۸۱۸، ۱۸۱۹، ۱۸۲۰، ۱

عقد ثانی حضرت جعفرؑ کی شہادت کے پچھ مہینے بعد شوال ۳۸۵ ہجری غزوہ خنین کے زمانہ میں حضرت اسرارؑ کا دوسرا عقد حضرت ابو بکرؑ سے ہوا۔

دوبہس کے بعد ماہ ذیقعدہ ۳۸۵ھ میں حضرت ابو بکرؑ کے صلب سے محمد پیدا ہوئے اس وقت حضرت اسرارؑ حج کی غرض سے مکہ آئی ہوئی تھیں اور چونکہ اسی زمانہ میں مقام ذوالخفہ میں محمدؑ کی ولادت ہوئی تو حضرت اسرارؑ متروک ہوئیں کہ اب میں حج کیونکر ادا کروں اس لیے آنحضرتؐ صلعم سے دریافت کیا کہ اب کیا کیا جاوے، آپؐ نے فرمایا غسل کر کے احرام باندھ لو۔

۳۸۵ھ میں حضرت اسرارؑ کو جو صدمہ پہنچا تھا وہ اُن کے لیے قیامت سے کم تھا لیکن خدا کی رضا جوئی میں وہ اپنے اس غم کو صبر و شکر سے بدل چکی تھیں۔ لیکن ۳۸۵ھ میں حضرت ابو بکرؑ کی وفات سے وہ پھر محزون و غموم ہو گئیں اور اپنے دوسرے شوہر کا صدمہ وفات بھی انہیں برداشت کرنا پڑا، جب ۳۸۵ھ میں اُن کے شوہر حضرت ابو بکرؑ نے انتقال فرمایا تو انہوں نے وصیت کی کہ میری بیوی مجھے غسل دین چنانچہ حضرت اسرارؑ نے اُن کو غسل دیا حضرت ابو بکرؑ کی وفات کے وقت اُن کے صاحبزادے محمدؑ کی عمر تقریباً تین سال کی تھی۔

عقد ثالث حضرت ابو بکرؑ کی وفات کے بعد حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ کے نکاح میں آئیں۔ محمد بن ابی بکرؑ بھی اپنی والدہ کے ساتھ آئے اور حضرت علیؑ علیہ السلام کے آغوش عاطفت میں فخر تربیت حاصل کیا۔

ایک دن محمد بن جعفر اور محمد بن ابی بکر دونوں باہم فخر کر رہے اور ایک دوسرے پر اپنے آپ کو ترجیح دیتے تھے اور کہتے تھے ہم تم سے زیادہ معزز ہیں اور ہمارے باپ تمہارے باپ سے زیادہ بہتر تھے۔ بڑی دیر تک یہ مناقشہ دونوں میں جاری رہا۔ حضرت علیؑ علیہ السلام نے اپنی بیوی اسرارؑ سے کہا تم اس کا فیصلہ کرو اور حضرت اسرارؑ نے کہا میں نے جو خاندان عرب میں جعفرؑ سے بہتر کسی کو نہیں پایا اور بوڑھوں میں ابو بکرؑ سے اچھا کسی کو نہ دیکھا۔ جب یہ فیصلہ انہوں نے کر دیا تو حضرت علیؑ علیہ السلام نے کہا تم نے ہمارے لیے تو کچھ بھی نہ چھوڑا۔

۱۸ صابہ صفحہ ۹ ج ۸ طبعات ۲۰۴ و ۲۰۵ و ۲۰۸ و صبح مسلم ج ۱ صفحہ ۳۸۵ و ۳۸۶ و ۳۸۷ صابہ صفحہ ۹ ج ۸
صابہ صفحہ ۹ ج ۸ و طبعات صفحہ ۲۰۸ و ۲۰۹ ایضاً۔ ۸ صابہ صفحہ ۹ ج ۸۔

حضرت علی علیہ السلام کے صلب سے ایک فرزند بھی پیدا ہوئے۔ محمد بن عمر سے طبقات صفحہ ۲۰۸ میں مروی ہے کہ حضرت علیؑ کے صلب سے دو لڑکے پیدا ہوئے جن کا نام یحییٰ اور عون ہے لیکن اول الذکر روایت صحیح معلوم ہوتی ہے اسلئے کہ اکثر ارباب سیر کا اتفاق اسی پر ہے۔

حضرت اسماءؓ کی طبابت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مرض وفات میں مبتلا ہوئے تو حضرت ام سلمہؓ اور حضرت اسماءؓ نے آپ کا مرض ذات الجنب تشخیص کر کے آپ کو دوا پلانا چاہی چونکہ آپ دوا کے عادی نہ تھے آپ نے دوا پینے سے انکار فرمایا۔ اسی اثنا میں آپ پر غشی طاری ہو گئی اُن دونوں نے اس وقت کو غنیمت سمجھا اور دوا مبارک کھول کر دوا پلا دی۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ کی غشی دور ہوئی۔ تو آپ کو کچھ افادہ کا احساس ہوا آپ نے فرمایا اس تدبیر کا مشورہ اسماءؓ نے دیا ہوگا!

مہرہ استقلال ششہ مہین جبکہ حضرت اسماءؓ کے فرزند محمد بن ابی بکرؓ مصر میں شہید ہوئے اور غلاموں نے اُن کی نعش بیدردی سے گدے کی کھال میں جلائی۔ تو ظاہر ہے کہ حضرت اسماءؓ کے لیے اس سے زیادہ تکلیف دہ واقعہ اور دردناک منظر کیا ہو سکتا تھا لیکن آپ نہایت صبر و شکیوہ کے ساتھ ثابت قدم رہیں اور اس واقعہ کو منکر جاننا چھوڑی اور نماز میں مصروف ہو گئیں۔

فضل و کمال حضرت اسماءؓ سے ساٹھ حدیثیں مروی ہیں جن کے راویوں کے نام یہ ہیں: عبداللہ بن جعفرؓ، ابن عباسؓ، قاسم بن محمدؓ، عبداللہ بن شداد بن الہاد، عروہ، ابن مسیب، ام عون بنت محمد بن جعفرؓ۔ فاطمہ بنت علیؓ رحمہ اللہ بزرگوار ہیں۔

حضرت اسماءؓ خواب کی تعبیر میں بھی دخل رکھتی تھیں۔ چنانچہ حضرت عمرؓ بھی اکثر ان سے خواب کی تعبیر لیتے تھے۔

اداد کی تفصیل حضرت اسماءؓ کی کل سات اولادیں ہوئیں: پانچ لڑکے اور دو لڑکیاں پہلے شوہر حضرت جعفرؓ کے صلب سے تین لڑکے محمدؓ عبداللہؓ، عونؓ،

۱۔ استیعاب صفحہ ۲۲۷، ۲۔ اسد الغابہ صفحہ ۳۹۵، ۳۔ صحیح بخاری صفحہ ۸۵۱ ج ۲، ۴۔ طبقات صفحہ ۲۰۸

۵۔ ۱۲۴ ج ۲، ۶۔ اصابع صفحہ ۸۶، ۷۔ در المنثور صفحہ ۳۵، ۸۔ مسند صفحہ ۳۴۹ ج ۴، ۹۔ صحیح مسلم

صفحہ ۲۲۳ ج ۲، ۱۰۔ اصابع صفحہ ۸۶ ج ۲۔

اور دوسرے شوہر حضرت ابو بکر رحمہ سے ایک لڑکا عروہ،
 اور تیسرے شوہر حضرت علی رحمہ سے بچی پیدا ہوئے۔
 وفات منہ ہجری میں حضرت علی علیہ السلام کی شہادت ہوئی کم و بیش اسی زمانہ
 میں حضرت اسرار رحمہ نے بھی انتقال کیا۔



حضرت ام الفضل بنت حارث

نام بابتہ نام ہے الکبریٰ لقب، اور ام الفضل کنیت ان کے والد ماجد حارث بن حزن
الہامی تھے۔ اور والدہ، ہند (خول) بنت عوف جو قبیلہ کنانہ سے تھیں۔
نکاح حضرت عباس رضی بن عبدالمطلب سے نکاح ہوا (جو آنحضرت صلعم کے عم محترم تھے)۔
اسلام خواتین مکہ میں آپ پہلی خاتون ہیں جو حضرت خدیجہ بنت خویلد (زوجہ محترمہ نبی صلعم
کے بعد اسلام لائیں۔ اصحابہ صفحہ ۹۳ میں مذکور ہے کہ قبل ہجرت کے اسلام لائیں۔ لیکن
یہ روایت ضعیف معلوم ہوتی ہے دیگر کتب سیر میں اول الذکر روایت کی توثیق کی گئی ہے
ہجرت حضرت عباس رضی کے اسلام لانے کے بعد آپ نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی تھی
فضل و کمال آپ نے آنحضرت صلعم سے تقریباتیں احادیث روایت کی ہیں جنکے بعض
راویوں کے نام حسب ذیل ہیں۔

عبداللہ، تام۔ انس بن مالک، عبداللہ بن حارث، عمیرہ کرب، قابوسؓ
عام حالات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ام الفضل رضی کے گھر آنکے دیکھنے کے لیے اکثر تشریف
لاتے تھے۔ اور انہی کے گھر میں دوپہر کے وقت تھوڑی دیر آرام بھی فرماتے تھے۔

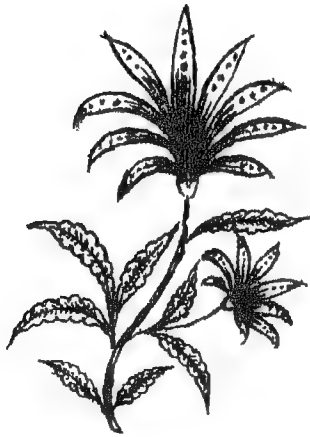
حضرت ام الفضل رضی کی حقیقی، علانی، و اخباری، کئی بہنیں تھیں اور یہ سب بہنیں خاندان
قریش، و ہاشم کے معزز و ممتاز گھرانوں میں بیاہی گئیں۔ چنانچہ آپ کی حقیقی بہن حضرت
میمونہ رضی کو آنحضرت صلعم کے رشتہ ازدواج سے وابستہ ہونے کا شرف حاصل تھا۔ دوسری بہن
سلمیٰ رضی حضرت حمزہ رضی کو اور تیسری بہن اسامہ رضی حضرت جعفر رضی بن ابی طالب سے (جو حضرت
علی رضی کے بھائی تھے) منسوب ہوئیں۔ یہ اسامہ وہی ہیں جو بعد کو حضرت ابوبکر الصدیق رضی سے

طبقات صفحہ ۲۰۳ و استیعاب صفحہ ۷۷، ۷۸ ایضاً، اسد الغابہ صفحہ ۵۳، ۵۴ طبقات صفحہ ۲۰۳،

اسد الغابہ صفحہ ۵۴، ۵۵ طبقات صفحہ ۲۰۳، ۲۰۴ و استیعاب صفحہ ۷۷، ۷۸ اسد الغابہ صفحہ ۵۳، ۵۴

ایک دفعہ ام الفضل رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ آپ کے اعضاء مبارک میں سے ایک عضو میرے گھر میں ہے آپ نے فرمایا، انشاء اللہ میرا فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لڑکا ہوگا اور تم اس کو اپنا دودھ پلاؤ گی۔ اور تم اس کی کفیل رہو گی اچانچہ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے فرزند ارجمند حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو ام الفضل رضی اللہ عنہا نے ان کو دودھ پلایا اور ان کی کفیل رہیں۔ ایک روز حسین رضی اللہ عنہ کو آپ کے پاس لائیں حسین رضی اللہ عنہ نے آپ پر پیشاب کر دیا۔ تو ام الفضل رضی اللہ عنہا نے ان کو آپ کی گود سے لے لیا اور غصہ سے جھڑک کر کہا، تو نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پیشاب کر دیا، آپ نے فرمایا تم نے میرے بچہ کو جھڑک کر مجھے تکلیف پہنچائی پھر پانی سے پیشاب دھویا گیا۔

وفات ام الفضل رضی اللہ عنہا نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں انتقال کیا۔ اس وقت ان کے شوہر حضرت عباس رضی اللہ عنہ زندہ تھے۔



حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا

نام فاطمہ رضی اللہ عنہا ہے۔ ان کے والد قیس بن خالد الکبریٰ بن وہب تھے۔ اور والدہ امیر بنت ربیعہ بنی کنانہ سے تھیں۔ اور ان کے بھائی ضحاک تھے۔ فاطمہ اپنے بھائی سے دس سال بڑی تھیں۔

کاح ابو عمرو غصن بن مغیرہ سے نکاح ہوا تھا۔ ہجرت کے پہلے درین جبکہ عورتوں نے مکہ معظمہ سے ہجرت کی اس میں بھی شامل تھیں۔ فصل و کمال یہ نہایت عقلمند، سمجھدار، آدمی، فاضلہ، صاحب الرائے، ثاقب الفکر، ذی کمال، خاتون تھیں۔

اکثر راویوں نے ان کے حوالہ سے چند حدیثیں روایت کی ہیں بعض راویوں کے نام یہ ہیں۔

شعیب، نخعی، ابوسلمہ، قاسم بن محمد، ابوبکر بن ابوالجهم، عروہ، عبداللہ بن عبداللہ، اسود، سلیمان بن یسار، عبداللہ ابی، عبدالرحمن بن عاصم، امیر،

جب حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ مدین شہید ہوئے تو مجلس شوریٰ انہیں کے گھر میں منعقد ہوتی تھی۔ چونکہ جناب فاطمہ ایک عقیل، وفیم، ذی علم، صاحب الرائے خاتون تھیں اس لیے ان سے بھی خلافت کے بارہ میں رائے و مشورہ لیا جاتا تھا۔

عام حالات جب منسلک حدیث حضرت علی علیہ السلام میں کی طرف ایک لشکر لیکر جا رہے تھے تو ان کے گھر کابی میں انکے شوہر ابو عمرو بھی تھے۔ رخصت ہوتے وقت ابو عمرو نے اپنے دل

الاستیعاب صفحہ ۴۷، اسد الغابہ صفحہ ۵۲۴ و در المنثور صفحہ ۳۶۴، طبقات صفحہ ۱۲۰، استیعاب صفحہ ۴۷، اسد الغابہ

صفحہ ۵۲۴، در المنثور صفحہ ۳۶۴، اسد الغابہ صفحہ ۵۲۴، استیعاب صفحہ ۴۷، در المنثور صفحہ ۳۶۴، اسد الغابہ صفحہ ۵۲۴

الاستیعاب صفحہ ۵۲۴، استیعاب صفحہ ۴۷، در المنثور صفحہ ۳۶۴، اسد الغابہ صفحہ ۵۲۴، استیعاب صفحہ ۴۷، در المنثور صفحہ ۳۶۴

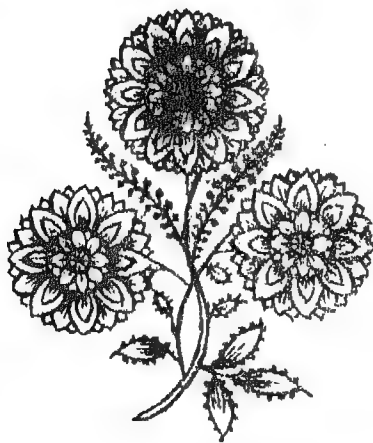
نکاح عیاش بن ربیعہ کی معرفت اپنی بیوی فاطمہ رضی کو آخری طلاق و دو طلاق پہلے دے چکے تھے
 کلا بھیجی۔ اور بطور نفقہ ۵ صاع جو، اور ۵ صاع خرے بھی بھیجے، جب فاطمہ نے عیاش سے اپنی
 کھانے اور مکان کا مطالبہ کیا۔ تو عیاش نے کہا تمھارے شوہر نے صرف یہ خرے اور جو دیے ہیں
 اور ہمارے پاس کچھ نہیں ہے یہ جو کچھ دیا گیا محض احسان و ہمدردی ہے اور نہ اب تمھارا کوئی
 حق ہمارے ذمہ و واجب نہیں جو، ان کو یہ بات بہت ناگوار گذری اور اپنے کپڑے وغیرہ لیکر
 آنحضرت صلیم کی خدمت میں حاضر ہوئیں خالد بن ولید رضی وغیرہ بھی وہاں پہنچے فاطمہ نے تمام
 ماجرا بیان کیا، آنحضرت صلیم نے استفسار فرمایا کہ تم کو ابو عمر و سنے کے مرتبہ طلاق دی فاطمہ رضی
 نے عرض کیا، تین بار، آپ نے فرمایا تمھارا نان نفقہ ابو عمر و پر واجب نہیں ہے۔ اب تم
 عدت کا زمانہ ام شریک کے یہاں گزارو لیکن ام شریک کے اعزہ و اقارب ان کے مکان
 میں تھے، اسلئے آپ نے دوبارہ یہ حکم دیا کہ ابن کثوم نابینا اور تمھارے ابن عم بن اس لحاظ
 سے یہ بہتر ہے کہ تم ان کے یہاں رہ کر عدت کا زمانہ گزارو چنانچہ حضرت فاطمہ رضی تمہیں ارشاد
 آنحضرت صلیم ان کے ہاں رہنے لگیں۔ جب عدت کا زمانہ گزر گیا تو ہر طرف سے لوگوں کے
 پیغام عقد آنے لگے۔ امیر معاویہ بن سفیان، اور ابو جہم، اور اسامہ بن زید کا بھی پیغام تھا
 فاطمہ نے آنحضرت صلیم سے ان پیغاموں کے بارہ میں مشورہ کیا، آپ نے فرمایا، معاویہ
 فقیر و فلس ہے اس کے پاس کچھ نہیں، اور ابو جہم جھگڑاوار و سخت مزاج ہے۔ اسامہ بن زید
 ان دونوں سے بہتر ہے نکاح کر لو، چونکہ حضرت فاطمہ رضی کا خیال تھا کہ آنحضرت صلیم اپنے
 شرف ازدواج سے سرفراز فرمادینگے اسلئے انھوں نے اسامہ بن زید سے عقد کرنے میں تامل کیا
 آنحضرت صلیم نے فرمایا تمھیں کیون عذر ہے، خدا اور رسول کی اطاعت کرو اس میں تمھارے لیے
 بھلائی ہے، یہ ارشاد مبارک سنکر اسامہ بن زید سے نکاح کر لیا، فاطمہ کہتی ہیں کہ میں اس
 عقد کے بعد لوگوں کے نزدیک قابل رشک بن گئی تھی یہ

حسن اور اخلاق حضرت فاطمہ رضی ایک نیک نوا، حسین، و جمیل، خاتون تھیں، اور صرف
 ظاہری محسن و جمال سے آراستہ نہ تھیں بلکہ اسی کے ساتھ عادات، و صفات، اخلاق، و خصائل
 کے لحاظ سے بھی مکمل تھیں،

کو فیہ اقامت جب ۵۴ھ میں فاطمہ کے شوہر اسامہ بن زید کا انتقال ہوا، تو فاطمہ کو

اس سادۃ جانگذاز سے سخت صدمہ پہنچا۔ اور اس کے بعد پھر دوبارہ نکاح نہیں کیا۔ عدت گزرنے کے بعد جب یزید نے اپنے زمانہ امارت میں فاطمہ کے بھائی صخاک کو عراق کی گورنری پر مامور کیا تو آپ اپنے بھائی کے پاس کوفہ چلی آئیں اور یہیں رہنے لگیں۔

ایک خاص واقعہ اور عبداللہ بن عمر بن عثمان کو سعید بن زید کی صاحبزادی مشوبہ نامی تائید قرآن پاک سر تھیں جب عبداللہ نے ان کو تین طلاقیں دیدیں تو فاطمہ چونکہ انکی خالہ بھرتی تھیں اس لیے انھوں نے باقصدائے محبت و ہمدردی انکے پاس کہلا بھیجا کہ تم میرے پاس آ جاؤ جب مردان کو اس طلبی کی خبر ہوئی تو قبیسہ کو ان کے پاس بھیجا اور دریافت کیا کہ عدت سے قبل بلانے کا کیا سبب ہے قبیسہ نے آکر کہا تو فاطمہ نے جواب دیا کہ میں شریعت کی مشیخ اور آنحضرت صلیم کے ارشادات کی تعمیل کرنے والی ہوں۔ اس سے قبل میرے ہوا قہم پر آنحضرت صلیم نے مجھے جو حکم دیا تھا وہ بھی یہی تھا، اسکے بعد اپنا مفصل واقعہ بیان وفات کتب سیرت تاریخ میں فاطمہ کے سنہ وفات کا پتہ نہیں چلتا۔ لیکن عبداللہ ابن زبیر کی خلافت مکہ تک آپ کا زندہ رہنا ثابت ہوتا ہے۔



حضرت خنساء بنت عمرو بن الشریح

نام اصلی نام تھا سر ہے، لیکن حسنی، ہوشیاری، اور حسن کی وجہ سے خنساء کے لقب سے یاد کیا جاتی ہیں جس کے معنی ہر ترقی کے ہیں۔ نسبت نام کے ان کا لقب زیادہ مشہور ہے۔ نجد کی رہنے والی تھیں، ان کے والد کا نام عمرو بن الشریح بن ربیع بن یقطر بن عصبہ بن خفاف بن امر القیس تھا۔ جو قبیلہ قیس کے خاندان سلیم سے وابستہ تھے۔

کاح ان کا پہلا عقد قبیلہ سلیم کے ایک شخص زواحتہ بن عبد العزیز السلی سے ہوا اس کے انتقال کے بعد دوسرا عقد مرداس بن ابی عامر سے ہوا۔

اولاد پہلے شوہر سے صرف ایک بچہ کا حیداشد پیدا ہوا۔ اور دوسرے شوہر سے دو بچے پیدا ہوئے، معاویہ، اور ایک بڑی عمرہ، پیدا ہوئے۔

اسلام جب اُفتی مکہ سے آفتاب رسالت طلوع ہوا اور اس کی شاعین سادے عالم پر پرتوان لگن ہوئیں تو حضرت خنساء کی آنکھیں ان شاعون کی صداقت پائش نورانیت سے منور ہو گئیں، اور وہ اپنی قوم کے چند لوگوں کے ساتھ مدینہ میں جناب سرور عالم کی بارگاہ میں شرف اسلام سے بہرہ اندوز ہوئیں۔

حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم، دیر تک ان کے شعر سنتے رہے اور ان کی فصاحت و بلاغت پر تعجب فرماتے رہے۔

عام حالات: ان کی شاعری کا حال ابتداء میں یہ تھا کہ کبھی کبھی دو تین شعر کہ لیا کرتی تھیں،

اسد الغابہ صفحہ ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹

لیکن جب قبیلہ بنی اسد سے اُن کے قبیلہ کی لڑائی ہوئی تو اُسین اُن کا حقیقی بھائی معاویہ
منقول ہوا۔ اور دوسرا سوتیلہ بھائی صخر، ابانور الاسدی کے تیرہ سے زخمی ہوا تو حضرت
خنسار نے تقریباً ایک سال تک صخر کی بڑی محنت و جانفشانی سے تیمارداری کی لیکن زخم
کاری لگا تھا جا بھر نہ ہو سکا۔ اور اپنی چستی بہن کو دائمی مفارقت کا داغ دیکر سفر آخرت اختیار کیا
حضرت خنسار کو اپنے دونوں بھائیوں سے بہت محبت تھی، لیکن صخر کے علم برداری
سخاوت، شجاعت، عقلندی، حُسن، کی وجہ سے وہ اُن سے زیادہ مانوس اور اُس کی گردیدہ
محبت تھیں، اسی وجہ سے حضرت خنسار کو صخر کے انتقال سے سخت صدمہ پہنچا اُسی وقت سے
اپنے بھائی پر بے نظیر مرثیے کہنے شروع کیے۔

مرثیوں میں شدتِ غم و کثرتِ الم کا اظہار ایسے دسوز و جانگزا الفاظ میں کیا کہ لوگ
ہتیاہ ہو جاتے اور پڑھتے پڑھتے انکساری کرنے لگتے۔ مرثیے کے چند شعر درج کیے جاتے ہیں
جن سے اُن کی فصاحت و بلاغت اور جودِ طبع کا حال معلوم ہو سکتا ہے،

اعینتی جوداً ولا تجملدا	الابتکیان لصخر لندی
الابتکیان الجری الجمیل	الابتکیان الفتی السیدی
طویل النجا عظیم الرماد	رساد عشیرتہ امردا
اذا القوم مدوا باید ہم	الی المجد مدد الیہ یدا
فقال الذی فوق اید ہم	الی المجد ثم مضی مسعلا
تری المجد یددی الی بیتہ	یری افضل المجد ان یحلا
وان ذکر المجد الفتیہ	تأزر بالمجد ثم ادق الی

ترجمہ: اسی میری دونوں آنکھوں سخاوت اختیار کر دو اور بخیل مت بن جاؤ کیا تم دونوں صخر
جیسے سخی پر نہیں روتی ہو، کیا تم دونوں ایسے شخص پر جو نہایت دیر اور خوبصورت تھا نہیں روتی
ہو، کیا تم دونوں نہیں روئیں ایسے شخص پر جو جوان سردار تھا جس کا پر تلہ نہایت دراز تھا
در جو خود بھی بلند بالا تھا وہ اپنے قبیلہ کا سردار ایسی حالت میں ہو گیا جب کہ وہ بہت کسں تھا
جب قوم نے علوئے مرتبت کی طرف اپنے ہاتھ دراز کیے تو اُس نے بھی اپنے ہاتھ دراز کر دیے پس

۱۔ اسد الغابہ صفحہ ۴۴۱، استیعاب صفحہ ۴۵، اصابہ صفحہ ۵۵، ۵۔ در المنثور صفحہ ۱۱، وکتب ذکرہ

۶۔ اسد الغابہ صفحہ ۴۴۱، و استیعاب صفحہ ۴۵

وہ اس عزت کو پہنچ گیا جو ان لوگوں کے ہاتھوں سے بھی اونچی تھی اور اسی سعادتمندی کی حالت
میں وہ گذر گیا نہ رہی اس کے گھر کا استر تلاتی ہو اپنے تعریف کیے جانے کو سب شرافتوں پر غفلت سمجھا جو اگر شرف
در عزت کا ذکر کیا جائے تو اس کو پاسے لگا کر اس سے عزت کی پادراؤں سے ملتی ہے
زمانہ عرب کی عادت کے موافق حضرت خنسا رضی اللہ عنہا اپنے مقتول بھائی کی قبر پر صبح و شام جا کر
بیٹھتیں اور اسکو یاد کر کے روئیں اور یہ مرثیہ پڑھا کرتی ہیں

یذکر فی طلوع الشمس حضوراً
واذکر کما لکل غروب شمس

ولو لا کثرة الباکین حولی

علی موتا هم لقتلت نفسی

ترجمہ: طلوع شمس مجھ کو صخر کی یاد دلاتا ہے اور میں ہر روز غروب آفتاب کے وقت صخر کو یاد
کرتی ہوں۔ اگر رونے والوں کی کثرت اپنے مردوں پر میرے ارد گرد نہ ہوتی تو میں اپنی جان
کو ہلاک کر دیتی،

لایا صخر ان ابکیت عینی

فقد اضحکتنی من اطویلا

بکیتک فی نساء معولات

وکت حق من ابدی العویلا

دفعت بک الخطوب وانت حیی

فمن ذال نع الخطب الجلیلا

اذا تبج البکاء علی قتیل

سأیت بکاء الحسن الجمیل

ترجمہ: اسی صخر اگر تو نے میری آنکھوں کو رد لایا تو کیا ہوا اس لیے کہ تو نے ایک مدت دراز
تک ہنسایا بھی ہے۔ میں روتی ہوں تجھ پر اور غمزدہ ہوں کے زمرہ میں جو خنجر پکار کر رونے
والی ہیں اور میں زیادہ مستحق ہوں ان سے جو خنجر و پکار کو ظاہر کر رہی ہیں میں نے تیرے
سبب سے بہت سے حوادث کو دفع کیا اس وقت جبکہ تو زندہ تھا، پس اب کون دفع کرے گا

اس بڑے حادثہ کو جبکہ کسی مقتول پر رونا برا معلوم ہوتا ہے تو میں تجھ پر رونا سے کو نہایت اچھا سمجھتی ہوں۔

مصر کی عزت و احترام کا حال بیان کرتی ہیں کہ
 وان صحو لئلا تم الھداۃ بہ کا نہ علم فی ساسہ ناس
 مصر کا بڑے بڑے لوگ اقتدار کرتے ہیں گو یا کہ وہ ایک پیارے جیکی چوٹی پر آگ روشن ہو
 انہی مرثیوں کی بدولت وہ تمام عرب میں مشہور ہو گئیں۔
 شاعرانہ فضیلت تمام اقسام شعرا اور خصوصیت کے ساتھ مرثیہ گوئی میں حضرت خنساء اپنی
 جواب نہیں رکھتی تھیں۔

صاحب اسد الغابہ لکھتے ہیں، اجمع اهل العلم بالشعر انہ لم تکن امراء
 قبلھا ولا بعدھا اشعر منھا،

یعنی خنساء کو جو خصوصیت ہے وہ یہ ہے کہ تمام بلائے عرب کا اتفاق ہے کہ عرب کی
 عورتوں میں خنساء کے برابر شاعرہ کوئی عورت نہیں ہوئی نہ ان سے پہلے نہ بعد۔ اور درالمنثور
 میں لکھا ہے، وقیل لجریر من اشعر الناس قال انا وکول الخنساء،
 یعنی جریر شاعر متوفی ۱۰۰ھ (جو عہد بنی امیہ کا مشہور شاعر تھا) سے لوگوں نے پوچھا ہے
 بڑا شاعر کون ہے، جریر نے کہا اگر خنساء کے اشعار نہ ہوتے تو میں دعویٰ کرتا کہ عرب کا
 بہترین شاعر میں ہوں۔

بشار شاعر (بہت بڑا شاعر تھا) نے کہا کہ میں جب عورتوں کے اشعار غور سے دیکھتا ہوں
 تو ان میں ایک نہ ایک نقص یا کمزوری ضرور پاتا ہوں لوگوں نے پوچھا کیا خنساء کے اشعار کا
 بھی یہی حال ہے، اُس نے کہا وہ تو مردوں سے بھی بڑھ کر ہے۔
 تمام شعراے عرب نے شاعر عورتوں کا سرتاج لیے اخیلیہ کو تسلیم کیا تھا، لیکن خنساء
 مستثنیٰ رکھی گئی تھیں۔

زمانہ جاہلیت میں عام دستور تھا کہ تمام اہل عرب مختلف مقامات پر مجلسیں منعقد کیا
 کرتے تھے جن سے ان لوگوں کا مقصد تبادلہ خیالات ہوتا تھا یا شعر گوئی کا مقابلہ ان میں مرد
 عورت سب یکساں حصہ لیتے تھے۔ اسکی ابتداء از بیع الاول یعنی ابتداء موسم بہار سے ہو کر تھی

تھی، تاہم اہل عرب دور دور سے اپنے کاروبار کو ترک کر کے ان میلون میں شریک ہوتے تھے۔
غزوہ بدر کے بعد پہلا میلاد دومۃ الجندل میں منعقد ہوتا تھا، اسکے بعد وہاں سے ہجر کے بازو
میں آتے تھے اور پھر عمان میں، اس کے بعد حضرت موت کو روانہ ہوتے تھے اور پھر صنعاء میں
حرف کی مقام میں دس روز، کین میں روز قیام رہتا تھا اسی طرح تمام ملک میں گشت لگاتے
بعد ذیقعدہ کے مہینہ میں حج کے قریب آخری میلہ بازار عکاظ میں لگتا تھا جو کہ سب چند میل کے
فاصلہ پر تھا، عرب کے تمام قبائل اور بالخصوص سرداران قبائل لازمی طور سے شریک ہوتے تھے
اگر کوئی سردار کسی خاص وجہ سے شریک نہ ہو سکتا تھا تو اپنا قائم مقام ہنرور بھیجتا تھا۔ اسی مقام
پر اہل عرب کے تمام معاملات طے ہوتے تھے، یعنی قبائل کے سردار مقرر کیے جاتے تھے مخالفت
کا افساد ہوتا تھا باہمی خون ریزی اور لڑائیوں کا فیصلہ کیا جاتا تھا، اس بازار میں اہل
قریش کا وقار و احترام زیادہ تھا۔ جب تمام معاملات کا تقصیر ہو جاتا تو ہر قبیلہ کے شعراء
اپنے اشعار سناتے جن میں اپنی ہمدردی، فیاضی، ہمان نوازی، آبا و اجداد کے اہم کارنامے
صد و شکار اور خونریزی کا بیان ہوتا تھا، بیان ہر شاعر اور مقرر کا درجہ و مرتبہ متعین کیا
جاتا تھا،

خسار بھی ان مجالس میں شریک ہوتی تھیں اور ان کے مرثیے بیان لا جواب
تسلیم کر لیے گئے تھے، جب وہ اپنے اونٹ پر سوار ہو کر آتے تو تمام شعراء ان کے گرد حلقہ بانٹ
لیتے اور منظر رہتے کہ ان کے اشعار سنیں پھر وہ اپنے مرثیے سناتیں،

خسار کو اس مجلس میں یہ فخر و امتیاز حاصل تھا کہ ان کے خیمہ کے دروازہ پر ایک علم نصب
تھا جس پر لکھا ہوا تھا، "أسنى العرب" یعنی عرب میں سب سے بڑا خیمہ گو، زمانہ جاہلیت میں
اچھے اچھے شعراء گزرے ہیں لیکن نابغہ زیبائی جو عرب کا مشہور و ممتاز شاعر تھا جس نے ۳۲
میں انتقال کیا وہ اپنی سخوری کے سبب سے شہرہ آفاق ہے۔ اس کا نام زیادہ بن معاویہ
ہے اور کنیت ابو امامہ ابو عبیدہ اسکے بارہ میں لکھا ہے کہ هو من الطبقة الاولى المقدمین
على سائر الشعراء، کثرت شعر گوئی کی وجہ سے اس کا لقب نابغہ پڑ گیا، سوق عکاظ میں اسکے
واسطے سرخ خیمہ نصب کیا جاتا تھا۔ دوسرا شخص سرخ خیمہ نہیں لگا سکتا تھا۔ کیونکہ یہ وہ عزت
تھی جو صرف اسی شخص کا حق ہوتا تھا جو شاعری میں مسلم البتوت استادان لیا جائے، اسکے
اشعار نہایت دقیق ہیں اور عجیب طرح کی سنجیدگی ان میں پائی جاتی ہے۔ اخلاق کی اصلاح

تو این ہندی سے خون چکاقتی ہیں۔ اس شعر میں جناب حسان نے سخاوت اور شجاعت کا حال قلمبند کیا ہے،

حضرت غنارے یہ شعر سنکر کہا کہ

۱۔ جفنان، جمع قلت ہے بجائے اسکے جفان، کہا جاتا تو مفہوم میں زیادہ وسعت پیدا ہو جاتی۔

۲۔ غرا پیشانی کی صحبت کو کہتے ہیں اسکے مقابلہ میں بعض زیادہ وسیع المعنی ہوا،

۳۔ یلعن، ایک عارضی چمک کو کہتے ہیں بجائے اسکے یشرق کہا جاتا تو بہتر تھا کیونکہ اشراق، لمعان سے زیادہ پاکیزہ ہے،

۴۔ ضحیٰ کے بجائے دجی کہا جاتا تو زیادہ مناسب تھا کیونکہ روشنی سیاہی میں زیادہ قابلِ وقت ہوتی ہے،

۵۔ سیاف، جمع قلت ہے سیوف کا استعمال انسب تھا

۶۔ یقطن کے بجائے یسلن سے معنی زیادہ وسیع ہو جاتے ہیں، کیونکہ خون کا میلان طرہ طرہ ہو کر چمکنے سے زیادہ مؤثر ہے،

۷۔ د کے مقابلہ دما بہتر تھا کہ یہ جمع ہے اور وہ واحد۔

حضرت حسان نے یہ شعر خاموش ہو رہے اور ان سے ان اعتراضوں کا کوئی جواب نہ دیا۔

انفر شاعری کے لحاظ سے حضرت غنارہ کا مرتبہ طبقہ دوم کے شعراء عرب میں ہے زیادہ بلند ہے، ان کا ایک ضخیم دیوان ستملہ میں بیروت کے کسی مطبع نے شائع کیا تھا۔ مبین غنارہ کے ساتھ ساتھ عورتوں کے اور بھی مرثیے شامل ہیں۔ ستملہ میں فرانسیسی زبان میں اسکا ترجمہ ہوا۔

صبر و استقلال اور بیٹوں کو حضرت عمر بن الخطاب کے زمانہ خلافت (سلسلہ ۴) میں جب قادیسیہ کی لڑائی ہوئی شرکت جنگ کے لیے غنارہ (رحیم ایرانوں نے لڑی طاقت سے مسلمانوں کا مقابلہ کیا تھا) تو مبین غنارہ اپنے چاروں بیٹوں کے جنگ میں موجود تھیں رات کو بیٹوں کو جنگ میں شرکت کے لیے جو مکرثر تقریر کی تھی وہ یہ ہے۔

میرے پیارے بیٹو! تم اپنی خوشی سے اسلام لائے، اور اپنی رفنا مندی سے تم نے ہجرت کی قسم ہے اس خدا کے لایزال کی جسکے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں ہے، جس طرح تم اپنی مان کے پیش سے پیدا ہوئے اسی طرح تم اپنے باپ کے سچے فرزند ہو نہ میں نے تمہارے باپ سے خیانت کی اور نہ تمہارے امون کو رسوا و ذلیل کیا تمہارا نسب بے داغ ہے اور تمہارے حسب میں کوئی نقص نہیں ہے، تم جانتے ہو مسلمانوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی جانب سے کفار سے ہمدرد کرنے میں ایک ثواب عظیم ہے۔ تم اسکو خوب جان لو اور غور سے سمجھ لو کہ عالم جاودانی کے مقابلہ میں دنیا سے فانی بیچ ہے، خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا وَتَقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ه
مسلمانوں! ان تکلیفوں کو جو خدا کی راہ میں تم کو پیش آئیں (برداشت کرو اور ایک دوسرے کو صبر کی تعلیم دو اور آپس میں ملکر رہو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو تاکہ (آخر کار) تم اپنی امراؤ کو پونچو، (آل عمران پارہ ۱۸ تمام)

جب تم دیکھ لو کہ لڑائی جوش پر آگئی اسکے شعلے بھڑکنے لگے اور اسکے شرارے میدان جنگ میں منتشر ہونے لگے تو لڑائی میں گھس پڑو اور خوب لڑو۔ میدان تیغ رانی سے کام لو اور خدا کے لایزال سے نصرت و فتح کے امیدوار رہو۔ انشاء اللہ عالم آخرت کی بزرگی و فضیلت پر ضرور کامیاب ہو جاؤ گے۔

جب صبح ہوئی تو چاروں نوہالان اسلام و فدایان ملت اپنی مان کی نصیحت پر کاہنہ ہو کر درجہ افتخار پڑھتے ہوئے میدان جنگ میں کود پڑے اور اپنی دیرری و شجاعت کے نقوش صفات تازیانہ پر ثبت کر گئے، اور آخر کار شہید ہو گئے۔

جب غنصار کو خبر ہوئی تو کہا خدا کا شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شہادت کا مجھے شرف بخشا خدا کی ذات سے امید ہے کہ میں ان بچوں سے اللہ تعالیٰ کے سایہ و رحمت میں ملو گی۔
حضرت عمرؓ ان کے بیٹوں کوئی کس دوسو درہم سالانہ دیتے تھے وہ ان لوگوں کی شہادت کے بعد بھی غنصار کے نام برابر جاری رکھا،

۱۔ اسد الغابہ صفحہ ۴۴۲، الاستیعاب صفحہ ۴۵۷، ۴۶۷، ۴۷۷، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷۰۲، ۱۷۰۳، ۱۷۰۴، ۱۷۰۵، ۱۷۰۶، ۱۷۰۷، ۱۷۰۸، ۱۷۰۹، ۱۷۱۰، ۱۷۱۱، ۱۷۱۲، ۱۷۱۳، ۱۷۱۴، ۱۷۱۵، ۱۷۱۶، ۱۷۱۷، ۱۷۱۸، ۱۷۱۹، ۱۷۲۰، ۱۷۲۱، ۱۷۲۲، ۱۷۲۳، ۱۷۲۴، ۱۷۲۵، ۱۷۲۶، ۱۷

سوک کی علامت اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھی حاضر ہوا کرتی
 کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا۔ ان کے سر پر بالوں کا ایک سر بند باندھا ہوتا تھا جو عرب
 میں شدت غم والہ کافران بھجھا جاتا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ایسا سر بند اسلام میں منع ہے
 خنساء نے کہا کہ یہ تو مجھے نہیں معلوم تھا کہ منع ہے یا نہیں لیکن اس سر بند کو جو میں استعمال کرتی
 ہوں اس کا ایک خاص سبب ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا وہ کیا ہے؟ کہا میرے باپ نے جس
 شخص کے ساتھ میری شادی کی تھی وہ بہت صرف تھا اس نے میرا اور اپنا تمام مال قمار بازی میں
 صرف کر ڈالا جب محتاج و نادار ہو گئی تو میرے بھائی مخرنہ اپنے مال کے دو حصے کیے ان میں
 سے جو اچھا تھا وہ مجھے دیا میرے شوہر نے پھر تھوڑے عرصہ میں اس کو تلف کر ڈالا، میرے بھائی
 مخرنہ میری ناداری و تنگدستی کو دیکھ کر افسوس کیا اور اس نے بھرا اپنے مال کے دو حصے کیے جو عمدہ
 حصہ تھا وہ منتخب کر کے مجھے دیا۔ اس کی بیوی نے اپنے شوہر سے کہا کہ تم اول خنساء کو اپنا مال
 دیتے ہو اور وہ بھی منتخب کر کے یہ آخر تک اس کا ایسا ہوتا رہے گا۔ اور اس کے شوہر کا یہ حال ہے
 کہ وہ برابر تمام مال قمار بازی میں صرف کرتا جاتا ہے۔

مخرنہ اس کے جواب میں اپنی بیوی کو یہ شعر پڑھ کر سنائے،

واللہ لا امنحہما شئاً سہا وھما حصان قد کفنی عارہا

و لو هلك مزقت خمارہا و اتخذت من شعورہا سہا

خدا کی قسم میں اس کو مال کا بدترین حصہ نہیں دوں گا اور وہ عقیقہ ہے میرے لیے اس کا
 عار و ذنگ کافی ہے۔ (یعنی میں اس کے عار و ذنگ کا لحاظ رکھوں یہ میرے لیے کافی ہے) اگر میں
 مر جاؤں گا تو وہ اپنی اوڑھنی کو (میرے غم میں) پہاڑے گی اور وہ (میرے سوگد میں)
 اپنے بالوں کا صدار بنائے گی چنانچہ میں نے اس کی یادگار میں یہ سر بند باندھا ہے۔

وفات خنساء نے جنگ قادسیہ کے کم و بیش سات سال بعد مسئلہ میں وفات پائی۔

ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ معاویہ بن سفیان کے زمانہ خلافت میں کسی بیابان کے
 اندر انھوں نے اشتغال کیا۔

حضرت صفیہؓ

انام و نسب آپ کا نام صفیہ ہے اور نسب جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے وہی انکا ہے کیونکہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی اور عبدالمطلب کی بیٹی یحییٰ بن اس رشتہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ کی اسکی بہن ہالہ بنت وہب ان کی والدہ یحییٰ بن

نکاح زمانہ جاہلیت میں ابو سفیان بن حرب کے بھائی عمارت بن حرب سے ان کی شادی ہوئی، جس سے ایک لڑکا پیدا ہوا، عمارت کی وفات کے بعد آپ عوام بن غیلہ کے نکاح میں آئیں۔ ان سے تین لڑکے ہوئے، زبیر، سائب، عبدالکعبہؓ

اسلام و ہجرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھیوں میں صرف انہیں کے لیے مورخین بالاتفاق اسلام لانے کا فیصلہ کر چکے ہیں گو حضرت اروسی اور حضرت عائکہ وغیرہ کو بھی ابن سعد نے اسلام لایزوالوں کے ذیل میں لکھا ہے لیکن حقیقت یہی ہے کہ سوائے ان کے عمارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں دوسروں کا اسلام لانا محقق نہیں ہے، ابن اثیر کا فیصلہ بھی یہی ہے، اور یہ ایسی خصوصیت ہے جو ان کے شرف و امتیاز میں بہت کچھ اضافہ کرتی ہے،

ہجرت کے متعلق صرف اتنا معلوم ہے کہ انھوں نے حضرت زبیر کے ساتھ ہجرت کی۔ ابن سعد نے اس ذیل میں جو کچھ لکھا ہے وہ صرف یہ ہے کہ ہاجرت الی المدینہ۔ عام حالات۔ آپ کئی غزوات میں شریک ہوئیں۔ غزوہ خندق میں انکا استقلال نسوانی جرات کی حیرت انگیز مثال ہے۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجاہدین کے ساتھ جہاد کے لیے روانہ ہوئے تو عورتوں کو حضرت حسان کے ساتھ ایک قلعہ میں جسکو اطم اور فارغ بھی کہتے ہیں، ٹھہرا دیا، اور حضرت حسانؓ اور عمارؓ رسول اکو حفاظت کے لیے متعین کر دیا۔

یہ موقع ایسا تھا کہ عورتیں تنہا تھیں صرف حضرت حسان کی موجودگی چند ان سفیدان بھی
 ایسے یہودیوں نے میدان خالی دیکھ کر مسلمانوں کی مشغولیت سے فائدہ اٹھانا چاہا چنانچہ ایک
 یہودی قتل کے دروازہ تک پہنچ گیا اور کان لگا کر باتیں سننے لگا کہ موقع پائے تو حملہ
 کرے، حضرت صفیہ نے دیکھ لیا چونکہ طبیعت کی دیر تھیں ایسے فوراً حضرت حسان سے بولیں
 "اگر اسکو قتل کر دو" انھوں نے جواب دیا کہ اگر میں اس قابل ہوتا تو آپ نے حضرت صلعم کے ساتھ
 نہ ہوتا، واقعہ یہ ہے کہ اس سے قبل حضرت حسان ایک مرض میں مبتلا رہ چکے تھے جس کی وجہ
 سے جہانی کمزوری کے علاوہ دل بھی اتنا ضعیف ہو گیا تھا کہ اس قسم کی جرأت نہ کر سکے اور
 معذوری ظاہر کرنے لگے۔ بہر حال حضرت صفیہ کی جرأت اس جواب سے کم نہ ہوئی، اٹھیں اور
 ایک خیمہ کی چوب اکھاڑ کر یہودی کے سر پر دے ماری، یہ ضرب ایسی نہ تھی کہ خطا ہوتی تو کسی
 اس کے صدر سے جانبر ہوسکا، اب یہ حضرت حسان سے مخاطب ہوئیں کہ جاؤ اور اسکا سر کاٹ کر
 قلعے کے نیچے یہودیوں میں پھینک آؤ، حضرت حسان نے اس میں بھی غور کیا، آخر یہ کام بھی حضرت
 صفیہ نے کیا جس سے یہودیوں کو یقین ہو گیا کہ قلعہ پر حملہ کرنا خطرہ سے خالی نہیں اور معلوم
 ہوتا ہے کہ یہاں بھی کچھ فوج مسلمانوں کی متعین ہے۔

جنگ احد جنگ خندق سے پہلے ہوئی تھی، حضرت صفیہ جنگ احد میں بھی شریک
 ہوئیں اور اس موقع پر بھی اپنی جرأت کی قابل رشک مثال قائم کر دی، عفان ابن مسلم کی روایت
 ہے کہ مسلمان کفار کی کثرت سے گھبرا کر آمادہ فرار تھے اور ایک طرح کی شکست ہو چکی تھی
 اس حالت میں حضرت صفیہ ہاتھ میں نیزہ لیے ہوئے آئیں دروگوں کو ارادہ کر دو کہ تھیں اور غصہ
 میں کہتی جاتی تھیں "تم رسول اللہ صلعم سے بھاگتے ہو" آنحضرت صلعم نے انکو دیکھا تو حضرت زبیر
 کو بلا کر ہدایت فرمائی کہ یہ حضرت حمزہ کی لاش نہ دیکھنے پائیں کیونکہ نفس کی حالت بہت خراب
 تھی اور کسی طرح اس قابل نہ تھی کہ ایک عورت اور وہ بھی مان جائی ہن دیکھ قبضہ کر سکے حضرت
 زبیر تمیل ارشاد ان کے پاس آئے اور کہا "امان! رسول اللہ صلعم آپ کو واپس ہونے کا حکم
 دیتے ہیں" بولیں کیوں، مجھے تو معلوم ہوا ہے کہ میرے بھائی کو مثلہ کیا گیا ہے، خدا جانتا ہے
 کہ یہ مجھے پسند نہیں تاہم میں ضرور صبر کروں گی اور انشاء اللہ قبضہ سے کام لوں گی، حضرت زبیر نے
 جو کچھ سنا تھا آنحضرت صلعم سے بیان کر دیا یہ سنکر آپ نے اجازت دے دی پھر حضرت صفیہ اپنے

کے بھائی کی لاش پر آئیں، جسم کے ٹکڑے اپنی آنکھوں سے دیکھے مگر اتنا ضبط کیا کہ کچھ نہ بولیں اور صرف انا للہ وانا الیہ راجعون کہہ کر دعائے مغفرت مانگے لیکن، جب یہ جلی لگین تو آنحضرت صلیم کے حکم سے حضرت حمزہ دفن کیے گئے۔

فصل و کمال صاحب درمنثور لکھتے ہیں، کانت شاعرۃ فصیحۃ متقدّمۃ عند جمیع العرب بالقول والفعل والشرف والحسب والنسب، وہ ایک فصیح شاعرہ تھیں اور تمام عرب کی نزدیک قول، فعل، حسب، نسب اور بزرگی کے لحاظ سے خاص امتیاز کی مالک تھیں، جب عبدالمطلب کی وفات ہو گئی تو حضرت صفیہ نے اپنی بہنوں اور بیٹی ہاشم کی عورتوں کو بلا کر ایک مجلس منعقد کی جہیں ہر ایک نے مرثیے لکھے حضرت صفیہ کے مرثیے کے بعض اشعار یہ ہیں،

ارقت لصوت مائجة بليل	میں رات کو ایک نوہم کرنے والی
على رجل بقاعدة الصعيد	کی آواز سے روٹھی جو ایک مرد کریم پر
ففاضت عند اكم دموعي	رودہ ہی تھی۔ اور اس حال میں
على حدى كنىد الفريدا	میرا نسب مسلسل موتوں کی طرح خسارہ پہنچا
على رجل كيم غيرة و غلى	ایسے مرد کریم کی (وفات پر) آنسو
له الفضل المبين على البعيد	کرتے ہو جو بہنوئے نہ تھا اور اس کی بزرگی دور دور
رافع البيت الجردى فضول	عیان تھی وہ عالی خاندان کشادہ ابرو
وغيت الناس في الزمن الجردى	مناہٹنا آئی اور قحط سالی میں لوگوں کے دل بھٹکا
فلو خلد امرو ولقد يمجد	میں اگر انسان اپنی قدیم بزرگی کی وجہ سے
ولكن لا سبيل الى الخلود	ہمیشہ رہتا، لیکن ہمیشگی کی کوئی صورت نہیں
لکان فخلد الاخرى اللبالي	تو اپنی فضیلت اور قدیم شرافت کی وجہ
لفضل المجيد والحسب التليل	سے بہت زمانہ تک زندہ رہتا،

رسول اللہ صلیم کی وفات پر جو مرثیہ کہا ہے اس کے چند شعر یہ ہیں۔

اے یا رسول اللہ کنت رجاءنا	یا رسول اللہ! آپ ہماری امید تھے
و کنت بما بعد اولئك احبا قبا	آپ ہمراہان کرتے تھے ظالم نہ تھے
و کنت ما حيا ما ديا و ما دنا	آپ رحمدل، رہبر اور مسلم تھے

فیک علیک الیوم من کان بالکلیا
قدی رسول اللہ اخی وخالقی
وعی وخالقی ثم نفسی ومالی
فلوان رب الناس البقی بیننا
سعدنا وکن امرک کان ماضیا
علیک من اللہ السلام تحیة
وادخلت جنات من عدن ضیا

آج ہر دوسنے والے کو آپ پر روزِ اچا ہے
رسول اللہ پر میری مان ، خالہ
چچا ، اور مامون قربان ہوں پھر میں
خود اور میرا مال بھی۔ کاش کہ خدا
ہم سے نبی کو زندہ رکھتا تو ہم کیسے خوش ہوتے
مگر اسکا حکم ہو کر رہتا۔
آپ پر اللہ کی طرف سے سلام ہو اور آپ

جنات عدن میں داخل ہوں
حسایات میں بھی ان کی شاعری بری نہ تھی ، وہی جوش و خروش وہی الفاظ کا
رکھ رکھاؤ ، اور بندش کی وہی متانت جو حاسی شعرا کا خاصہ ہے ، ان کے کلام میں بھی بڑی
حد تک موجود ہے ، مثلاً

الا من مبلغ عنی قریشا
فقیم الامور فینا والاماد
لنا السلف المقدم قد علمتم
وکم نو قد لنا بالعذر نار
وکل مناقب الاحیاد فینا
وبعض الامور منقصہ وعاد

کوئی ہے جو میری طرف سے قریش کو
پہنچائے کہ تم ہم پر کس بات میں حکومت کرنا
ہمارے بزرگ بہت قدیم میں تو کو معلوم ہے
کہ ہمارے لیے قریش بھی جنگ کی آگ
نہیں جلائی گئی۔
ہم میں تو تمام اوصاف نیکن کے موجود
ہیں ، اگرچہ بعض اشخاص نقصان کا بھی بڑی

حافظ ابن حجر نے اصابع میں ایک شعر حضرت صفیہ کا حضرت حمزہ کے مرتبہ کے متعلق نقل کیا ہے
جن سے انکی بلاغت و قدرت کلام کا اندازہ ہوتا ہے اس شعر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب
کر کے کہتی ہیں۔

ان یوماً اتی علیک لیوم
کوسرت شمسہ دکان مصیبا

آج آپ پر وہ دن آیا ہے جس میں آفتاب
سیاہ ہو گیا ہے حالانکہ اس کو پہلے وہ روشن تھا

بقول بعض مورخین حضرت صفیہ سے چند امدادیں بھی مروی ہیں گریہ قول یا یحییٰ کو نہیں ہو چکا
وفات ۳ سال کی عمر میں بڑا ملا حضرت عمرؓ کے بیویوں میں حضرت صفیہؓ وفات پائی بھلا بقع معقونؓ نے کبھی نہیں فرمایا
لہ اشراک انتخاب درشتہ صفحہ ۲۶۱ و ۳۶۲ سے اخذ ہے لہ اسامیہ ۲ صفحہ ۶۷۲ لہ استیعاب ج ۲ صفحہ ۷۳ و ۷۴

حضرت فاطمہ بنت اسد

ہم نسب آپ کا نام فاطمہ ہے اور آپ کے والد کا نام اسد بن ہاشم بن عبدمناف تھا چونکہ آپ نسباً ہاشمیہ ہیں، اس لیے زیادہ نسب کی تحقیق غیر ضروری ہے۔
 نکاح آپ ابو طالب بن عبدالمطلب کے نکاح میں تھیں انہیں سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ پیدا ہوئے، علامہ ابن عبد البر لکھتے ہیں، ہی اَوَّلُ ہاشمیۃٍ ولدت لہاشمی یا پسلی ہاشمی عورت میں جن سے ہاشمی اولاد ہوئی۔

اسلام و ہجرت جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت اسلام پر اہل عرب کو متوجہ کیا تو تمام قبائل میں بنی ہاشم پیش پیش رہے اور اکثر مسلمان ہوئے، حضرت فاطمہ بھی انہیں میں تھیں، خود بھی اسلام لائیں اور علاوہ شوہر کے ان کی بیٹی اولاد بھی اس دولت سے شرفیاب ہوئی۔

خدا نے ان کو اسلام کے ساتھ ہجرت کا شرف بھی عطا کیا جب آپ مدینہ منورہ آئیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شادی ہوئی، چونکہ اہلبیت انھار کی زندگی زخارف دنیوی سے معرا اور بالکل سادہ تھی اس لیے گھر کا سارا کام خود ہی کر لیا جاتا تھا، لازم وغیرہ کا ذکر بھی نہ تھا، چنانچہ اس موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ سے خطاب کر کے کہا۔ کفی فاطمہ بنت رسول اللہ سقائیۃ الملاء والد ذہاب فی الحاجة ویکفک الداحل الطعن والعین میں پانی بھرون گا اور باہر کا کام کر دے گا اور فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیسنے اور سٹانگو نہ دھنے میں آپ کی مدد کریں گی۔

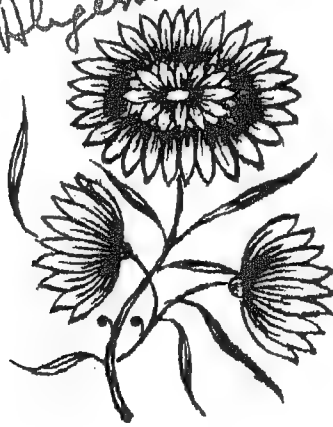
اخلاق و عادات آپ نہایت نیک مزاج اور شریف خصلت، خاتون نقین۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی تعریف کیا کرتے تھے، چنانچہ ان کی وفات کے بعد آپ نے فرمایا "لم یکن احداً بعد ابی طالب ابرئ منہما"، ابو طالب کے بعد ان سے زیادہ چھ پر کوئی نہ تھا۔

۱۔ استیاب ج ۲ صفحہ ۷۷، ۲۔ ایضاً، ۳۔ اسد الغابہ ج ۵ صفحہ ۵۱۷، ۴۔ استیاب ج ۲ صفحہ ۷۷،

آنحضرت صلعم اکثر ان کے گھر آرام فرماتے اور ان کو دیکھنے تشریف لاتے تھے یہ
 اولاد طالب، عقیل، جعفر، علی، آپ کی اولاد تریہ اور ام ہانی، جہانہ اور ربیعہ اولاد انہیں
 وفات بعض کا خیال ہے کہ ہجرت سے پہلے فوت ہوئیں، لیکن اسکو خیال سے زیادہ وقت نہیں
 صحیح ہے کہ ان کی وفات ہجرت کے بعد ہوئی۔ آنحضرت صلعم نے اپنی قیص میں کتنا یا اور دفن
 کے بعد قبرین لیٹ گئے۔ لوگوں نے تعجب سے پوچھا تو فرمایا کہ ابوطالب کے بعد ان سے زیادہ
 کسی نے میرے ساتھ مہربانی نہیں کی، اس لیے میں نے ان کو اپنی قیص پٹائی کہ جنت میں انکو
 بہشتی لباس پہنایا جائے اور قبرین لیٹ گیا تاکہ خداوند میں آسانی ہو سکے
 در مشور میں لکھا ہے

دفاعۃ ہذا لہا فضائل شہورۃ و
 ہا ثمر مشکورۃ مذکورۃ فی کتب التالیف
 یہی فاطمہ بن جن کے فضائل و آثار کتب سیر میں
 مذکور ہیں کہ

S. M. Ashim Behari
 44, 45, 46
 Aligarh



۱۷۱ طبعات ج ۸ صفحہ ۱۶۱، ۱۷۲ استیاب ج ۲ صفحہ ۷۷، ۷۸ و ۷۹
 ۱۷۳ در مشور صفحہ ۳۵۹

حضرت ام امین

نام و نسب۔ برکہ نام ہے اور ام امین کنیت، سلسلہ نسب یہ ہے۔ برکہ بنت ثعلبہ بن عمرو بن حصن بن مالک بن سلمہ بن عمرو بن نعمان آپ حبشیہ ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد حضرت عبداللہ کی کنیزوں میں سے تھیں، انھوں نے وفات پائی تو یہ حضرت آمنہ کے پاس رہنے لگیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضانت و تربیت بہت زیادہ انہیں سے متعلق تھی، جب رسول اللہ سن شعور کو پہنچے تو اور انہیں یہ بھی آپ کے حصہ میں آئیں۔

عقد۔ بنی حارث بن خزرج کے قبیلہ میں عیدہ بن زید ایک شخص تھے، یہی ان کے شوہر تھے عیدہ نے جنگ حنین میں شہادت پائی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ سے نکاح کر دیا، حضرت ام امین کا یہ نکاح نبوت کے بعد ہوا۔

اسلام۔ ان کے پہلے شوہر بھی مسلمان تھے اور دوسرے تو گویا مسلمانوں میں خصوصیت سے ممتاز تھے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ اور محبوب غلام تھے اور بیچ پوچھے تو اسلام کو تو انہوں نے گودیوں میں کھالیا تھا۔

ہجرت اور عام حالات۔ جن مسلمانوں کو دو ہجرتوں کا شرف حاصل ہوا انہیں میں یہ بھی ہیں مگر سے ہجرت کر کے پہلے حبشہ گئیں پھر وہاں سے مدینہ واپس آئیں غزوہ احدا اور غزوہ خیبر میں بھی شریک ہوئیں غزوہ احد میں حضرت ام امین نے پانی پلانے اور مریفیوں کی تیار داری کرنے کی خدمت انجام دی تھی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسا نام ام امین سے مزاج بھی فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ ام امین آئیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگیں۔ مجھے سوار کر دیجیے، رسول اللہ نے پوچھا تمہیں ادنس کے بچے پر سوار کر دوں، ان کی سمجھ میں نہ آیا بولیں ”یا رسول اللہ وہ میرا بار نہ اٹھا سکیگا اور میں اسے تو نہیں اٹھاتی“

آپ نے جواب دیا میں تو یحییٰ اور نوح کے بچہ ہی پر بھلاؤ لگا یہ تھا آپ کا مزاج حسین حسودہ و زائد
کا نام بھی نہ تھا اور یہ تھی آپ کی خوش طبعی جسکے متعلق محدثین کا اتفاق ہے، کان رسول اللہ
صلعم یمیزح وکالیقول کالحق،

رسول اللہ صلعم نے انتقال فرمایا تو ام ایمن بہت رنجیدہ ہوئیں اور رونے لگیں لوگوں
نے سمجھایا تو بولیں۔ مجھے یہ تو معلوم تھا کہ رسول اللہ صلعم سے مفارقت ہوگی، لیکن میں تو اس پر روتی
ہوں کہ اب ہم سے وحی آسانی کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے

صحیح مسلم میں ہے کہ اس موقع پر حضرت ابو بکر اور حضرت عمر تسلی دینے لگے کہ رسول اللہ
صلعم کے لیے خدا کے پاس بہتر چیز موجود ہے تو کہا مجھے خوب معلوم ہے اور یہ رونے کا سبب بھی نہیں
اصلی سبب یہ ہے کہ اب وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا، یہ جواب اس قدر موثر تھا کہ حضرت ابو بکر و عمر بھی
منہ بند کر کے اور زار رونے لگے

جب حضرت عمرؓ شہید ہوئے تو حضرت ام ایمن رونے لگیں اور کہا،

اَلْیَوْمَ دَهْنٌ کَالسَّلَامِ، آج اسلام ضیعت ہو گیا،

آنحضرت صلعم کے پاس انصار کے دیے ہوئے بہت سے غلستان تھے، جب بنو قریظہ اور
بنو نضیر پہنچے ماحصل ہوئی تو آپ نے وہ غلستان واپس کرنا شروع کر دیے۔ ان میں سے کچھ باغ
حضرت انس بن مالک کے بھی تھے جو آپ نے حضرت ام ایمن کو دے دیے تھے۔ حضرت انس آئے
تو ام ایمن نے ان باغوں کی واپسی سے انکار کر دیا، آنحضرت صلعم نے یہ دیکھ کر ان کو باغ سے
وہں گناہ یاد عطا فرمایا ہے

اخلاف و عادات آنحضرت صلعم ان کی بہت تعریف کرتے تھے، اکثر ان کے گھر تشریف لاتے
اور اُسی کہہ کر خطاب فرماتے، جب ان کی طرف نظر کرتے تو فرماتے ہذا لبقیتہ اہل بیتی
عبید بن زید کی وفات کے بعد آپ نے فرمایا

مَنْ سَلَكَ ابْنَ زَوْجٍ امْرُؤًا مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَوْضَلُ جَنَّتِ كِي عَوْرَتٍ سَعْدَ كَرَانَا جَابِئِہِ
فَلَيْتَ زَوْجِی ۱۲ امین،

ایک مرتبہ آپ ان کے گھر تشریف لائے تو انھوں نے شربت پیش کیا آپ روزہ سے
سے طبقات ج ۸ ص ۱۶۳، ایضاً، صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۲۱، طبقات ج ۸ صفحہ ۱۶۲، صحیح بخاری
طبقات ج ۸ ص ۱۶۳، طبقات ج ۸ ص ۱۶۲، ایضاً، صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۲۱

تھے اسلئے مترد ہوئے اس پر ام ایمن بہت ناراض ہوئیں۔ غالباً انکو معلوم نہ تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکا اظہار غیر ضروری سمجھا تھا،

فضل و کمال حضرت ام ایمن نے احادیث کی روایت بھی کی ہے جن بزرگوں نے انکے سلسلہ سے روایت کی ہے ان میں سے بعض یہ ہیں: حضرت انس بن مالک، عیش بن عبداللہ صنفانی، ابویزید مدنی،

اولاد ان کی اولاد میں پہلے شوہر سے ان تھے دوسرے سے اسامہ۔ دونوں صحابی تھے، حضرت اسامہ کو صحابہ میں بڑا رتبہ حاصل تھا اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت عزیز تھے،

وفات حضرت عثمانؓ کے بعد خلافت میں انتقال کیا، ابن اثیر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پانچ یا چھ ماہ بعد انکا زمانہ انتقال بتلایا ہے جو کسی طرح صحیح نہیں۔ صحیح یہی ہے کہ انھوں نے حضرت عثمانؓ کے زمانہ خلافت میں وفات پائی کہ



اسماء بنت یزید

نام و نسب نامہ اسرار ام سلمہ کینیت، نسب یہ ہے، اسماء بنت یزید بن اسکن بن رافع بن امرئ القیس بن زید بن عبد المطلب بن خنم بن حارث بن خزرج بن عمرو بن الکلب بن اوسؓ۔
 اسلام اور ہجرت ان کے اسلام کے متعلق صرف اتنا معلوم ہے کہ ہجرت کے بعد مسلمان ہوئیں ہجرت کا واقعہ البتہ تفصیل سے آیا ہے، جو قبول اسلام کے بعد ہی پیش آیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کی جماعت میں رونق افروز تھے، اسماء آئیں اور حسب ذیل تقریر کی رسول اللہ پر میرے ماں باپ قربان ہوں میں مسلمان عورتوں کی طرف سے پیغام لیکر آئی ہوں، اللہ نے آپ کو مرد و عورت سب کی ہدایت کے لیے بھیجا ہے، ہم آپ کے پیرو ہیں اور آپ پر ایمان لائے ہیں ہم میں اور مردوں کی حالتیں بہت فرق ہیں، ہم لوگ اپنے گھروں کی چار دیواری میں محصور ہیں اور تمھاری اولاد و نوجوان پرورش کرتے ہیں، تم لوگ مرد ہو جمعہ اور نماز جماعت و نماز جنازہ میں حاضر ہو سکتے ہو، حج کو جاتے ہو اور سب سے زیادہ یہ کہ خدا کی راہ میں جہاد کرتے ہو ہم ان موقعوں پر تمھاری اولاد کو پالتے ہیں تمھارے اموال کی حفاظت کرتے ہیں کپڑوں کے لیے چرخہ کاستے ہیں تو کیا ہم تمھارے ساتھ اس اجر و ثواب میں شریک نہ ہونگے ؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ”کیا تم نے دین کے متعلق کسی عورت سے ایسی گفتگو سنی ہے، لوگوں نے عرض کیا ہلوگمان بھی نہ تھا کہ ایک عورت بھی ایسا سوال کر سکتی ہے، آپ نے اسماء سے فرمایا ”اگر عورت اپنے شوہر کی رضا جوئی اور اس کی موافقت و فرمانبرداری کرتی ہے اور ذرا نقص و وجہیت ادا کرتی ہے تو اسکو بھی مرد کے برابر ثواب ملیگاؓ۔
 عورتوں کے اس وفد میں حبلی پیشرو حضرت اسماء تھیں ان کی خالہ بھی شریک تھیں جو ہاتھوں میں سونے کے کنگن اور انگوٹھیاں پہنے تھیں آپ نے فرمایا ”اس زبور کی زکوٰۃ دیتی ہو“

برہنہ نہیں" فرمایا تو کیا تم یہ پسند کرتی ہو کہ خدا تمکو آگ کے کنگن ادا کوٹھیاں پہنائے، حضرت
اسمار نے اپنی خالہ سے کہا "خالہ انکو اتار دو" انھوں نے فوراً سب چیزیں اتار کر پھینک دیں، پھر
حضرت اسمار نے کہا یا رسول اللہ ہم زبردستی کئے تو شوہر کی نظر میں بے وقعت ہو جائیں گے
فرمایا "تو چاندی کا زیور نہ آؤ اور پیر زعفران مل لو کہ سونے کی چمک پیدا ہو جائے" ان
باتوں کے بعد بیعت کا وقت آیا تو آنحضرت صلی علیہ وسلم نے چند افراد کرائے حضرت اسمار نے کہا یا
رسول اللہ ہم آپ سے بیعت کرتے ہیں اپنا ہاتھ بڑھائیے ارشاد ہوا کہ "میں عورتوں سے
مصافحہ نہیں کرتا" یہ

عام حالات آپ آنحضرت صلی علیہ وسلم کی خدمت میں اکثر حاضر رہتی تھیں اگر تہہ ان کے سامنے اپنے
دجال کا ذکر فرمایا، کثرت آہ و بکا سے کمرام چکیا، آنحضرت صلی علیہ وسلم اٹھ کر چلے گئے دوبارہ تشریف
لائے تب بھی یہی حالت تھی فرمایا "کیوں روتی ہو" حضرت اسمار نے کہا ہماری تو یہ حالت ہے
کہ بوڑھی آٹا گوندھنے بیٹھتی ہے، ہلکے سخت بھوک ہوتی ہے، وہ بچا کو فارغ نہیں ہوتی کہ ہم
یتیم ہو جاتے ہیں، دجال کے زمانہ میں جب قطع پڑیگا تو کیونکر صبر کر سکیں گے، فرمایا اس دن تسبیح اور
تکبیر بھوک سے بچائیگی، پھر ارشاد ہوا کہ آہ و زاری کی ضرورت نہیں میں اس وقت تک زندہ رہا
تو تم لوگوں کی سپرد ہونگا ورنہ میرے بعد خدا ہر مسلمان کی حفاظت کرے گا" یہ

رضعتی کے وقت جن عورتوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو سنوارا تھا حضرت اسمار بھی انہیں
شامل تھیں، حضرت عائشہ کو جھلمین بٹھا کر رسول اللہ کو خبر کی، آپ ان کے پاس آکر بیٹھ گئے کسی
نے دودھ پینے کیا تو تھوڑا سا نوش فرما کر حضرت عائشہ کو دیدیا، انھوں نے شرم سے سر جھکا لیا تو
حضرت اسمار نے ڈانٹا کہ رسول اللہ جو دیتے ہیں لے لو، حضرت عائشہ نے کسی قدر پی لیا پھر آنحضرت
صلی علیہ وسلم کو واپس کر دیا، آپ نے اسمار کو دیا انھوں نے پیارہ کو گھٹنے پر رکھ کر گردش دینا شروع کیا
تاکہ جس طرف سے آنحضرت صلی علیہ وسلم نے نوش فرمایا تھا اسی طرف سے وہ بھی پیئیں، اس کے بعد آپ نے
فرمایا کہ اور عورتوں کو بھی دوسب نے جواب دیا کہ "ہم اس وقت خواہش نہیں ہے" فرمایا "بھوک
کے ساتھ جھوٹ بھی" یہ

شاہدین حبیب معرکہ یرموک پیش آیا تو حضرت اسمار نے خیمہ کی چوبیس زبردستوں کو
قتل کر کے اپنی شرکت کا ثبوت دیا" یہ

اخلاق علامہ بن عبد البر لکھتے ہیں،

كانت من ذوات العقل والدين وہ فہمب اور عقل دونوں اوصاف کی حامل تھیں
 همان نوازی میں متاثر تھیں، شہر بن حوشب ان کے گھر آئے، مہسنے کھانا رکھا گیب تو
 اسخون نے انکار کیا، یہ آنحضرت صلیم کا ایک واقعہ بیان کر کے بولیں ”اب تو انکار نہ کرو گے؟“ شہر نے
 کہا ”اے امان اب ایسی غلطی نہ ہوگی یہ“

آنحضرت صلیم کی خدمت بہت کرتی تھیں، ایک بار آپ کی اونٹنی کی ہمار تھا سہ
 کھڑی تھیں کہ دوحی نازل ہوئی، بیان کرتی ہیں کہ ”دوحی کا بار اٹاتا تھا کہ مجھے ڈر لگنے لگا کہ کہیں
 اونٹنی کے ہاتھ پاؤں نہ ٹوٹ جائیں“

نفل و کمال چند حدیثوں کی روایت ان کے فضائل میں امتیازی اضافہ ہے، مارویون کے
 نام یہ ہیں :-

شہر بن حوشب، محمود بن عرافصاری، مہاجر بن ابی مسلم، مجاہد، اسحاق ابن راشد، باعتبار
 کثرت روایت ان سب میں شہر بن حوشب کا درجہ سب سے بلند ہے،
 اولاد اولاد وغیرہ کا کہیں حال نہیں معلوم ہوتا۔

وفات سنہ وفات کی بھی یہی صورت ہے لیکن یقینی ہے کہ جنگ یرموک کے بعد آپ مدت
 تک زندہ رہیں،



حضرت ام عمارہ

نام ونسب ان کا نام نسیب ہے مگر حسب رواج عرب بہ نسبت نام کے کمیت زیادہ مشہور ہے
 انصاریہ یقین اور قبیلہ خزرج کے خاندان بخاری سے وابستہ سلسلہ نسب یہ ہے۔ نسیب بہ نسبت کمیت بن
 عمرو بن عوف بن مبدول بن عمرو بن غنم بن مازن بن النجار
 ولادت ہجرت سے تھینا چالیس سال پہلے مدینہ میں پیدا ہوئے،
 نکاح پہلا نکاح زید بن عاصم سے ہوا جو ان کے چچا زاد بھائی تھے زید سے دو اولادین ہوئے بن عبد اللہ
 اور حبیب زید کے انتقال کے بعد عربہ بن عمرو سے، عقد ہوا جس سے تمیم اور خولہ پیدا ہوئے۔
 اسلام اسلام ابھی اپنے قدموں پر کھڑا نہیں ہوا تھا، دنیا کے کان حق و صداقت کی آواز سے
 بخیر مانوس تھے، حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی نہ ٹھکنے والی کوششیں ہمارے اپنے کام میں مصروف
 تھیں، یہ وہ وقت تھا کہ آپ اہل مکہ سے مایوس ہو چلے تھے تاہم چونکہ خدا کی رحمت سے ترقی قائم
 تھی اس لیے تبلیغ برابر جاری تھی، اسی زمانہ میں مدینہ کے چھ آدمی آپ کا وعظ سن کر حلقہ گزشتہ
 اسلام ہوئے دوسرے سال چھ کا اور اضافہ ہوا، اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مصعب بن عمیر کو ان
 بارہ مسلمانوں کے ساتھ مدینہ روانہ کیا کہ وہاں پہونچ کر اشاعت و تبلیغ کی خدمت انجام دیں۔
 مختصر مگر اسلام کا سچا درود رکھنے والی جماعت کی کوشش یہاں تک کامیاب ہوئی کہ مدینہ کے
 بڑے بڑے سربراہ درود لوگ مشرف بہ اسلام ہوئے، انہیں میں حضرت ام عمارہ اور ان کا خاندان
 بھی تھا، اس طرح حضرت ام عمارہ کو قبول اسلام میں دو شرف حاصل تھے، ایک تو سابقین اولین
 سے ہیں دوسرے انصاریہ ہیں،

عام حالات پہلا شاندار واقعہ جو حضرت ام عمارہ کی زندگی سے متعلق ہے بیعت عقبہ کی شرکت
 ہے، عقبہ گھاٹی کو کہتے ہیں، اس کی تفصیل یہ ہے کہ ارتقا سے سلام کے تیسرے سال تقریباً پچتر

مسلمان مدینہ سے حضور کی خدمت میں روانہ ہوئے اور حج کے دو تین دن گزرنے کے بعد رات کو پچھلے پہر ایک پہاڑی کی گھاٹی میں بہرہ اندوز نیاز ہوئے، سب نے دست مبارک پر بیعت کی اور عہد کیا کہ حضور مدینہ تشریف لے جائیں ہم جان و مال اور اولاد سب اللہ کے دین کی مدد میں قربان کرینگے، ان بیعت کرنے والے مسلمانوں میں دو عورتیں بھی تھیں ایک تو حضرت ام عمارہ دوسری ام منیع، جب عرب بن عمر حضرت ام عمارہ کے شوہر نے اس موقع پر ان دو عورتوں کو بلایا کہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ دو عورتیں بھی ہمارے ساتھ بیعت کے لیے حاضر ہوئی ہیں، تو فرمایا "میں نے جس عہد پر تمکو بیعت کیا ہے اسی پر ان سے بیعت لیتا ہوں مصافحہ کی ضرورت نہیں میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔"

سکہ ۵۰ میں جب اُحد کا معرکہ ہوا تو اس میں ام عمارہ بھی شریک تھیں۔ اسی جنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عم محترم جناب حمزہ اور بہت سے مشہور دجانب تار صحابی شہید ہوئے مسلمانوں کو دل ٹوٹ چکے تھے اور اب حضور کے پاس چند مسلمان جو تعداد میں دس سے زیادہ نہ ہونگے حفاظت کے لیے باقی رہ گئے تھے، ان میں عرب بن عمر، ام عمارہ اور ان کے دو بیٹے عبداللہ اور حبیب بھی تھے۔

حضرت ام عمارہ اس نازک وقت سے پہلے بھی یعنی جب مسلمان قریب تھے اور یوں جنگ میں استقلال سے مقابلہ کر رہے تھے بیکار نہ تھیں اور برابر مشک میں بانی بھر کر دو گونگوں کو بلا رہی تھیں اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بالکل سینہ سپر تھیں، جب کفار بڑھتے تو تیرا دلو اس سے روکتی، خود ان کا بیان ہے کہ میں اپنی ڈال سے دشمنوں کے حربے روکتی تھی اور یہ تدبیر کرتی تھی کہ جب کوئی سوار دار کرتا تو روک لیتی اور اسکے آگے بڑھتے ہی پیچھے سے ایسا ہاتھ مارتی کہ اسکے گھوڑے کا پائون کٹ جاتا اور وہ مع سوار کے زمین پر آ رہتا یہ دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے بیٹے عبداللہ کو آواز دیکر امداد کے لیے بھیج دیتے پھر میں اور وہ دونوں فوراً اس سوار کا خاتمہ کر دیتے تھے۔

اس لڑائی میں ان کی والہانہ خدمات کا جب ذکر آتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے "میں غزوہ اُحد میں انکو برابر اپنے دائیں بائیں لڑتے دیکھتا تھا، ابھی لڑائی ختم ہوئی تھی، کفار جو شہر پرستے پورش کرتے چلے آ رہے تھے کہ ایک کافر کے پیچھے سے آپ کا دندان مبارک شہید

ہو گیا، پھر ابن قتیہ نے تلوار کا دار کیا جس سے خود کے دو ہتھے رخسار مبارک میں دھنس گئے اور خون پینے لگا، ام عمارہ نے یہ رنگ دیکھا تو بنیابی سے ابن قتیہ پر حملہ کیا جس کا کوئی اثر نہ ہوا کیونکہ وہ زہرہ پینے ہوئے تھا، پھر اس نے تلوار ماری تو ان کے کندھے پر زخم آیا اور غار پر گیا۔ ابن قتیہ تو بھاگ گیا مگر ان کے زخم کاری لگا تھا اسلئے خون میں نہا گئیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سامنے کھڑے ہو کر ان کے زخم پر پٹی بندھوائی اور چند ہادو صحابہ کا نام لیکر فرمایا کہ وہ آج ام عمارہ کا کارنامہ ان کے کارناموں سے بہت زیادہ اہم ہے، ام عمارہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ میرے لیے دعا فرمائیے کہ جنت میں آپ کے ساتھ ہوں آپ نے دعا کی تو بولیں صا اباحی صا اصا بنی حق الدنیا، اب مجھے دنیا کی کسی مصیبت کی پروا نہیں ہے۔ اس ہنگام میں ام عمارہ نے اس بے جگر سی سے حصہ لیا کہ جب انکا بیٹا عبداللہ زخمی ہو کر بیٹھ گیا تو انھوں نے خود مرہم پٹی کی اور زخم باندھ کر بولیں ”جا و بیٹا اب رڑو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، من یطیق ما لیطیقن یا ام عمارہ اسے ام عمارہ جتنی طاقت تھیں ہر کسی میں کہاں ہوتی ہے؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی خدمات کی اتنی قدر فرماتے تھے کہ جب لڑائی ختم ہوئی اور سب لوگ واپس ہونے لگے تو آپ نے جب تک عبداللہ بن کعب مازنی کو بھیج کر ان کی غیرت دہشت نہ فرمائی اپنے گھر تشریف لے گئے۔

اکثر مستند اباب میر نے لکھا ہے کہ ام عمارہ جنگ احد کے علاوہ حدیبیہ، خیبر اور حنین کی لڑائیوں میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھیں، ابن سعد کا بیان ہے کہ انھوں نے دشمنات احد و احد یبئہ جنگ احد، حدیبیہ، خیبر، و خیبر و عمرة القضیہ و حنینیا و عمرة القضاہ، حنین، اور جنگ یامہ دیکھی تھی۔ جو ام ایامہ،

لیکن سوائے یامہ کے اور کسی جنگ میں ان کی شرکت کا حال نظر سے نہیں گذرا۔ جنگ یامہ کے متعلق جو کچھ معلوم ہو سکا سیکھتے تفصیل سے یہ ناظرین ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اہل یامہ کا سردار مسلمہ کذاب جو بڑا ظالم اور زبردست شخص تھا مرتد ہو گیا۔ اس کے قبیلہ میں تقریباً چالیس ہزار آدمی لڑنے والے تھے سب اس کے ساتھ ایضاً صف ۳۰ ویرہ ابن ہشام صف ۱۸۰ ملے بلقات جہ صف ۳۰۳ ملے ایضاً ۱۳۰۰ ملے ایضاً ۵۰

ساتھ ہو گئے، چنانچہ اس نے اپنی قوت کے گھنڈے میں نبوت کا دعویٰ کر دیا اور رب سے اپنے آپ کو بنی کلو آنے لگا، جو انکار کرتا اسکو طرح طرح کی تکلیفیں پہنچاتا۔ حبیب بن زید حضرت ام عمارہ کے بیٹے عمان سے مدینہ آرہے تھے کہ مسلیم کے ہاتھ لگ گئے، اس نے ان کو قبضہ میں لیکر کہا ”تم گواہی دیتے ہو کہ محمد اللہ کے رسول ہیں“ انھوں نے سختی سے انکار کیا تو اس نے ان کا ایک ہاتھ کاٹ ڈالا۔ دوبارہ پھر کہا پھر یہی جواب پایا تو دوسرا ہاتھ کاٹ ڈالا غرض اسکو اپنے دعوے پر اصرار رہا انکو اپنی صداقت پر، آخر اس نے ایک ایک کر کے تمام اعضا کاٹ ڈالے مگر اس مرد خدا نے جان دیدینا گوارا کیا اور وہ تسلیم و رضا سے قدم نہ ہٹایا۔ یہ واقعہ حضرت ام عمارہ نے سنا تو سینہ پر صبر کی سل رکھی اور دین ٹھان لی کہ اگر مسلمانوں نے لشکر کشی کی تو اس مرتبہ ظالم کو انشا اللہ میں خود اپنی تلوار سے قتلہ موت بنا دوں گی لے

مسلیم کی ان چہرہ دستوں کی اطلاع حضرت ابو بکرؓ کو ہوئی تو انھوں نے فتنہ برائے خدا کی بجائی کے لیے حضرت خالد بن ولید کو چار ہزار فوج دیکر روانہ کیا، ام عمارہ نے اس موقع کو غنیمت جانا اور حضرت خلیفۃ المسلمین سے اجازت لیکر ساتھ ہولین مقابلہ ہوا اور سخت ہوا، مسلیم بہت استقلال سے لڑا، بارہ سو مسلمان شہید ہوئے مگر حق ہمیشہ بلند ہو کر رہتا ہے، کفار اس سے کہیں زیادہ مارے گئے کتب تاریخ میں ۸-۹ ہزار کی تعداد لکھی ہے، اس ہنگامہ میں حضرت ام عمارہ نے مسلیم کو تباہ کیا، اپنی برہمچی اور تلوار سے مصیبت چیرتی اور زخم پر زخم کھاتی مسلیم کے قریب پہنچیں، یہاں تک پہنچنے میں نیزے اور تلوار کے گیارہ زخم آئے اور ایک ہاتھ بھی کھائی سے جدا ہو گیا مگر جبین تحمل پر شکن نہ آئی اور آگے بڑھیں کہ مسلیم پر وار کریں کہ اتنے میں ایک ساتھ دو تلواریں مسلیم پر پڑیں اور وہ کٹ کر گھوڑے سے گر پڑا، غور سے دیکھا تو آپ نے عبداللہ کو پاس کھڑا پایا پوچھا تو نے اسکو قتل کیا ہے؟ ”جواب دیا“ ایک تلوار میری پڑی ہے دوسری وحشی کی، اب معلوم نہیں کہ کس کے وار سے اسکی موت آئی، ام عمارہ بہت خوش ہوئیں اور اسی وقت مجدد شکر ادا کیا۔

چونکہ زخم بہت تھے، ہاتھ بھی کٹ چکا تھا اس لیے بہت کمزور ہو گئی تھیں، حضرت خالد بن ولید امیر لشکر نے جو ان کی شجاعت و ہزنگی کے قائل تھے اور ان کا بہت ادب کرتے تھے، انہیں جگہ جگہ کا نام بیان خواتین مطبوعہ علی گڑھ سے ماخوذ ہے اگر یہ حوالہ مناسب نہ ہو تو اپنی یاد دہی سے وغیرہ کسی نیک شخص سے

ہنایت غور و پرداخت سے ان کی تیمارداری کی اور علاج میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا، چنانچہ جب یہ ابھی ہو گئیں تو حضرت خالد کی تعریف میں کہتی تھیں ”وہ ہنایت ہمدرد کریم النفس اور متواضع سردار ہیں انھوں نے بڑی غمخواری کے ساتھ ہماری تیمارداری کی“

اخلاق ایک بہادر اور دلیر عورت کے اخلاق کا کیا پوچھنا۔ بہادری خود ایسا مستقل وصف ہے جو بہت سے اصناف اخلاق پر حاوی ہے، لیکن اگر تفصیل ہی کی ضرورت ہو تو کچھ اور واقعات بھی ہیں جن سے اس عنوان پر بڑی حد تک روشنی پڑتی ہے۔

آنحضرت صلیم ان کے پاس آئے تو انھوں نے کھانا پیش کیا رسول اللہ نے فرمایا، تم بھی کھاؤ ”بولین“ میں روزہ سے ہوں، ارشاد ہوا ان الصائم اذا اکل عندہ صلت علیہ المملکۃ روزہ دار کے پاس کچھ کھا جائے تو فرشتے اس پر درود پڑھتے ہیں۔ یہ تو آنحضرت صلیم کی محبت کا حال تھا آپ کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی اسکے دیکھنے ان کے گھر آیا کرتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی ان کا احترام بہت ملحوظ رہتا تھا۔ چنانچہ ان کے زمانہ خلافت میں ایک مرتبہ مال غنیمت میں کچھ بیش قیمت کپڑے آئے ان میں ایک دوپٹہ زر کار تھا جسے نبی تعالیٰ نے یہ راسے دی کہ یہ دوپٹہ آپ کے بیٹے عبداللہ کی بیوی کو دیا جائے بعض نے کہا کہ آپ کی بیوی کلثوم بنت علیؓ کو۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا میں سب زیادہ حقدار ام عمارہ کو سمجھتا ہوں انہیں کو دوں گا کیونکہ رسول اللہ صلیم سے میں نے احد کے دن سنا تھا، ”ھا النفت یوم احد میںنا ولا مثالا ولا سراھا تقاں“ دونی میں جدھر نظر ڈالتا تھا ام عمارہ ہی ام عمارہ لڑتی نظر آتی تھیں“ چنانچہ دوپٹہ انہیں کے پاس بھجوا دیا۔

فضل و کمال انھوں نے آنحضرت صلیم سے چند احادیث بھی روایت کی ہیں جنہیں ان کے سلسلہ سی عباد بن تیم بن زید، حارث بن عبداللہ بن کعب، عکرمہ اور یحییٰ نے روایت کیا ہے، وفات ان کا سنہ وفات غیر معلوم ہے، مسلمہ کذاب کی جنگ کے بعد تک انکا زندہ رہنا ثابت ہوتا ہے اسکے آگے انہیں معلوم کب تک زندہ رہیں۔

ام حرام بنت ملحان

ام حرام نسب ام حرام کنیت ہے، نام معلوم نہیں، بنی خزرج کے خاندان بنجار سے تھیں ان کا نسب یہ ہے۔ ام حرام بنت ملحان بن خالد بن زید بن حرام بن جذب بن عامر بن غنم بن عدی بن بنجار۔ ان کی والدہ ملیکہ تھیں جو مالک بن عدی بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن بنجار کی بیٹی تھیں۔ اس رشتہ سے حضرت ام حرام حضرت ام سلمہ کی بہن اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی خالہ ہوئیں۔

نکاح صرف تہذیب میں لکھا ہے کہ ان کے پہلے شوہر عمرو بن قیس انصاری تھے مکہ ورنہ عام کتابوں سے حضرت عبادہ بن صامت کا شوہر ہونا معلوم ہوتا ہے، جو بڑے جلیل القدر صحابی تھے ابن سعد کا خیال ہے کہ پہلے عبادہ بن صامت کے نکاح میں تھیں پھر عمرو بن قیس کی زوجیت میں آئیں اسی وجہ سے یہ صحیح نہیں کیونکہ مستند کتب سیر سے عبادہ بن صامت کا آخر شوہر ہونا مفہوم ہوتا ہے۔

عام حالات ۴ حضرت مسلم نے ان کے شہید ہونے کی خبر دی تھی جبکہ تفصیلی واقعہ یوں ہے کہ ایک دن آپ ان کے گھر تشریف لائے اور کھانا کھا کر آرام فرمایا تو ام حرام نے جو مین دیکھی شروع کین آپ پر غزوہ کی طاری ہوئی تھوڑی دیر کے بعد مسکراتے ہوئے اٹھے تو فرمایا میں خواب دیکھا ہے کہ میری امت کے کچھ لوگ حنین میں غزوہ کے ارادے سے سوار ہیں، ام حرام بولیں یا رسول اللہ میرے لیے دعا فرمائیے کہ میں بھی ان میں شامل ہوں، آپ نے دعا کی اور پھر سو گئے، کچھ دیر کے بعد پھر مسکراتے ہوئے اٹھے اور وہی خواب بیان فرمایا، ام حرام نے بھی پھر دعا کی درخواست کی تو ارشاد ہوا کہ تم او حنین میں سے ہو گے

ملہ طہات ج ۵ صفحہ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ۱۴۷۳ ۱۴۷۴ ۱۴۷۵ ۱۴۷۶ ۱۴۷۷ ۱۴۷۸ ۱۴۷۹ ۱۴۸۰ ۱۴۸۱ ۱۴۸۲ ۱۴۸۳ ۱۴۸۴ ۱۴۸۵ ۱۴۸۶ ۱۴۸۷ ۱۴۸۸ ۱۴۸۹ ۱۴۹۰ ۱۴۹۱ ۱۴۹۲ ۱۴۹۳ ۱۴۹۴ ۱۴۹۵ ۱۴۹۶ ۱۴۹۷ ۱۴۹۸ ۱۴۹۹ ۱۵۰۰ ۱۵۰۱ ۱۵۰۲ ۱۵۰۳ ۱۵۰۴ ۱۵۰۵ ۱۵۰۶ ۱۵۰۷ ۱۵۰۸ ۱۵۰۹ ۱۵۱۰ ۱۵۱۱ ۱۵۱۲ ۱۵۱۳ ۱۵۱۴ ۱۵۱۵ ۱۵۱۶ ۱۵۱۷ ۱۵۱۸ ۱۵۱۹ ۱۵۲۰ ۱۵۲۱ ۱۵۲۲ ۱۵۲۳ ۱۵۲۴ ۱۵۲۵ ۱۵۲۶ ۱۵۲۷ ۱۵۲۸ ۱۵۲۹ ۱۵۳۰ ۱۵۳۱ ۱۵۳۲ ۱۵۳۳ ۱۵۳۴ ۱۵۳۵ ۱۵۳۶ ۱۵۳۷ ۱۵۳۸ ۱۵۳۹ ۱۵۴۰ ۱۵۴۱ ۱۵۴۲ ۱۵۴۳ ۱۵۴۴ ۱۵۴۵ ۱۵۴۶ ۱۵۴۷ ۱۵۴۸ ۱۵۴۹ ۱۵۵۰ ۱۵۵۱ ۱۵۵۲ ۱۵۵۳ ۱۵۵۴ ۱۵۵۵ ۱۵۵۶ ۱۵۵۷ ۱۵۵۸ ۱۵۵۹ ۱۵۶۰ ۱۵۶۱ ۱۵۶۲ ۱۵۶۳ ۱۵۶۴ ۱۵۶۵ ۱۵۶۶ ۱۵۶۷ ۱۵۶۸ ۱۵۶۹ ۱۵۷۰ ۱۵۷۱ ۱۵۷۲ ۱۵۷۳ ۱۵۷۴ ۱۵۷۵ ۱۵۷۶ ۱۵۷۷ ۱۵۷۸ ۱۵۷۹ ۱۵۸۰ ۱۵۸۱ ۱۵۸۲ ۱۵۸۳ ۱۵۸۴ ۱۵۸۵ ۱۵۸۶ ۱۵۸۷ ۱۵۸۸ ۱۵۸۹ ۱۵۹۰ ۱۵۹۱ ۱۵۹۲ ۱۵۹۳ ۱۵۹۴ ۱۵۹۵ ۱۵۹۶ ۱۵۹۷ ۱۵۹۸ ۱۵۹۹ ۱۶۰۰ ۱۶۰۱ ۱۶۰۲ ۱۶۰۳ ۱۶۰۴ ۱۶۰۵ ۱۶۰۶ ۱۶۰۷ ۱۶۰۸ ۱۶۰۹ ۱۶۱۰ ۱۶۱۱ ۱۶۱۲ ۱۶۱۳ ۱۶۱۴ ۱۶۱۵ ۱۶۱۶ ۱۶۱۷ ۱۶۱۸ ۱۶۱۹ ۱۶۲۰ ۱۶۲۱ ۱۶۲۲ ۱۶۲۳ ۱۶۲۴ ۱۶۲۵ ۱۶۲۶ ۱۶۲۷ ۱۶۲۸ ۱۶۲۹ ۱۶۳۰ ۱۶۳۱ ۱۶۳۲ ۱۶۳۳ ۱۶۳۴ ۱۶۳۵ ۱۶۳۶ ۱۶۳۷ ۱۶۳۸ ۱۶۳۹ ۱۶۴۰ ۱۶۴۱ ۱۶۴۲ ۱۶۴۳ ۱۶۴۴ ۱۶۴۵ ۱۶۴۶ ۱۶۴۷ ۱۶۴۸ ۱۶۴۹ ۱۶۵۰ ۱۶۵۱ ۱۶۵۲ ۱۶۵۳ ۱۶۵۴ ۱۶۵۵ ۱۶۵۶ ۱۶۵۷ ۱۶۵۸ ۱۶۵۹ ۱۶۶۰ ۱۶۶۱ ۱۶۶۲ ۱۶۶۳ ۱۶۶۴ ۱۶۶۵ ۱۶۶۶ ۱۶۶۷ ۱۶۶۸ ۱۶۶۹ ۱۶۷۰ ۱۶۷۱ ۱۶۷۲ ۱۶۷۳ ۱۶۷۴ ۱۶۷۵ ۱۶۷۶ ۱۶۷۷ ۱۶۷۸ ۱۶۷۹ ۱۶۸۰ ۱۶۸۱ ۱۶۸۲ ۱۶۸۳ ۱۶۸۴ ۱۶۸۵ ۱۶۸۶ ۱۶۸۷ ۱۶۸۸ ۱۶۸۹ ۱۶۹۰ ۱۶۹۱ ۱۶۹۲ ۱۶۹۳ ۱۶۹۴ ۱۶۹۵ ۱۶۹۶ ۱۶۹۷ ۱۶۹۸ ۱۶۹۹ ۱۷۰۰ ۱۷۰۱ ۱۷۰۲ ۱۷۰۳ ۱۷۰۴ ۱۷۰۵ ۱۷۰۶ ۱۷۰۷ ۱۷۰۸ ۱۷۰۹ ۱۷۱۰ ۱۷۱۱ ۱۷۱۲ ۱۷۱۳ ۱۷۱۴ ۱۷۱۵ ۱۷۱۶ ۱۷۱۷ ۱۷۱۸ ۱۷۱۹ ۱۷۲۰ ۱۷۲۱ ۱۷۲۲ ۱۷۲۳ ۱۷۲۴ ۱۷۲۵ ۱۷۲۶ ۱۷۲۷ ۱۷۲۸ ۱۷۲۹ ۱۷۳۰ ۱۷۳۱ ۱۷۳۲ ۱۷۳۳ ۱۷۳۴ ۱۷۳۵ ۱۷۳۶ ۱۷۳۷ ۱۷۳۸ ۱۷۳۹ ۱۷۴۰ ۱۷۴۱ ۱۷۴۲ ۱۷۴۳ ۱۷۴۴ ۱۷۴۵ ۱۷۴۶ ۱۷۴۷ ۱۷۴۸ ۱۷۴۹ ۱۷۵۰ ۱۷۵۱ ۱۷۵۲ ۱۷۵۳ ۱۷۵۴ ۱۷۵۵ ۱۷۵۶ ۱۷۵۷ ۱۷۵۸ ۱۷۵۹ ۱۷۶۰ ۱۷۶۱ ۱۷

ایکے تیسرا اور وفات اسکے بعد ہی حضرت ام حرام کا عقد حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے ہوا،
 سلسلہ میں بزمانہ خلافت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ امیر معاویہ نے جو شام کے حاکم تھے جزائر قبرس
 پر حملہ کرنے کی اجازت حاصل کی اور حملہ آور دن کا ایک بیڑا تیار کیا جس میں حضرت ابو ذرؓ اور
 عبادہ بن صامت اور بہت سے صحابہ شامل تھے ام حرام بھی عبادہ بن صامت کے ہمراہ تھیں
 فتح قبرس کے بعد جب لوگ واپس ہونے لگے تو ام حرام بھی سواری پر چڑھیں لیکن جانور نے
 چڑھنے نہ دیا اور زمین پر گر دیا، چوٹ اتنی سخت آئی تھی کہ جانبر نہ ہوئیں مجبوراً وہیں دفن
 کر دی گئیں۔

فصل و کمال اور نیک بیویوں کی طرح انکو بھی روایت حدیث کا شرف حاصل تھا، حضرت انس
 رضی اللہ عنہ اور ابن مسعودؓ حضرت عبادہ بن صامت، عطار بن لیث، یعلیٰ بن شداد بن اوس نے ان کی
 سماعت پر اعتماد کیا ہے اور ان کے سلسلہ سے حدیث بیان کی ہے۔

صاحب اسد الغابہ نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عزت کرتے تھے، انکو دیکھ کر تشریف
 لاتے اور ان کے پاس آرام فرماتے تھے۔

اولاد میں تین لڑکے چھوڑے، پہلے شوہر سے، قیس، عبداللہ اور حضرت عبادہ سے

عمرؓ



حضرت سمیہ بنت خطاب

نام و نسب سمیہ نام ہے خطاب کی بیٹی ہیں، حضرت عمار بن یاسر مشہور صحابی کی والدہ تھیں اس سے زیادہ کسی حالات معلوم نہیں ہوتے۔

حکاح حضرت سمیہ ابو حذیفہ بن مغیرہ خزومی کی کنیز تھیں، انہیں کے خلیف یاسر بن عامر حبشی سر حکاح ہوا، جب حضرت عمار کی ولادت ہوئی تو ابو حذیفہ نے انکو آزاد کر دیا۔

اسلام حضرت سمیہ کا اسلام ان لوگوں کے مثل تھا جو اسلام کے لیے ہرقیم کی تکالیف اپنے لیے راحت سمجھتے تھے اور اپنی تعداد کے اعتبار سے بہت تھوڑے تھے۔ ابن اثیر اور حافظ ابن حجر وغیرہ نے روایت کی ہے کہ حضرت سمیہ اسلام لانے والوں میں ساتویں خاتون تھیں اور یہ پہلی بیوی ابن جوحی کی خاطر طرہ طرہ کی تکلیفوں کا نشانہ بنیں اور نہایت صبر و ضبط کے ساتھ راہ انبی میں شہید ہوئیں۔

مشرکین ان کو صرف اس لیے کہ مسلمان ہو گئی تھیں، الوہی کی ذرہ پہنا کر مکہ کی حلیت پر دھوپ میں کھڑا کرتے تھے مگر ان کے عزم و استقلال میں فرق نہ آتا تھا، آنحضرت صلعم اس طرف سے گزرتے اور حضرت عمار انکی والدہ اور والد کو اس حال میں دیکھ کر فرماتے مگر کر دے آل یاسر! تمھارے لیے جنت ہے؟

وفات دن تو اس طرح گزر جاتا شام کو کچھ آرام ملا۔ ایک دن رات کو گھر آئیں تو ابو جہل نے گالیان دیتے دیتے غصہ میں برجی پھینک ماری جس سے حضرت سمیہ جان بحق تسلیم ہو گئیں۔ حضرت عمار کو ابنی والدہ کی اس مرگ بیکسی پر سخت صدمہ ہوا آنحضرت صلعم کی خدمت میں آئے اور کہا ”یا رسول اللہ اب تو منظم کی حد ہو گئی، آپ نے صبر کی تلقین کی

۱۔ استیعاب ج ۲ صفحہ ۵۹، ۲۔ ایضاً ۳۵، ۳۔ ایضاً ۴۰، ۴۔ اسد الغابہ ج ۵ صفحہ ۴۸، ۵۔ اسد الغابہ ج ۵ صفحہ ۴۸، ۶۔ استیعاب ج ۲ صفحہ ۷۰،

اور فرمایا اللہم لا تعذب احدا من آل یاسر بالناداء اے اللہ آل یاسر کو
دور رخ سے بچاۓ

حضرت سمیہ بہت ضعیف اور گیراسن تھیں۔ اسلام بھی اسی عمر میں لائیں۔ انکی شہادت
کے بعد جنگ بدر میں جب ابو جہل مارا گیا تو آنحضرت صلم نے حضرت عمار سے فرمایا قتد
قتل اللہ قاتل امی اللہ نے تمھاری ماں کے قاتل سے بدلہ لے لیا۔
حضرت سمیہ کی شہادت ہجرت نبوی سے قبل واقع ہوئی اسیلئے ان کے سب سے
پہلے شہید ہونے میں کس کو کلام ہو سکتا ہے۔



شیخ السعدیہ بنت حارث

نام و نسب نامہ حذافہ ہے، عرفیت شیخا یا شہا، پر نسبت نام کے عرفیت زیادہ مشہور ہے
حارث بن عبدالعزیٰ بن رفاعہ کی بیٹی تھیں اور آنحضرت صلیع کی رضاعی بہن

عام حالات اور اسلام پہلے آنحضرت صلیع کو اپنی والدہ سعدیہ کے ساتھ کھلایا کرتی تھیں اور
ساتھ رہتی تھیں آپ کے سن شعور تک پہنچنے سے قبل اپنے قبیلہ بن علی گئیں۔ جب ترقی اسلام
کے اسباب رونما ہوئے اور مجاہدین کی ایک جماعت بنی ہوا زن پر حملہ آور ہوئی تو مال غنیمت
اور فتوحات کے ذیل میں شہا بھی ہاتھ آئیں، جب آنحضرت صلیع کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو
کہا یا رسول اللہ، میں آپ کی رضاعی بہن ہوں، اور ثبوت میں ایک علامت بتلائی جسکو ملاحظہ
فرما کر آپ ابدیدہ ہو گئے، اور اپنی روار مبارک بچھا کر اچھی طرح بٹھایا، پھر ارشاد ہوا ”اگر تم میرے
پاس رہنا چاہو تو عزت و آرام سے رہو اگر اپنے قبیلہ میں جانا چاہو تو میں وہیں بھیج دوں“ شہا
نے اپنے قبیلہ میں جانا پسند کیا، اور اس وقت اسلام لائیں، آنحضرت صلیع نے انکو تین غلام، نو بڑی
کچر روپیہ اور بکری دیکر رخصت کیا،

محمد بن علی نے کتاب ترقی میں لکھا ہے کہ آپ بہت چھوٹے تھے، شہا آپ کو کھلایا
کرتی تھیں اور یہ شعر گاتی جاتی تھیں،

یا ابنہ محمدؐ کو زندہ دکھ یہاں تک کہ ہم انکو
حتیٰ اسراۃ یا فاعدا مردا

پھر ہم انکو ایک معزز سردار دیکھیں
شما سالا سیلہ استودا

اس حال میں کہ ان سے حد رکھنے والے
واکبت اعدیہ معا والحمد

دشمن سرنگون ہوں۔ اے اللہ انکو عزت دو دم عطا کر
واعطہ عزاید و مابدا

ایک اچھی دعا تھی کہ بارگاہ اکی میں حرت برفت قبول ہوئی، تاریخ وفات اور دیگر حالات پر کہ غنائین میں

ام ورقہ بنت عبد اللہ

نام و نسب مورخین نے آپ کا نام کمین ظاہر کیا، کنیت ام ورقہ ہے، انصار یہ تھیں، ابن اثیر اور علامہ ابن عبد اللہ ان کا کوئی نسب نہیں لکھتے اور اس میں اختلاف بتلاتے ہیں۔ حافظ ابن حجر نے اصحاب میں یہ نسب لکھا ہے۔ ام ورقہ بنت عبد اللہ بن حارث بن عویم بن نوفل، ابن حجر کا یہ بھی خیال ہے کہ وہ اپنے جد اعلیٰ سے نسب توپ تھیں اور ام ورقہ بنت نوفل کہلائی جاتی تھیں لیہ

اسلام غالباً ہجرت کے بعد مسلمان ہوئیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی لیہ
عام حالات جنگ بدر کی تیاری ہونے لگی تو ام ورقہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ مجھے بھی شرکت کی اجازت دے دیجیے مریضوں کی تیمارداری اور زخمیوں کی خدمت کو دینی
مکن ہے خدا شہادت نصیب کرے۔ آپ نے فرمایا تم گھر میں رہو خدا انکو بہین شہادت عنایت
کرے گا لیہ

قرآن پڑھی ہوئی تھیں اسلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو ان کے گھر کی عورتوں کا امام بنا دیا
جائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے ایک موزن بھی مقرر تھا، وہ اذان دیتا تھا یہ امامت
کرتی تھیں۔ انھوں نے ایک لونڈی اور ایک غلام سے وعدہ کیا کہ میرے بعد تم آزاد ہو
ان دونوں نے بغاوت پر کمر باندھی اور ان کے اس وعدہ سے قبل اس وقت فائدہ اٹھانا
چاہا، ایک رات کو چادر ڈال کر ان کا کام تمام کر دیا۔ اور بھاگ گئے۔ صبح ہوئی تو حضرت
عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے کہا کہ آج خالد ام ورقہ کے قرآن پڑھنے کی آواز نہ سنیں آتی، اسلئے
بعد آپ اسلئے گھر آئے تو دیکھا مکان کے ایک گوشہ میں چادر میں لپیٹی ہوئی پڑی ہیں۔ انہوں
کیا اور فرمایا بخدا اور اسلئے رسول نے سچ کہا تھا، پھر عمر پر تشریف لائے، یہ خبر بیان کی اور

حکم دیا کہ غلام اور لونڈی اگر فقار کیے جاوین "وہ قید ہو کر آئے تو حضرت خلیفۃ المسلمین کے حکم سے دونوں سو لی پر لٹکا دیے گئے۔

یہ پہلے مسلمان ہیں جنکو مدینہ منورہ میں سو لی دی گئی۔ آنحضرت صلعم ان کو دیکھنے پر فرمایا کرتے اور انکو "شہیدہ" کہا کرتے تھے اسی لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شہادت کے بعد فرمایا، رسول اللہ صلعم حج فرماتے تھے کہ آؤ شہیدہ کے گھر چلیں۔

ابن سور نے لکھا ہے کہ ام و رقر نے رسول اللہ صلعم سے حدیث بھی روایت کی ہے لیکن وزرکتا بن مین اسکا کوئی ذکر نہیں ہے۔



۱۵۱ ص ۲۲ نمبر ۹۸، ۱۵۲ طبعات ج ۸ صفحہ ۳۳۳ و ۳۳۴ تیغاب وغیرہ ۱۵۳ اسد الغاب ج ۵ صفحہ ۶۲۶

۱۵۴ طبعات ج ۸ صفحہ ۳۳۵

امام معبد بنت خالد

امام و نسب نامہ عائکہ ہے، ام معبد کنیت، انیس ابن خالد کی بہن تھیں، سلسلہ نسب یہ ہے،
ام معبد بنت خالد بن خلیف بن منقذ بن ربیعہ بن احرم بن خنیس بن حرام بن حبیشہ بن سلول
بن کعب بن عمروؓ۔ آپ بنی خزاعہ سے تھیں۔

حکاج تیمم ابن عبدالعزیٰ ابن منقذ ان کے چچے بھائی تھے انہیں سے نکاح ہوا۔
عام حالات یہ ام معبد وہی ہیں جنکے ہاں ہجرت کے موقع پر رسول اللہ صلیم نے قیام فرمایا
تھا۔ ان کا مکان بمقام قدیدین تھا۔ جو وقت رسول اللہ صلیم آغریشب و دشبہ یا سہ مشہر
کے دن صبح کے وقت غار سے قدیدین تشریف لائے۔ تو اسفل مکہ سے ایک آواز سنائی دی
مرد، عورت اور لڑکے وغیرہ صاحب آواز کی تلاش میں دور تک چلے آئے مگر کوئی نظر نہ آیا
وہ آواز یہ تھی،

جزی اللہ سب الناس خیر جزائہ	اللہ ان دونوں رفیقوں کو جزا سے خیر دے جو
سرفیقین و لا خیتمی ام معبد	ام معبد کے رفیقوں میں مقیم ہوئے۔ وہ نیکی سے
ہما نزل کا بالبر و اعتد یا ب ۵	ٹھہرے اور وہ تو اس کے (نیکی) خوگر ہیں تو خیر نفس
فقد غار من امسی سرفیق محمد	محمد صلیم کا رفیق ہوا کا میاب ہوا جی کعب کو
لیکن بنی کعب مقام مفتا تھم	ایسی لوکیان مبارک ہوں جنکا مکان مسلمانوں کی
و مقعد ہا للمسلمین ہم صد	جائے پناہ ہے۔

آنحضرت صلیم ام معبد کے بیان رونق افروز ہوئے تو آپ کے ساتھ حضرت ابو بکر
ان کا غلام اور عبداللہ بن اریقط بھی تھے ام معبد نے ایک بکری ذبح کرنے کی غرض سے
پیش کی جو دودھ دیتی تھی آپ نے اُسکے تھن چھوئے اور فرمایا اسکو نہ ذبح کرو ام معبد

دوسری بکری لائین اور اسکو ذبح کر کے آنحضرت صلیم اور آپ کے اصحاب کو کھانا کھلایا۔
 بھی ساتھ کر دیا، ام مہدی کا بیان ہے کہ جس بکری کے آنحضرت صلیم نے تھن دست مبارک سے
 من فرمائے تھے وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت تک ہمارے پاس رہی یہ ہجرت کا اٹھارہ
 سال تھا، ہم اسکو صبح و شام دو بار کرتے تھے اور اسکا دودھ کھاتے تھے۔

بروایت محمد ابن عمر، ام مہدی اسی زمانہ میں مسلمان ہو چکی تھیں جب آنحضرت صلیم کی
 زیارت سے مشرف ہوئیں، بعض کا یہ قول ہے کہ اس کے بعد آئین اور اسلام لا کر شرف بیعت
 حاصل کیا۔

وفات وغیرہ کے واقعات معلوم نہیں۔



زینب بنت ابومعادیہ

۱۰م و نسب زینب نام، راکھ لقب، خاندان ثقیف سے تھیں، نسب یہ ہے یہ زینب بنت عبد اللہ ابومعادیہ بن معاویہ بن صباح بن اسد بن عامر بن حطیط بن حثم بن ثقیف لہ کاح حضرت عبد اللہ بن مسعود سے نکاح ہوا جو نہایت جلیل القدر صحابی تھے، عام حالات حضرت عبد اللہ بن مسعود بہت تنگدست اور معاش کی طرف سے بے وسیلہ تھے چونکہ یہ دستکار تھیں اس لیے یہی ان کی اور اولاد کی کفالت کرتی تھیں، صدقہ کا ثواب سن چکی تھیں اس کا بہت خیال رکھتی تھیں ایک بار شوہر سے کہائیں جو کچھ کماتی ہوں تم کو اور تمہاری اولاد کو کھلا دیتی ہوں صدقہ و خیرات کے اجر سے محروم ہوں تھیں بتلاؤ اس میں میرا کیا فائدہ ہے؟ حضرت عبد اللہ نے جواب دیا تم اپنا فائدہ مد نظر رکھو، میں تمہارا نقصان نہیں چاہتا، اب حضرت زینب آنحضرت صلعم کے پاس آئیں اور عرض کیا کہ میں دستکار ہوں جو کچھ پیدا کرتی ہوں شوہر اور اولاد پر صرف ہو جاتا ہے، شوہر کا کوئی ذریعہ معاش نہیں اس لیے محتاج ہوں کہ صدقہ نہیں دے سکتی ایسی صورت میں کیا کچھ ثواب مل سکتا ہے، آپ نے فرمایا "ہاں تم کو انکی خبر رکھنا چاہیے" قریب قریب اسی مضمون کی ایک روایت اور ہے جو صحیحین اور دیگر کتب احادیث میں آئی ہے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا تھا۔

لَصَدَقَاتُ بَامَعْرِشِ النِّسَاءِ وَلَوْ كُنَّ حُلِيِّنَ اِیْسَ یُوْلُوْا صدقہ کو اگرچہ اپنے زیور ہی سے سہی، یہ سنکر زینب آنحضرت صلعم کے یہاں پہنچیں تو دروازہ پر انصار کی ایک عورت کو کھڑا پایا، اس کا نام بھی زینب تھا اور وہ بھی اسی ضرورت سے آئی تھی جس ضرورت سے یہ آئی تھیں لیکن رعب کی وجہ سے اندر نہ جاتی تھی اتنے میں حضرت بلال آئے تو دونوں نے کہا کہ آپ رسول اللہ صلعم سے جا کر یہ پیام کہہ دیجیے کہ دو عورتیں دروازہ پر کھڑی ہیں اور آپ سے پوچھتی ہیں کہ اپنے

شوہر اور خاندان کے یتیموں کو صدقہ دینے سے ثواب ملتا ہے یا نہیں؟ گریہ کر معلوم ہو کہ ہمسہ کون ہیں، حضرت بلال نے آنحضرت صلی علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے فرمایا ”وہ دونوں کون ہیں؟“ کہا ”ایک عورت الفار کی ہے اور دوسری زینبؓ دریافت فرمایا ”کونسی زینب؟“ بولے ”عبداللہ بن مسعود کی بیوی ارشاد ہوا

”لھما اجران اجر الصدقة و اجر القربا“ ان کو دو ثواب ملیں گے صدقہ کا اور قربت کا۔ آنحضرت صلی علیہ وسلم کی جناب میں انکو خصوصیت سے تقرب حاصل تھا اکثر آپ کے یہاں آتی تھیں ایک دن آپ کے سر کے جوئین دیکھ رہی تھیں، مہاجرین کی اور عورتیں بھی بیٹھی تھیں ایک مسئلہ پیش ہوا تو یہ اپنا کام چھوڑ کر بولنے لگیں ”آپ نے فرمایا ”تم آنکھ سے نہیں بولتی ہو، کام بھی کرو باتیں بھی نہ“

اولاد حضرت ابو عبیدہ ابن عبداللہ بن مسعود مشہور محدث انکے خلف رشید تھے، فضل و کمال حضرت عبداللہ جناب فرزند اور آنحضرت صلی علیہ وسلم سے چند حدیثوں کی روایت کی ہے، ان کے سلسلہ سے جن لوگوں نے روایت کی ہے ان کے نام یہ ہیں، ابو عبیدہ اس کے بیٹے، ان کے بھائی نام معلوم نہیں، عمر بن حارث، بسر بن سعید، عبید بن سباق وغیرہؓ



ام عطیہ بنت حارث

نام و نسب نامہ نسبیہ تھا، اور ام عطیہ کنیت، آپ انصار کے خاندان سے تھیں، باپ کا نام حارث تھا اس سے زیادہ نسبی تحقیق نہ ہو سکی۔

اسلام ہجرت سے پہلے اسلام لائیں، آنحضرت صلی علیہ وسلم جب مدینہ میں رونق افروز ہوئے تو انصار کی عورتوں کو ایک مکان میں بیعت کے لیے جمع کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دروازہ پر بھیجا کہ ان شرائط پر بیعت لیں کہ شریعت نہ کرے گی۔ چوری اور زنا سے بچے گی۔ اولاد کو قتل نہ کرے گی، کسی پر ہتھان نہ باتھیں گی، اچھی باتوں سے انکار نہ کرے گی، عورتوں نے تسلیم کیا تو حضرت عمر نے ان کی طرف ہاتھ بڑھایا اور عورتوں نے اپنے ہاتھ باہر نکالے گویا یہ بیعت کی علامت تھی، اسکے بعد ام عطیہ نے پوچھا کہ اچھی باتوں سے انکار کرنے سے کیا مراد ہے حضرت عمر نے فرمایا تو وہ اور ہیں نہ کرنا،

عام حالات حضرت ام عطیہ آنحضرت صلی علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ بدر میں شریک ہوئیں، اور ہر غزوہ میں کھانا پکانے، سامان کی حفاظت کرنے، مریضوں کی تیمارداری کرنے اور مجروحوں کی مرہم پٹی کرنے کی شاندار خدمات انجام دیں۔

حضرت زینب بنت رسول اللہ صلی علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو انہیں ام عطیہ نے چند عورتوں کے ساتھ انکو غسل دیا اور آنحضرت صلی علیہ وسلم نے انکو نہلانے کی ترکیب بتلائی تھی۔

نہد رسالت کے بعد خلافت راشدہ کے عہد میں حضرت ام عطیہ کا ایک بڑا کام جو کہ غزوہ بدر میں شریک تھا، بصرہ میں بیمار ہو کر آیا، حضرت ام عطیہ کو خبر ہوئی تو محبت مدینہ سے بصرہ آئیں لیکن ان کے پہنچنے سے ایک دن پہلے اسکا انتقال ہو چکا تھا، یہاں آکر انھوں نے

۱۱۵۰ھ (ص ۲۳۳) ۱۱۵۱ھ (ص ۲۳۴) ۱۱۵۲ھ (ص ۲۳۵) ۱۱۵۳ھ (ص ۲۳۶) ۱۱۵۴ھ (ص ۲۳۷) ۱۱۵۵ھ (ص ۲۳۸) ۱۱۵۶ھ (ص ۲۳۹) ۱۱۵۷ھ (ص ۲۴۰) ۱۱۵۸ھ (ص ۲۴۱) ۱۱۵۹ھ (ص ۲۴۲) ۱۱۶۰ھ (ص ۲۴۳) ۱۱۶۱ھ (ص ۲۴۴) ۱۱۶۲ھ (ص ۲۴۵) ۱۱۶۳ھ (ص ۲۴۶) ۱۱۶۴ھ (ص ۲۴۷) ۱۱۶۵ھ (ص ۲۴۸) ۱۱۶۶ھ (ص ۲۴۹) ۱۱۶۷ھ (ص ۲۵۰) ۱۱۶۸ھ (ص ۲۵۱) ۱۱۶۹ھ (ص ۲۵۲) ۱۱۷۰ھ (ص ۲۵۳) ۱۱۷۱ھ (ص ۲۵۴) ۱۱۷۲ھ (ص ۲۵۵) ۱۱۷۳ھ (ص ۲۵۶) ۱۱۷۴ھ (ص ۲۵۷) ۱۱۷۵ھ (ص ۲۵۸) ۱۱۷۶ھ (ص ۲۵۹) ۱۱۷۷ھ (ص ۲۶۰) ۱۱۷۸ھ (ص ۲۶۱) ۱۱۷۹ھ (ص ۲۶۲) ۱۱۸۰ھ (ص ۲۶۳) ۱۱۸۱ھ (ص ۲۶۴) ۱۱۸۲ھ (ص ۲۶۵) ۱۱۸۳ھ (ص ۲۶۶) ۱۱۸۴ھ (ص ۲۶۷) ۱۱۸۵ھ (ص ۲۶۸) ۱۱۸۶ھ (ص ۲۶۹) ۱۱۸۷ھ (ص ۲۷۰) ۱۱۸۸ھ (ص ۲۷۱) ۱۱۸۹ھ (ص ۲۷۲) ۱۱۹۰ھ (ص ۲۷۳) ۱۱۹۱ھ (ص ۲۷۴) ۱۱۹۲ھ (ص ۲۷۵) ۱۱۹۳ھ (ص ۲۷۶) ۱۱۹۴ھ (ص ۲۷۷) ۱۱۹۵ھ (ص ۲۷۸) ۱۱۹۶ھ (ص ۲۷۹) ۱۱۹۷ھ (ص ۲۸۰) ۱۱۹۸ھ (ص ۲۸۱) ۱۱۹۹ھ (ص ۲۸۲) ۱۲۰۰ھ (ص ۲۸۳) ۱۲۰۱ھ (ص ۲۸۴) ۱۲۰۲ھ (ص ۲۸۵) ۱۲۰۳ھ (ص ۲۸۶) ۱۲۰۴ھ (ص ۲۸۷) ۱۲۰۵ھ (ص ۲۸۸) ۱۲۰۶ھ (ص ۲۸۹) ۱۲۰۷ھ (ص ۲۹۰) ۱۲۰۸ھ (ص ۲۹۱) ۱۲۰۹ھ (ص ۲۹۲) ۱۲۱۰ھ (ص ۲۹۳) ۱۲۱۱ھ (ص ۲۹۴) ۱۲۱۲ھ (ص ۲۹۵) ۱۲۱۳ھ (ص ۲۹۶) ۱۲۱۴ھ (ص ۲۹۷) ۱۲۱۵ھ (ص ۲۹۸) ۱۲۱۶ھ (ص ۲۹۹) ۱۲۱۷ھ (ص ۳۰۰) ۱۲۱۸ھ (ص ۳۰۱) ۱۲۱۹ھ (ص ۳۰۲) ۱۲۲۰ھ (ص ۳۰۳) ۱۲۲۱ھ (ص ۳۰۴) ۱۲۲۲ھ (ص ۳۰۵) ۱۲۲۳ھ (ص ۳۰۶) ۱۲۲۴ھ (ص ۳۰۷) ۱۲۲۵ھ (ص ۳۰۸) ۱۲۲۶ھ (ص ۳۰۹) ۱۲۲۷ھ (ص ۳۱۰) ۱۲۲۸ھ (ص ۳۱۱) ۱۲۲۹ھ (ص ۳۱۲) ۱۲۳۰ھ (ص ۳۱۳) ۱۲۳۱ھ (ص ۳۱۴) ۱۲۳۲ھ (ص ۳۱۵) ۱۲۳۳ھ (ص ۳۱۶) ۱۲۳۴ھ (ص ۳۱۷) ۱۲۳۵ھ (ص ۳۱۸) ۱۲۳۶ھ (ص ۳۱۹) ۱۲۳۷ھ (ص ۳۲۰) ۱۲۳۸ھ (ص ۳۲۱) ۱۲۳۹ھ (ص ۳۲۲) ۱۲۴۰ھ (ص ۳۲۳) ۱۲۴۱ھ (ص ۳۲۴) ۱۲۴۲ھ (ص ۳۲۵) ۱۲۴۳ھ (ص ۳۲۶) ۱۲۴۴ھ (ص ۳۲۷) ۱۲۴۵ھ (ص ۳۲۸) ۱۲۴۶ھ (ص ۳۲۹) ۱۲۴۷ھ (ص ۳۳۰) ۱۲۴۸ھ (ص ۳۳۱) ۱۲۴۹ھ (ص ۳۳۲) ۱۲۵۰ھ (ص ۳۳۳) ۱۲۵۱ھ (ص ۳۳۴) ۱۲۵۲ھ (ص ۳۳۵) ۱۲۵۳ھ (ص ۳۳۶) ۱۲۵۴ھ (ص ۳۳۷) ۱۲۵۵ھ (ص ۳۳۸) ۱۲۵۶ھ (ص ۳۳۹) ۱۲۵۷ھ (ص ۳۴۰) ۱۲۵۸ھ (ص ۳۴۱) ۱۲۵۹ھ (ص ۳۴۲) ۱۲۶۰ھ (ص ۳۴۳) ۱۲۶۱ھ (ص ۳۴۴) ۱۲۶۲ھ (ص ۳۴۵) ۱۲۶۳ھ (ص ۳۴۶) ۱۲۶۴ھ (ص ۳۴۷) ۱۲۶۵ھ (ص ۳۴۸) ۱۲۶۶ھ (ص ۳۴۹) ۱۲۶۷ھ (ص ۳۵۰) ۱۲۶۸ھ (ص ۳۵۱) ۱۲۶۹ھ (ص ۳۵۲) ۱۲۷۰ھ (ص ۳۵۳) ۱۲۷۱ھ (ص ۳۵۴) ۱۲۷۲ھ (ص ۳۵۵) ۱۲۷۳ھ (ص ۳۵۶) ۱۲۷۴ھ (ص ۳۵۷) ۱۲۷۵ھ (ص ۳۵۸) ۱۲۷۶ھ (ص ۳۵۹) ۱۲۷۷ھ (ص ۳۶۰) ۱۲۷۸ھ (ص ۳۶۱) ۱۲۷۹ھ (ص ۳۶۲) ۱۲۸۰ھ (ص ۳۶۳) ۱۲۸۱ھ (ص ۳۶۴) ۱۲۸۲ھ (ص ۳۶۵) ۱۲۸۳ھ (ص ۳۶۶) ۱۲۸۴ھ (ص ۳۶۷) ۱۲۸۵ھ (ص ۳۶۸) ۱۲۸۶ھ (ص ۳۶۹) ۱۲۸۷ھ (ص ۳۷۰) ۱۲۸۸ھ (ص ۳۷۱) ۱۲۸۹ھ (ص ۳۷۲) ۱۲۹۰ھ (ص ۳۷۳) ۱۲۹۱ھ (ص ۳۷۴) ۱۲۹۲ھ (ص ۳۷۵) ۱۲۹۳ھ (ص ۳۷۶) ۱۲۹۴ھ (ص ۳۷۷) ۱۲۹۵ھ (ص ۳۷۸) ۱۲۹۶ھ (ص ۳۷۹) ۱۲۹۷ھ (ص ۳۸۰) ۱۲۹۸ھ (ص ۳۸۱) ۱۲۹۹ھ (ص ۳۸۲) ۱۳۰۰ھ (ص ۳۸۳) ۱۳۰۱ھ (ص ۳۸۴) ۱۳۰۲ھ (ص ۳۸۵) ۱۳۰۳ھ (ص ۳۸۶) ۱۳۰۴ھ (ص ۳۸۷) ۱۳۰۵ھ (ص ۳۸۸) ۱۳۰۶ھ (ص ۳۸۹) ۱۳۰۷ھ (ص ۳۹۰) ۱۳۰۸ھ (ص ۳۹۱) ۱۳۰۹ھ (ص ۳۹۲) ۱۳۱۰ھ (ص ۳۹۳) ۱۳۱۱ھ (ص ۳۹۴) ۱۳۱۲ھ (ص ۳۹۵) ۱۳۱۳ھ (ص ۳۹۶) ۱۳۱۴ھ (ص ۳۹۷) ۱۳۱۵ھ (ص ۳۹۸) ۱۳۱۶ھ (ص ۳۹۹) ۱۳۱۷ھ (ص ۴۰۰) ۱۳۱۸ھ (ص ۴۰۱) ۱۳۱۹ھ (ص ۴۰۲) ۱۳۲۰ھ (ص ۴۰۳) ۱۳۲۱ھ (ص ۴۰۴) ۱۳۲۲ھ (ص ۴۰۵) ۱۳۲۳ھ (ص ۴۰۶) ۱۳۲۴ھ (ص ۴۰۷) ۱۳۲۵ھ (ص ۴۰۸) ۱۳۲۶ھ (ص ۴۰۹) ۱۳۲۷ھ (ص ۴۱۰) ۱۳۲۸ھ (ص ۴۱۱) ۱۳۲۹ھ (ص ۴۱۲) ۱۳۳۰ھ (ص ۴۱۳) ۱۳۳۱ھ (ص ۴۱۴) ۱۳۳۲ھ (ص ۴۱۵) ۱۳۳۳ھ (ص ۴۱۶) ۱۳۳۴ھ (ص ۴۱۷) ۱۳۳۵ھ (ص ۴۱۸) ۱۳۳۶ھ (ص ۴۱۹) ۱۳۳۷ھ (ص ۴۲۰) ۱۳۳۸ھ (ص ۴۲۱) ۱۳۳۹ھ (ص ۴۲۲) ۱۳۴۰ھ (ص ۴۲۳) ۱۳۴۱ھ (ص ۴۲۴) ۱۳۴۲ھ (ص ۴۲۵) ۱۳۴۳ھ (ص ۴۲۶) ۱۳۴۴ھ (ص ۴۲۷) ۱۳۴۵ھ (ص ۴۲۸) ۱۳۴۶ھ (ص ۴۲۹) ۱۳۴۷ھ (ص ۴۳۰) ۱۳۴۸ھ (ص ۴۳۱) ۱۳۴۹ھ (ص ۴۳۲) ۱۳۵۰ھ (ص ۴۳۳) ۱۳۵۱ھ (ص ۴۳۴) ۱۳۵۲ھ (ص ۴۳۵) ۱۳۵۳ھ (ص ۴۳۶) ۱۳۵۴ھ (ص ۴۳۷) ۱۳۵۵ھ (ص ۴۳۸) ۱۳۵۶ھ (ص ۴۳۹) ۱۳۵۷ھ (ص ۴۴۰) ۱۳۵۸ھ (ص ۴۴۱) ۱۳۵۹ھ (ص ۴۴۲) ۱۳۶۰ھ (ص ۴۴۳) ۱۳۶۱ھ (ص ۴۴۴) ۱۳۶۲ھ (ص ۴۴۵) ۱۳۶۳ھ (ص ۴۴۶) ۱۳۶۴ھ (ص ۴۴۷) ۱۳۶۵ھ (ص ۴۴۸) ۱۳۶۶ھ (ص ۴۴۹) ۱۳۶۷ھ (ص ۴۵۰) ۱۳۶۸ھ (ص ۴۵۱) ۱۳۶۹ھ (ص ۴۵۲) ۱۳۷۰ھ (ص ۴۵۳) ۱۳۷۱ھ (ص ۴۵۴) ۱۳۷۲ھ (ص ۴۵۵) ۱۳۷۳ھ (ص ۴۵۶) ۱۳۷۴ھ (ص ۴۵۷) ۱۳۷۵ھ (ص ۴۵۸) ۱۳۷۶ھ (ص ۴۵۹) ۱۳۷۷ھ (ص ۴۶۰) ۱۳۷۸ھ (ص ۴۶۱) ۱۳۷۹ھ (ص ۴۶۲) ۱۳۸۰ھ (ص ۴۶۳) ۱۳۸۱ھ (ص ۴۶۴) ۱۳۸۲ھ (ص ۴۶۵) ۱۳۸۳ھ (ص ۴۶۶) ۱۳۸۴ھ (ص ۴۶۷) ۱۳۸۵ھ (ص ۴۶۸) ۱۳۸۶ھ (ص ۴۶۹) ۱۳۸۷ھ (ص ۴۷۰) ۱۳۸۸ھ (ص ۴۷۱) ۱۳۸۹ھ (ص ۴۷۲) ۱۳۹۰ھ (ص ۴۷۳) ۱۳۹۱ھ (ص ۴۷۴) ۱۳۹۲ھ (ص ۴۷۵) ۱۳۹۳ھ (ص ۴۷۶) ۱۳۹۴ھ (ص ۴۷۷) ۱۳۹۵ھ (ص ۴۷۸) ۱۳۹۶ھ (ص ۴۷۹) ۱۳۹۷ھ (ص ۴۸۰) ۱۳۹۸ھ (ص ۴۸۱) ۱۳۹۹ھ (ص ۴۸۲) ۱۴۰۰ھ (ص ۴۸۳) ۱۴۰۱ھ (ص ۴۸۴) ۱۴۰۲ھ (ص ۴۸۵) ۱۴۰۳ھ (ص ۴۸۶) ۱۴۰۴ھ (ص ۴۸۷) ۱۴۰۵ھ (ص ۴۸۸) ۱۴۰۶ھ (ص ۴۸۹) ۱۴۰۷ھ (ص ۴۹۰) ۱۴۰۸ھ (ص ۴۹۱) ۱۴۰۹ھ (ص ۴۹۲) ۱۴۱۰ھ (ص ۴۹۳) ۱۴۱۱ھ (ص ۴۹۴) ۱۴۱۲ھ (ص ۴۹۵) ۱۴۱۳ھ (ص ۴۹۶) ۱۴۱۴ھ (ص ۴۹۷) ۱۴۱۵ھ (ص ۴۹۸) ۱۴۱۶ھ (ص ۴۹۹) ۱۴۱۷ھ (ص ۵۰۰) ۱۴۱۸ھ (ص ۵۰۱) ۱۴۱۹ھ (ص ۵۰۲) ۱۴۲۰ھ (ص ۵۰۳) ۱۴۲۱ھ (ص ۵۰۴) ۱۴۲۲ھ (ص ۵۰۵) ۱۴۲۳ھ (ص ۵۰۶) ۱۴۲۴ھ (ص ۵۰۷) ۱۴۲۵ھ (ص ۵۰۸) ۱۴۲۶ھ (ص ۵۰۹) ۱۴۲۷ھ (ص ۵۱۰) ۱۴۲۸ھ (ص ۵۱۱) ۱۴۲۹ھ (ص ۵۱۲) ۱۴۳۰ھ (ص ۵۱۳) ۱۴۳۱ھ (ص ۵۱۴) ۱۴۳۲ھ (ص ۵۱۵) ۱۴۳۳ھ (ص ۵۱۶) ۱۴۳۴ھ (ص ۵۱۷) ۱۴۳۵ھ (ص ۵۱۸) ۱۴۳۶ھ (ص ۵۱۹) ۱۴۳۷ھ (ص ۵۲۰) ۱۴۳۸ھ (ص ۵۲۱) ۱۴۳۹ھ (ص ۵۲۲) ۱۴۴۰ھ (ص ۵۲۳) ۱۴۴۱ھ (ص ۵۲۴) ۱۴۴۲ھ (ص ۵۲۵) ۱۴۴۳ھ (ص ۵۲۶) ۱۴۴۴ھ (ص ۵۲۷) ۱۴۴۵ھ (ص ۵۲۸) ۱۴۴۶ھ (ص ۵۲۹) ۱۴۴۷ھ (ص ۵۳۰) ۱۴۴۸ھ (ص ۵۳۱) ۱۴۴۹ھ (ص ۵۳۲) ۱۴۵۰ھ (ص ۵۳۳) ۱۴۵۱ھ (ص ۵۳۴) ۱۴۵۲ھ (ص ۵۳۵) ۱۴۵۳ھ (ص ۵۳۶) ۱۴۵۴ھ (ص ۵۳۷) ۱۴۵۵ھ (ص ۵۳۸) ۱۴۵۶ھ (ص ۵۳۹) ۱۴۵۷ھ (ص ۵۴۰) ۱۴۵۸ھ (ص ۵۴۱) ۱۴۵۹ھ (ص ۵۴۲) ۱۴۶۰ھ (ص ۵۴۳) ۱۴۶۱ھ (ص ۵۴۴) ۱۴۶۲ھ (ص ۵۴۵) ۱۴۶۳ھ (ص ۵۴۶) ۱۴۶۴ھ (ص ۵۴۷) ۱۴۶۵ھ (ص ۵۴۸) ۱۴۶۶ھ (ص ۵۴۹) ۱۴۶۷ھ (ص ۵۵۰) ۱۴۶۸ھ (ص ۵۵۱) ۱۴۶۹ھ (ص ۵۵۲) ۱۴۷۰ھ (ص ۵۵۳) ۱۴۷۱ھ (ص ۵۵۴) ۱۴۷۲ھ (ص ۵۵۵) ۱۴۷۳ھ (ص ۵۵۶) ۱۴۷۴ھ (ص ۵۵۷) ۱۴۷۵ھ (ص ۵۵۸) ۱۴۷۶ھ (ص ۵۵۹) ۱۴۷۷ھ (ص ۵۶۰) ۱۴۷۸ھ (ص ۵۶۱) ۱۴۷۹ھ (ص ۵۶۲) ۱۴۸۰ھ (ص ۵۶۳) ۱۴۸۱ھ (ص ۵۶۴) ۱۴۸۲ھ (ص ۵۶۵) ۱۴۸۳ھ (ص ۵۶۶) ۱۴۸۴ھ (ص ۵۶۷) ۱۴۸۵ھ (ص ۵۶۸) ۱۴۸۶ھ (ص ۵۶۹) ۱۴۸۷ھ (ص ۵۷۰) ۱۴۸۸ھ (ص ۵۷۱) ۱۴۸۹ھ (ص ۵۷۲) ۱۴۹۰ھ (ص ۵۷۳) ۱۴۹۱ھ (ص ۵۷۴) ۱۴۹۲ھ (ص ۵۷۵) ۱۴۹۳ھ (ص ۵۷۶) ۱۴۹۴ھ (ص ۵۷۷) ۱۴۹۵ھ (ص ۵۷۸) ۱۴۹۶ھ (ص ۵۷۹) ۱۴۹۷ھ (ص ۵۸۰) ۱۴۹۸ھ (ص ۵۸۱) ۱۴۹۹ھ (ص ۵۸۲) ۱۵۰۰ھ (ص ۵۸۳) ۱۵۰۱ھ (ص ۵۸۴) ۱۵۰۲ھ (ص ۵۸۵) ۱۵۰۳ھ (ص ۵۸۶) ۱۵۰۴ھ (ص ۵۸۷) ۱۵۰۵ھ (ص ۵۸۸) ۱۵۰۶ھ (ص ۵۸۹) ۱۵۰۷ھ (ص ۵۹۰) ۱۵۰۸ھ (ص ۵۹۱) ۱۵۰۹ھ (ص ۵۹۲) ۱۵۱۰ھ (ص ۵۹۳) ۱۵۱۱ھ (ص ۵۹۴) ۱۵۱۲ھ (ص ۵۹۵) ۱۵۱۳ھ (ص ۵۹۶) ۱۵۱۴ھ (ص ۵۹۷) ۱۵۱۵ھ (ص ۵۹۸) ۱۵۱۶ھ (ص ۵۹۹) ۱۵۱۷ھ (ص ۶۰۰) ۱۵۱۸ھ (ص ۶۰۱) ۱۵۱۹ھ (ص ۶۰۲) ۱۵۲۰ھ (ص ۶۰۳) ۱۵۲۱ھ (ص ۶۰۴) ۱۵۲۲ھ (ص ۶۰۵) ۱۵۲۳ھ (ص ۶۰۶) ۱۵۲۴ھ (ص ۶۰۷) ۱۵۲۵ھ (ص ۶۰۸) ۱۵۲۶ھ (ص ۶۰۹) ۱۵۲۷ھ (ص ۶۱۰) ۱۵۲۸ھ (ص ۶۱۱) ۱۵۲۹ھ (ص ۶۱۲) ۱۵۳۰ھ (ص ۶۱۳) ۱۵۳۱ھ (ص ۶۱۴) ۱۵۳۲ھ (ص ۶۱۵) ۱۵۳۳ھ (ص ۶۱۶) ۱۵۳۴ھ (ص ۶۱۷) ۱۵۳۵ھ (ص ۶۱۸) ۱۵۳۶ھ (ص ۶۱۹) ۱۵۳۷ھ (ص ۶۲۰) ۱۵۳۸ھ (ص ۶۲۱) ۱۵۳۹ھ (ص ۶۲۲) ۱۵۴۰ھ (ص ۶۲۳) ۱۵۴۱ھ (ص ۶۲۴) ۱۵۴۲ھ (ص ۶۲۵) ۱۵۴۳ھ (ص ۶۲۶) ۱۵۴۴ھ (ص ۶۲۷) ۱۵۴۵ھ (ص ۶۲۸) ۱۵۴۶ھ (ص ۶۲۹) ۱۵۴۷ھ (ص ۶۳۰) ۱۵۴۸ھ (ص ۶۳۱) ۱۵۴۹ھ (ص ۶۳۲) ۱۵۵۰ھ (ص ۶۳۳) ۱۵۵۱ھ (ص ۶۳۴) ۱۵۵۲ھ (ص ۶۳۵) ۱۵۵۳ھ (ص ۶۳۶) ۱۵۵۴ھ (ص ۶۳۷) ۱۵۵۵ھ (ص ۶۳۸) ۱۵۵۶ھ (ص ۶۳۹) ۱۵۵۷ھ (ص ۶۴۰) ۱۵۵۸ھ (ص ۶۴۱) ۱۵۵۹ھ (ص ۶۴۲) ۱۵۶۰ھ (ص ۶۴۳) ۱۵۶۱ھ (ص ۶۴۴) ۱۵۶۲ھ (ص ۶۴۵) ۱۵۶۳ھ (ص ۶۴۶) ۱۵۶۴ھ (ص ۶۴۷) ۱۵۶۵ھ (ص ۶۴۸) ۱۵۶۶ھ (ص ۶۴۹) ۱۵۶۷ھ (ص ۶۵۰) ۱۵۶۸ھ (ص ۶۵۱) ۱۵۶۹ھ (ص ۶۵۲) ۱۵۷۰ھ (ص ۶۵۳) ۱۵۷۱ھ (ص ۶۵۴) ۱۵۷۲ھ (ص ۶۵۵) ۱۵۷۳ھ (ص ۶۵۶) ۱۵۷۴ھ (ص ۶۵۷) ۱۵۷۵ھ (ص ۶۵۸) ۱۵۷۶ھ (ص ۶۵۹) ۱۵۷۷ھ (ص ۶۶۰) ۱۵۷۸ھ (ص ۶۶۱) ۱۵۷۹ھ (ص ۶۶۲) ۱۵۸۰ھ (ص ۶۶۳) ۱۵۸۱ھ (ص ۶۶۴) ۱۵۸۲ھ (ص ۶۶۵) ۱۵۸۳ھ (ص ۶۶۶) ۱۵۸۴ھ (ص ۶۶۷) ۱۵۸۵ھ (ص ۶۶۸) ۱۵۸۶ھ (ص ۶۶۹) ۱۵۸۷ھ (ص ۶۷۰) ۱۵۸۸ھ (ص ۶۷۱) ۱۵۸۹ھ (ص ۶۷۲) ۱۵۹۰ھ (ص ۶۷۳) ۱۵۹۱ھ (ص ۶۷۴) ۱۵۹۲ھ (ص ۶۷۵) ۱۵۹۳ھ (ص ۶۷۶) ۱۵۹۴ھ (ص ۶۷۷) ۱۵۹۵ھ (ص ۶۷۸) ۱۵۹۶ھ (ص ۶۷۹) ۱۵۹۷ھ (ص ۶۸۰) ۱۵۹۸ھ (ص ۶۸۱) ۱۵۹۹ھ (ص ۶۸۲) ۱۶۰۰ھ (ص ۶۸۳) ۱۶۰۱ھ (ص ۶۸۴) ۱۶۰۲ھ (ص ۶۸۵) ۱۶۰۳ھ (ص ۶۸۶) ۱۶۰۴ھ (ص ۶۸۷) ۱۶۰۵ھ (ص ۶۸۸) ۱۶۰۶ھ (ص ۶۸۹) ۱۶۰۷ھ (ص ۶۹۰) ۱۶۰۸ھ (ص ۶۹۱) ۱۶۰۹ھ (ص ۶۹۲) ۱۶۱۰ھ (ص ۶۹۳) ۱۶۱۱ھ (ص ۶۹۴) ۱۶۱۲ھ (ص ۶۹۵) ۱۶۱۳ھ (ص ۶۹۶) ۱۶۱۴ھ (ص ۶۹۷) ۱۶۱۵ھ (ص ۶۹۸) ۱۶۱۶ھ (ص ۶۹۹) ۱۶۱۷ھ (ص ۷۰۰) ۱۶۱۸ھ (ص ۷۰۱) ۱۶۱۹ھ (ص ۷۰۲) ۱۶۲۰ھ (ص ۷۰۳) ۱۶۲۱ھ (ص ۷۰۴) ۱۶۲۲ھ (ص ۷۰۵) ۱۶۲۳ھ (ص ۷۰۶) ۱۶۲۴ھ (ص ۷۰۷) ۱۶۲۵ھ (ص ۷۰۸) ۱۶۲۶ھ (ص ۷۰۹) ۱۶۲۷ھ (ص ۷۱۰) ۱۶۲۸ھ (ص ۷۱۱) ۱۶۲۹ھ (ص ۷۱۲) ۱۶۳۰ھ (ص ۷۱۳) ۱۶۳۱ھ (ص ۷۱۴) ۱۶۳۲ھ (ص ۷۱۵) ۱۶۳۳ھ (ص ۷۱۶) ۱۶۳۴ھ (ص ۷۱۷) ۱۶۳۵ھ (ص ۷۱۸) ۱۶۳۶ھ (ص ۷۱۹) ۱۶۳۷ھ (ص ۷۲۰) ۱۶۳۸ھ (ص ۷۲۱) ۱۶۳۹ھ (ص ۷۲۲) ۱۶۴۰ھ (ص ۷۲۳) ۱۶۴۱ھ (ص ۷۲۴) ۱۶۴۲ھ (ص ۷۲۵) ۱۶۴۳ھ (ص ۷۲۶) ۱۶۴۴ھ (ص ۷۲۷) ۱۶۴۵ھ (ص ۷۲۸) ۱۶۴۶ھ (ص ۷۲۹) ۱۶۴۷ھ (ص ۷۳۰) ۱۶۴۸ھ (ص ۷۳۱) ۱۶۴۹ھ (ص ۷۳۲) ۱۶۵۰ھ (ص ۷۳۳) ۱۶۵۱ھ (ص ۷۳۴) ۱۶۵۲ھ (ص ۷۳۵) ۱۶۵۳ھ (ص ۷۳۶) ۱۶۵۴ھ (ص ۷۳۷) ۱۶۵۵ھ (ص ۷۳۸) ۱۶۵۶ھ (ص ۷۳۹) ۱۶۵۷ھ (ص ۷۴۰) ۱۶۵۸ھ (ص ۷۴۱) ۱۶۵۹ھ (ص ۷۴۲) ۱۶۶۰ھ (ص ۷۴۳) ۱۶۶۱ھ (ص ۷۴۴) ۱۶۶۲ھ (ص ۷۴۵) ۱۶۶۳ھ (ص ۷۴۶) ۱۶۶۴ھ (ص ۷۴۷) ۱۶۶۵ھ (ص ۷۴۸) ۱۶۶۶ھ (ص ۷۴۹) ۱۶۶۷ھ (ص ۷۵۰) ۱۶۶۸ھ (ص ۷۵۱) ۱۶۶۹ھ (ص ۷۵۲) ۱۶۷۰ھ (ص ۷۵۳) ۱۶۷۱ھ (ص ۷۵۴) ۱۶۷۲ھ (ص ۷۵۵) ۱۶۷۳ھ (ص ۷۵۶) ۱۶۷۴ھ (ص ۷۵۷) ۱۶۷۵ھ (ص ۷۵۸) ۱۶۷۶ھ (ص ۷۵۹) ۱۶۷۷ھ (ص ۷۶۰) ۱۶۷۸ھ (ص ۷۶۱) ۱۶۷۹ھ (ص ۷۶۲) ۱۶۸۰ھ (ص ۷۶۳) ۱۶۸۱ھ (ص ۷۶۴) ۱۶۸۲ھ (ص ۷۶۵) ۱۶۸۳ھ (ص ۷۶۶) ۱۶۸۴ھ (ص ۷۶۷) ۱۶۸۵ھ (ص ۷۶۸) ۱۶۸۶ھ (ص ۷۶۹) ۱۶۸۷ھ (ص ۷۷۰) ۱۶۸۸ھ (ص ۷۷۱) ۱۶۸۹ھ (ص ۷۷۲) ۱۶۹۰ھ (ص ۷۷۳) ۱۶۹۱ھ (ص ۷۷۴) ۱۶۹۲ھ (ص ۷۷۵) ۱۶۹۳ھ (ص ۷۷۶) ۱۶۹۴ھ (ص ۷۷۷) ۱۶۹۵ھ (ص ۷۷۸) ۱۶۹۶ھ (ص ۷۷۹) ۱۶۹۷ھ (ص ۷۸۰) ۱۶۹۸ھ (ص ۷۸۱) ۱۶۹۹ھ (ص ۷۸۲) ۱۷۰۰ھ (ص ۷۸۳) ۱۷۰۱ھ (ص ۷۸۴) ۱۷۰۲ھ (ص ۷۸۵) ۱۷۰۳ھ (ص ۷۸۶) ۱۷۰۴ھ (ص ۷۸۷) ۱۷۰۵ھ (ص ۷۸۸) ۱۷۰۶ھ (ص ۷۸۹) ۱۷۰۷ھ (ص ۷۹۰) ۱۷۰۸ھ (ص ۷۹۱) ۱۷۰۹ھ (ص ۷۹۲) ۱۷۱۰ھ (ص ۷۹۳) ۱۷۱۱ھ (ص ۷۹۴) ۱۷۱۲ھ (ص ۷۹۵) ۱۷۱۳ھ (ص ۷۹۶) ۱۷۱۴ھ (ص ۷۹۷) ۱۷۱۵ھ (ص ۷۹۸) ۱۷۱۶ھ (ص ۷۹۹) ۱۷۱۷ھ (ص ۸۰۰) ۱۷۱۸ھ (ص ۸۰۱) ۱۷۱۹ھ (ص ۸۰۲) ۱۷۲۰ھ (ص ۸۰۳) ۱۷۲۱ھ (ص ۸۰۴) ۱۷۲۲ھ (ص ۸۰۵) ۱۷۲۳ھ (ص ۸۰۶) ۱۷۲۴ھ (ص ۸۰۷) ۱۷۲۵ھ (ص ۸۰۸) ۱۷۲۶ھ (ص ۸۰۹) ۱۷۲۷ھ (ص ۸۱۰) ۱۷۲۸ھ (ص

ربیع بنت معوذ بن عفراءؓ

نام و نسب آپ کا نام ربیع ہے اور بنی خزرج کے قبیلہ بنجار سے آپ کا تعلق تھا، ان کا نسب یہ ہے
ربیع بنت معوذ بن حارث بن رفاعہ بن حارث بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن نجار
ان کی ماں ام زیدہ تھیں جو قیس بن زعورہ بن حرام ابن جذبہ بن عامر بن غنم کی بیٹی تھیں
اس بنار پر ان کا نام انہیال چار پانچ پشتوں میں زاد خیال سے ملتا ہے۔

حضرت ربیع اور ان کے تمام بھائی اپنی وادی عفراء کی اولاد مشہور ہیں۔
اسلام اور بیعت ہجرت سے پہلے مشرف بہ اسلام ہوئے اور بیعت رضوان میں شریک ہوئے۔
حاجح ایاس بن کبیر بکشی سے نکاح ہوا، صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر تشریف لائے
اور بستر پر بیٹھ گئے، اس وقت ان کیان وف بجا بجا کر شہداء بدر کے مناقب میں اشعار پڑھ رہی
تھیں، اسی سلسلہ میں ایک لڑکی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال میں یہ مصرعہ پڑھا۔

وفینا نبی یحکم مافی عند اور ہم میں وہ نبی ہے جو حق کی خبر رکھتا ہے،

آپ نے فرمایا نہ کو وہی پڑھو جو پہلے پڑھ رہی تھیں،

عام حالات جہاد میں اکثر شریک ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمرکابی کا شرف حاصل کیا
ایسے موقعوں پر بڑی تندہی سے کام کرتی تھیں، مجاہدین کو پانی پلاتین، انکی خدمت کرتیں
مقتولوں اور مجروحوں کو دینہ لیا کرتی تھیں۔

واقعہ حدیبیہ میں ان کی شرکت صراحتاً مذکور ہے بیعت رضوان کا ذکر پہلے ہی

ہو چکا ہے۔

شہر سے کسی بات پر مناقشہ نہ کیا آخر یہاں تک فوج آئی کہ حضرت ربیع نے اسے

سلف طبقات ج ۱ صفحہ ۱۲۲، سلف تہذیب و تمدن ج ۱ صفحہ ۱۲۱، سلف اسلام ج ۱ صفحہ ۵۵، سلف ایضاً

طبقات صفحہ مذکور و صحیح بخاری ج ۲ صفحہ ۵۵، اصابع ج ۲ صفحہ ۵۷،

کہا کہ میرے پاس جتنی چیزیں ہیں سب مجھ سے لیکر دست بردار ہو جاؤ، چنانچہ جو کچھ پاس تھا سب دے دیا صرف ایک کرتہ جو پہنے تھیں رہنے دیا، انکو یہ بھی ناگوار تھا، حضرت عثمان کی عدالت میں دعویٰ کر دیا، چونکہ شرط واقعی تھی اور دعوائے حق بجانب ایسے حضرت عثمان نے فرمایا کہ تمکو شرط پوری کرنا چاہیے اور ان کے شوہر سے کہا کہ اگر تم چاہو تو ان کے جوڑا باندھنے کی دہی تک تمہاری ہے یہ

بقول حافظ ابن حجر یہ واقعہ ۳۵ ہجری کا ہے

اخلاق آنحضرت صلیم سے بہت محبت رکھتی تھیں، ایک بار دو طباقون میں انکو راہ چھوڑا ہے لیکر گئیں تو آپ نے زیور یا سونا عنایت فرمایا، آپ بھی اکثر ان کے گھر تشریف لیجاتے تھے، ایک مرتبہ آپ تشریف لائے اور وضو کے لیے پانی طلب فرمایا تو انھوں نے کھڑے ہو کر وضو کر لیا

محبت مذہبی کا یہ حال تھا کہ اسار بنت خزیمہ ابو ربیعہ خزومی کی بیوی جو عطر بجا کرتی تھی ایک دفعہ چند عورتوں کے ساتھ ریح کے گھر آئی اور انکا نام و نسب دریافت کرنے لگی، انھوں نے بتلایا چونکہ ریح کے بھائی نے ابوہل کو معرکہ بدر میں قتل کیا تھا اور اسار قریشیہ تھی اس لیے بولی ”تو تم ہمارے سردار کے قاتل کی بیٹی ہو، ان کو ابوہل کے لیے سردار کی نسبت بہت بُری معلوم ہوئی اور جواب دیا، سردار نہیں، میں تو غلام کے قاتل کی بیٹی ہوں، اسار کو ابوہل کی یہ تو بہن پسند نہ آئی جھجلا کر بولی ”مجھکو تمہارے ہاتھ سودا بیچنا حرام ہے“ انھوں نے بھی برجستہ جواب دیا ”مجھکو تم سے کچھ خریدنا حرام ہے کیونکہ سوائے تمہارے عطر کے میں نے کسی عطر میں گندگی نہیں دیکھی“

ابو عبیدہ بن عمر بن عمار ابن یاسر نے ان سے آنحضرت صلیم کا حلیہ پوچھا تو کہا یا بُنی موسیٰ ایتہ کس آیت الشمس طالعة بیٹا! اگر تم نے آپ کو دیکھا ہوتا تو گویا آفتاب کو طلوع ہوتے دیکھا ہوتا۔

فصل دکنال حضرت ریح نے (۲۱) حدیثیں آنحضرت صلیم سے بیان کی ہیں علمی

طہ طبقات ج ۸ صفحہ ۳۲، طہ اصابع ج ۲ صفحہ ۵۴۵، طہ استیعاب ج ۲ صفحہ ۷۲، طہ

سند ج ۶ صفحہ ۱۳۵، ابو داؤد ج ۱ صفحہ ۱۳، طہ استیعاب ج ۲ صفحہ ۷۲،

طہ استیعاب ج ۵ صفحہ ۳۵۲،

حیثیت سے ان کا رتبہ اس سے ظاہر ہے کہ حضرت ابن عباس، اور امام زین العابدین
ان سے مسائل دریافت کرتے تھے۔ راویوں میں جن بزرگوں کے اسماء گرامی معلوم
ہوئے یہ ہیں،

عائشہ بنت انس بن مالک، سلیمان بن یسار، ابوسلمہ بن عبدالرحمن، نافع، عبادہ بن الولید
خالد بن ذکوان، عبداللہ بن محمد بن عقیل، ابو عبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسرؓ
اولاد اولادین صرف محمد کا حال معلوم ہے یہ
سنہ وفات سے کتب سیر خالی ہیں۔



ام ہانی بنت ابی طالب

ام و نسب فاختر نام ہے، آنحضرت صلعم کے چچا ابو طالب کی بیٹی تھیں، ان کی اور عقیل جعفر، طالب، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ فاطمہ بنت اسد تھیں۔ اس اعتبار سے یہ سب ان کے حقیقی بھائی تھے۔

نکاح ہبیرہ بن عمرو بن عائد فخری کے نکاح میں تھیں،
اسلام ششہ میں فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئیں، آنحضرت صلعم اس دن ان کے گھر تشریف لائے، وہیں غسل فرمایا اور چاشت کی ناز پڑھی۔ انھوں نے اپنے دو عزیزوں کو جو شریک تھے پناہ دے دی تھی، آنحضرت صلعم نے بھی انکو پناہ دی۔

ان کا شوہر ہبیرہ فتح مکہ کے دن بخران کی طرف بھاگ گیا اور عذر گریز میں یہ شعر کہے،

لعمراک ما ولیت ظہری محمدا	تیری قسم میں نے محمد اور ان کے دوستوں
واصحابہ جینا ولا خیفۃ القتل	سے بزدلی سے بیٹھ نہیں بھری نہ قہار کے
ولکنی قلبت امری قلم اجد	خوف سے، مگر میں نے اپنے معاملہ میں
لسیفی عناء ان ضیبت ولا بستی	غور کیا تو تیرا اور تمہارے کام لینا کافی
وقفت فلما خفت ضیقہ موقفی	نہ دیکھا جب تک یزیدی با قیام نگشت دیکھی ٹھہرا
رجعت لعود کا لہز را لی الشبل	پھر لپٹا یا حیلج شیر اپنے بچوں کی طرف ٹوٹا ہی

اخلاق آنحضرت صلعم سے بڑی عقیدت تھی۔ جس دامن میں مکہ فتح ہوا، آپ ان کے گھر تشریف لائے، شربت نوش فرمایا اور انکو بھی دیا، اس دن انکا روزہ تھا مگر پی لیا، آپ کو معلوم ہوا تو روزہ توڑنے کا سبب دریافت کیا بولیں، میں آپ کا جھوٹا دایس نہیں کر سکتی تھی۔

۱۔ انصاف ج ۲ صفحہ ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰

الحان

ام سلیم بنت لُحان

نام و نسب نامہ رمیلہ یا سلمہ اور بعض کے نزدیک رمیشہ ہے، ام سلیم اور ام انس کنیت
 ام سلیم زیادہ معروف ہے، غیمار، رمیصا، لقب ہے، ان کے باپ لُحان بن خالد بن زید
 بن حرام بن جذب تھے جو مدینہ کے باشندے اور انصار کے قبیلہ بنجار سے متعلق تھے، ان کا نام
 لکھ تھا جو مالک بن عدی بن زید بن مناة بن عدی بن عمرو بن مالک بن بنجار کی بیٹی تھیں۔
 آبائی سلسلہ سے آپ سلمیٰ بنت زید کی پوتی تھیں، سلمیٰ عبدالمطلب کی والدہ تھیں، جو
 حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد تھے۔ اسی وجہ سے ام سلیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خالہ مشہور ہیں،
 نکاح مالک بن نضر سے نکاح ہوا جو ان کے ہم قبیلہ تھے، حضرت انس انہیں سے پیدا ہوئے
 اسلام اور اہل اسلام میں مسلمان ہوئیں، اسی بنا پر حافظ ابن حجر نے اصحاب میں لکھا ہے۔
 ”اسلمت مع السابقیین الی الا سلام من الکافضاد“ حضرت انس اس وقت بچہ تھے
 حضرت ام سلیم انکو کلمہ پڑھاتی تھیں تو مالک بن نضر جو اپنے مذہب پر قائم تھے اور مشرک تھے
 بہت خفا ہوتے تھے کہ تم میرے بچہ کو بھی بے دین کیے دیتی ہو، غرض وہ مسلمان نہ ہوئے تھے
 نہ ہوئے اور اسی حالت میں ناراض ہو کر شام چلے گئے تھے

یہاں انکا کوئی دشمن پہلے سے منتظر تھا اسنے موقع پا کر قتل کر ڈالا اب ام سلیم بیوہ
 تھیں اور انس کے بچپن سے بہت پریشان، اگر ایسے وقت میں نکاح کر لیتیں تو قابل الزام
 نہ تھیں مگر انھوں نے بڑے استقلال سے کام لیا اور سب کے پیغام یہ کہہ کر رد کر دیے کہ جب تک
 میرا بیٹا مجلسوں میں اٹھنے بیٹھنے اور گفتگو کرنے کے قابل نہ ہو جائے نکاح نہ کرونگی، پھر جب انس
 ہی میرے نکاح پر رضامند ہو گا تو کرونگی یہ ان کا یہ کہنا اس خیال سے تھا کہ سوتیلے باپ کو
 حضرت انس کو تکلیف نہ ہو،

بعد جب حضرت صفیہ ازواج مطہرات میں داخل ہونے لگیں تو آپ نے انکو ام سلیم کے سپرد کیا کہ دھن بنا لیں۔

جنگ حنین میں حضرت ام سلیم شریفہ تھیں وہ زبا و جودیکہ عبداللہ بن ابی طلحہ بیٹ میں تھے، آپ ہاتھ میں خنجر لیے ہوئے تھیں، ابو طلحہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ام سلیم ہاتھ میں خنجر لیے ہوئے ہیں، آپ نے پوچھا کیا کر دگی بولیں ان دنوں امی احمد من المشرکین بقوت بہ بطنہ کوئی مشرک قریب آئیگا تو اسکا پیٹ چاک کر دوں گی، آپ نے تبسم فرمایا پھر بولیں یا رسول اللہ! کہہ کے لوگ بھاگ گئے ہیں انکے قتل کا ایسا فرمائیے ارشاد ہوا، ان اللہ قتل کئے و احسن، اللہ نے خود انکا بہتر انتظام کر دیا ہے۔

ابو طلحہ سے نکاح ہو جانے کے بعد جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو ام سلیم اس کو آپ کی خدمت میں دے چکی تھیں، حضرت انس آپ کے حدام خاص سے تھے اور بہت محبوب تھے، ایک بار آپ ام سلیم کے گھر آئے تو ام سلیم نے کھن اور کھجوریں پیش کیں آپ نے عذر فرمایا کہ میں روزہ سے ہوں تھوڑی دیر قیام فرمانے کے بعد نفل کی نمانہ پڑھی اور ام سلیم اور ان کے خاندان کے لیے دعا مانگی ام سلیم نے دیکھا کہ اسوقت محبت نبوی جوش پر ہے تو کہا یا رسول اللہ میں سب سے زیادہ اس کو چاہتی ہوں جو آپ کا دستگاہ رہے اسکی لیے خصوصیت سے دعا فرمائیے، یہ ایسی مبارک استدعا تھی کہ آپ نے دین دنیا کی کوئی خوبی نہ چھوڑی جس کی اس کے لیے دعائے کی ہو، اور فرمایا اللھم ادر ذلک داکلاً و ولداً و بارک لہ اے اللہ اس کو مال دے، اولاد دے اور اسکی عمر میں برکت عطا فرما، اسی دعا کا اثر تھا کہ حضرت انس تمام انصاریوں سے زیادہ متمول اور معمر ہوئے، کثرت سے اولاد ہوئی اور سو سال سے زیادہ عمر پائی، خود حضرت انس کا قول ہے کہ ”فانی لمن اکثر الا ذلک انصار سے دو متمند ہوں، اور میرے ہی صلب سے حجاج کے بھرہ آنے تک ایک سو انتیس بیٹے دفن ہو گئے تھے۔“

حضرت ابو طلحہ کے صلب سے انکا ایک بیٹا ابو عیر بھی تھا، ابو عیر چھوٹا تھا اور کسبی بی بی بن انتقال کر گیا، ایک بار آپ ابو طلحہ کے گھر تشریف لائے اور ابو عیر کو رنجیدہ دیکھ کر آپ نے ام سلیم سے دریافت فرمایا کیا بات ہے آج میں ابو عیر کو صحت دیکھتا ہوں، ام سلیم نے کہا اسکی ایک بیڑیا (نیر) مر گئی وہ اس کے ساتھ کھیلا کرتا تھا، آپ نے بلا کر ابو عیر کے سر پر ہاتھ رکھا اور فرمایا

یا ابوسعیر ما فعل النغیر اے ابو عیر تیری نفیر کیا ہوئی، وہ ہندیا اور اسوقت سے یہ جملہ بطور
برکات نبوی ضرب الش ہو گیا ہے

آنحضرت صلیم نے حضرت زینب بنت جحش سے نکاح کیا تو ام سلیم نے ایک لگن بن مالید
بنا کر حضرت انس کے ہاتھ بھیجا اور کہا آنحضرت صلیم سے عرض کرنا کہ یہ حقیر یہ قبول فرمائیں گے

اخلاق آپ نہایت پاکیزہ اخلاق کی بیوی تھیں، صبر و استقلال تو ان کا انتیازی وصف تھا
یہی ابو عیر جکا اوپر ذکر ہوا جب انتقال کر گیا تو ام سلیم نے بڑے اطمینان سے میت کو نہلا یا اور
کھانا کر ایک طرف رکھ دیا، لوگوں کو منع کر دیا کہ ابو طلحہ کو خبر نہ کریں، ابو طلحہ اسوقت موجود نہ تھے
کہیں گئے ہوئے تھے جب رات کو آئے تو لوہے کے کاحال پوچھا، بولیں جس حال میں تم نے دیکھا تھا
اس سے بہتر ہے، اس کے بعد ام سلیم نے کھانا کھلایا اطمینان سے بٹھایا اور جب ضروریات سے
فارغ ہو کر کچھ رات گزری تو نہایت متانت سے بولیں ابو طلحہ! کیسکو اگر کوئی چیز مستعار دیجائے
اور وہ اس سے فائدہ بھی اٹھائے مگر جب دہشتے مستعار واپس لے لی جائے تو کیا اس شخص کو ناگوار
ہونا چاہیے؟ حضرت ابو طلحہ نے جواب دیا کہ یہ بات تو قرین انصاف نہیں ہے، بولیں تو تمہارا لہو کا
بھی اللہ کی امان تھا جو واپس لے لیا گیا، یہ شکر ابو طلحہ نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور خدا
کا شکر ادا کیا، صبح ہوئی تو اس واقعہ کی رسول اللہ صلیم کو خبر کی آپ نے اظہار مسرت فرمایا اور
دعا دی کہ اللہ ابو عیر کا نعم البدل عطا فرمائے چنانچہ ابو عیر کے بعد عبد اللہ کی ولادت ہوئی جن کی
تہنیت خود آنحضرت صلیم نے فرمائی، اسی کی برکت تھی کہ عبد اللہ بڑے صاحب کمال ہوئے اور
اللہ نے ان کی اولاد میں دس قاری ماہر فن پیدا کیے گئے

آنحضرت صلیم کے ساتھ آپ کا اعتقاد بہت بڑھا ہوا تھا، اور آپ سے بڑی محبت کرتی
تھیں، ایک بار ابو طلحہ آئے اور کہا کہ رسول اللہ صلیم بھوکے ہیں، کچھ کھانا بھیج دو، حضرت ام سلیم
نے چند روٹیاں ایک کپڑے میں لپیٹ کر حضرت انس کو دیں کہ بارگاہ نبوت میں پیش کر دیں آپ
مسجد میں مع چند صحابہ کے تشریف رکھتے تھے حضرت انس کو دیکھا تو فرمایا، تمکو ابو طلحہ نے بھیجا ہے، کہا
جی ہاں، فرمایا کھانے کے لیے؟ بولے ہاں، آپ معہ تمام حاضر الوقت صحابہ کے ابو طلحہ کے گھر
تشریف لائے وہ گھبرائے اور ام سلیم سے کہا اب کیا تدبیر کی جائے کھانا بہت کم ہے اور آنحضرت
صلیم کے ساتھ آدمی بہت ہیں، ام سلیم نے اسوقت بھی نہایت استقلال سے جواب دیا کہ ان باتوں

خدا اور رسول زیادہ واقف ہیں، آپ اندر آئے تو انھوں نے دہی روٹیاں اور سالن
ساتھ رکھ دیا، اور رسول اللہ نے تمام اصحاب کے ساتھ نوش فرمایا۔

انکو آنحضرت صلعم سے جتنی محبت تھی اسکا اندازہ ذیل کی روایات سے ہوگا۔
فراغت حج کے بعد آنحضرت صلعم نے مقام منابین موسیٰ مبارک ترشوا سے تو ام سلیم
نے ابو طلحہ سے کہا کہ حجام سے ان باون کو مانگ دو اور برکت کی غرض سے انکو ایک خشکی میں
بند کر کے رکھ دیا۔

آنحضرت صلعم اکثر انکے گھر آرام فرماتے تھے ایک مرتبہ میدار ہوئے تو دیکھا کہ ام سلیم حبیب
مبارک سے پسینہ پونچھ رہی ہیں فرمایا ام سلیم! یہ کیا کر رہی ہو بولیں، برکت حاصل کر رہی ہوں
مسند احمد میں یہ روایت تھوڑے اختلاف کے ساتھ آئی ہے، لکھا ہے کہ جب آپ
دوپہر کو آرام فرما کر بستر سے اٹھے تو وہ آپ کے پسینہ اور ٹوٹے ہوئے باون کو ایک خشکی میں
جمع کرتی تھیں۔

ایک بار آنحضرت صلعم نے ان کی مشک سے منہ لگا کر پانی پیا تو ام سلیم نے مشکیزہ کا دہانہ
کاٹ کر رکھ لیا کہ اس سے رسول اللہ صلعم کا دہن مبارک مس ہوا ہے۔
یہی حال رسول اللہ کی محبت کا تمام سلیم کے ساتھ آپ انکے ساتھ خصوصیت کا بڑا ذکر کرتے
تھے، اور ان کے لیے خیر و برکت کی دعا فرماتے تھے۔ صحیح مسلم میں ہے۔

کان النبی صلعم لایدخل علی احد
من النباء الا علی ابن و اجدہ الام سلیم
فانہ یدخل علیہا فقیل لہ فی ذلک
فقال انی اسجد لہا فقل اخوها معی،
یعنی آپ ازواج مطہرات کے علاوہ کسی اور عورت
کے ہاں نہیں جاتے تھے، البتہ ام سلیم شہنشاہ تھیں، گو ان
نے اسکا سبب دریافت کیا تو فرمایا مجھے انپر رحم آتا ہے
کیونکہ انکے بھائی نے میری اعانت میں شہادت پائی،

بعض اوقات آپ ام سلیم کے ہاں ہوتے اور نماز کا وقت آجاتا تو وہین چٹائی پر نماز پڑھ لیتے۔
ایک مرتبہ آنحضرت صلعم حج کے لیے مکہ چلے گئے تو ام سلیم سے فرمایا تم اس سال ہمارے ساتھ حج نہیں
کرتیں۔ جواب دیا یا نبی اللہ میرے شوہر کے پاس دو سواریاں ہیں اور ان دونوں پر یہ مسعر
اپنے بیٹے کے حج کو چلے گئے، مجھے چھوڑ دیا، آپ نے ازواج مطہرات کے ساتھ سوار کر دیا، ارستہ میں

صحیح مسلم ج ۲ صفحہ ۳۳۲، صحیح بخاری ج ۲ صفحہ ۱۰۱، طبقات ج ۲ صفحہ ۳۱۳، ایضاً ۵۵، مسند ج ۶ صفحہ ۲۹۲،

۵۵ طبقات ج ۲ صفحہ ۳۱۳، ۵۵ کتاب مذکور ج ۲ صفحہ ۳۳۱، طبقات ج ۲ صفحہ ۳۱۳، ۵۵ طبقات ج ۲ صفحہ ۳۱۳،

عورتوں کے اونٹ بیچے رہ گئے، ہانکنے والے آپ کے غلام انجستہ تھے انھوں نے حدی خوانی شروع کر دی جس سے اونٹ دوڑنے لگے یہ دیکھ کر آپ قریب آئے اور فرمایا انجستہ آہستہ آہستہ! شیشے بن شیشے ۱۱۱

حضرت ام سلیم کو تربیت اولاد کا جو سلیقہ تھا اسکا اندازہ حضرت انس کے اس فقرہ سے ہو سکتا ہے کہ

جزی اللہ امی عنی خیرا لقد احسنت التدریسی اماں کو جو اسے خیر سے انھوں نے دلا دیتی، میری بہت خوبی سے کفالت کی تھی

فضل و کمال حضرت ام سلیم بڑی عقل و کمال والی خاتون تھیں اور آپ نے نہایت دقیقہ شناس اور نکتہ رس و مانع پایا تھا، ابن اثیر نے ان کی نسبت لکھا ہے کہ

کانت من عقلاء النساء آپ عقل مند عورتوں میں سے تھیں،

حدیث کا علم بھی اچھا تھا، لوگ ان سے مسائل دریافت کرتے تھے اور مشکوک رفع کرتے تھے، ایک بار حضرت زید بن ثابت اور حضرت عبداللہ بن عباس میں ایک مسئلہ پر اختلاف ہوا تو دونوں نے انہیں کو حکم قرار دیا تھا

مسائل پوچھنے میں شرم نہ کرتی تھیں، ایک دفعہ آنحضرت صلیم سے عرض کیا یا رسول اللہ! خلاق بات سے نہیں شرارتا، کیا عورت پر خواب میں غسل واجب ہے؟ ام المومنین حضرت ام سلمہ سن رہی تھیں بے ساختہ ہنسن پڑیں اور کہنے لگیں کہ تم نے عورتوں کی بڑی توہین کی، امین عورتوں کو بھی ایسا ہو سکتا ہے، آنحضرت صلیم نے فرمایا کیوں نہیں؟ ورنہ بچے مان گئے ہنسل کون ہوتے تھے ابو طلحہ کے اسلم کا حال گزر چکا ہے، جس ناشائستگی سے انھوں نے ابو طلحہ کو دعوت دی وہ

اپنے فضائل و کمالات عقلی کا ذریعہ عنوان ہے، اصحاب میں انکا انداز تبلیغ یوں دکھلایا ہے

قالت یا ابا طلحہ! انا لست تعلم ان الھک یومین، ابو طلحہ ایک نیکو معلوم نہیں کہ جب تھا رہا مہو زمین

الذی تعبد بنت من الامراض قال سے آگاہ ہے، کہا ان، ام سلیم نے کہا تو پھر نکو شرم زمین

بے قالت افلا تسمعی تعبد شجرة آتی درخت کی پوجا کرتے ہوئے

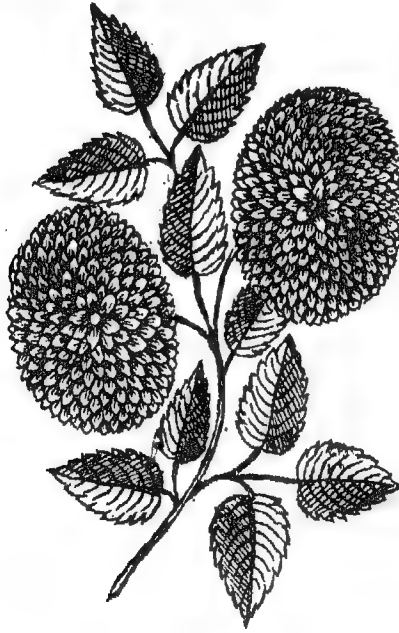
حضرت ام سلیم کے مناقب بہت ہیں اور اسکی تصدیق اس حدیث سے ہو سکتی ہے

۱۔ طبقات ج ۱ صفحہ ۲۱۱ ایضاً صفحہ ۲۱۲ ۲۔ مسند ج ۱ صفحہ ۳۰ ۳۔ صحیح بخاری ج ۲ صفحہ ۲۹۹

۴۔ اصحاب ج ۲ صفحہ ۸۹۲

قال النبی صلعم دخلت الجنة فسمعت
 خشفة فقلت ما هذا فقيل الس میصام
 انعمت مسلم نے فرمایا کہ میں جنت میں گیا تو مجھ کو
 کچھ آہٹ معلوم ہوئی میں نے پوچھا کون ہے تو
 جنت ملجان ہے
 لوگوں نے کہا ربعا ربنت لمان ہیں،

حضرت ام سلیم سے چند حدیثیں مروی ہیں جن کو حضرت انس، ابن عباس، زید بن ثابت
 ابوسلمہ اور عمرو بن عاصم نے ان سے روایت کیا ہے علیہ
 وفات غائب خلافت راشدہ کے ابتدائی زمانہ میں انتقال کیا، اسے وفات اور تاریخ معلوم نہیں



ام رومان بنت عامر

نام و نسب ام رومان کینت ہے، قبیلہ کنانہ کے خاندان قراس سے تھیں۔ سلسلہ نسب یہ ہے
ام رومان بنت عامر بن عومیر بن عبد شمس بن عتاب بن اذینہ بن سبیح بن دہان بن حارث بن
غنم بن مالک بن کنانہ

کناح حضرت ام رومان عبداللہ بن حارث بن مخزوم کے نکاح میں تھیں اور انہیں کے ساتھ
مکہ میں سکونت اختیار کی، یہیں عبداللہ کے صلب سے ایک لڑکا ہوا جسکا نام طفیل رکھا گیا، جب
عبداللہ نے وفات پائی تو چونکہ وہ حضرت ابوبکر کے حلیف بن گئے تھے اس لیے حضرت ابوبکر نے
خود نکاح کر لیا۔ طفیل حضرت عائشہ اور حضرت عبدالرحمن کے اخیانی بھائی تھے یعنی حضرت عائشہ
اور عبدالرحمن حضرت ابوبکر کے صلب سے تھے اور طفیل عبداللہ بن حارث کے بیٹے تھے، مان
ان سب کی ایک تھی بہ

اسلام حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ میں مسلمان ہوئیں،
ہجرت حضرت ام رومان کی ہجرت کا ذکر مثنیٰ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بیان میں آچکا ہے بیان اتنا
لکھ دینا کافی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ پہلے ہجرت کر چکے تھے، قبیلہ وغیرہ مکہ
میں تھا، جب ابورافع اور عبداللہ بن القیظ مدینہ سے مکہ بھیجے گئے تو ان کے ساتھ ام رومان
بھی مدینہ میں آئیں کہ

عام حالات سترہ ہجری کے آخر میں حضرت ابوبکر اصحاب صفہ میں سے تین بزرگوں کو اپنے گھر لائے
ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے تو وہی میں دیر ہو گئی گھر آئے تو ام رومان نے کہا ہاں تو کون
چھوڑ کر کہاں بیٹھ رہے؟ فرمایا تم نے کھانا نہیں کھلایا، بولیں کھانا بھیجا تھا مگر ان لوگوں نے نہیں
کھلایا، پھر کھانا کھلایا گیا اور اس قدر برکت ہوئی کہ بہت سانچ رہا حضرت ابوبکر نے ام رومان کو

ماہ صیح بخاری ج ۵ صفحہ ۸۰، طہات ج ۲ صفحہ ۱۲۰، استیعاب ج ۲ صفحہ ۹۲، نسب النساء

پوچھا اب کتنا ہے کہا تین گنے سے زیادہ، چنانچہ سب کھانا آنحضرت صلیم کی خدمت میں پہنچا دیا گیا،
وفات حضرت ام رومان کی تاریخ وفات میں بہت اختلاف ہے بعض شہد یا شہدہ بتاتے
ہیں اور بعض شہدہ لیکن یہ صحیح نہیں ہے حضرت ام رومان نے شہدہ یا اسکے کچھ بعد انتقال کیا
حافظ ابن حجر نے اصحاب میں دلائل سے ثابت کیا ہے کہ ان کی وفات شہدہ سے پہلے نہیں ہوئی،
ابن سعد نے لکھا ہے،

كانت أم رومان امرأةً صالحةً ام رومان بہت نیک بوی تھیں،
جب ان کی نش قبر میں رکھی گئی تو آنحضرت صلیم نے فرمایا،
میں سزا ان میں نظر الی امویۃ معالجور جو شخص عورتوں میں خورعین کو دیکھنا چاہے وہ
العین فلینظر الی ام رومان، ام رومان کو دیکھے،
حضرت عفان کی حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلیم نے خود انکو قبر میں
اتارا تھا



شفا بنت عبد اللہ

نام و نسب نام شفا ہے، سلسلہ نسب یہ ہے۔ شفا بنت عبد اللہ بن عبد شمس بن خاتم بن
سداد بن عبد اللہ بن قراط بن مزاح بن عدی بن کعب آپ قبیلہ قریش کے خاندان عدی بن کعب
ان کی والدہ فاطمہ بنت ابی وہب بن عمرو بن عائذ بن عمر بن مخزوم تھیں
نکاح ابو حاتم بن حذیفہ عدوی سے نکاح ہوا
اسلام ہجرت سے پہلے اسلام لائیں اور جن عورتوں نے پہلے ہجرت کی انہیں میں یہ بھی
شامل ہیں

عام حالات جناب رسالت آپ صلعم ان کی عقیدت و محبت کی قدر فرماتے تھے، کبھی انکے
گھر تشریف لاتے تو وہیں آرام فرماتے تھے، انھوں نے آپ کے لیے ایک بچھونا اور ایک تھمد
طلحہ مخصوص کر دیا تھا، جو آپ استعمال فرماتے تھے انکے بعد انکی اولاد کے پاس بھی یہ چیزیں بہت
اعتیاد سے رہیں مگر مروان نے سب پر قبضہ کر لیا، اور حضرت شفا کے خاندان سے یہ برکت
منتقل ہو گئی یہ

حضرت عمرؓ انکی خصوصیت سے رعایت کرتے تھے ان کی رائے کو مقدم سمجھتے تھے، انکی
بزرگی قائل تھے، اور ان کو بازار کا اہتمام سپرد کرتے تھے
آنحضرت صلعم نے انکو ایک مکان غایت فرمایا تھا اس میں وہ اور ان کا بیٹا سلیمان
سکونت رکھتے تھے۔

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے ان کو بلا کر ایک چادر غایت کی اور عائشہ بنت اسد کو ان کو
بہتر چادر دی تو بولیں تمھارے ہاتھ غبار آؤد ہوں تنے ان کو مجھ سے بہتر چادر دی حالانکہ

۱۵ اصابع ۲ صفحہ ۶۵۶، ۱۵ اصابع ۵ صفحہ ۴۸۴، ۱۵ طبقات ج ۸ صفحہ ۱۹۶، ۱۵ اصابع ۲ صفحہ ۶۵۶

۱۵ اصابع ۲ صفحہ ۶۵۶، ۱۵ اصابع ۲ صفحہ ۶۵۶

ام کلثوم بنت عقبہ

۲۱۴ نمبر نام معلوم نہیں، ام کلثوم کنیت ہے، نسب یہ ہے۔ ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط بن ابی عمرو بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی، والدہ کا نام اردوسی بنت کریم بن ربیعہ بن جبیب بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی تھا۔ حضرت عثمان غنی کی والدہ بھی اردوسی بنت کریمہ تھیں اس رشتہ سے ام کلثوم حضرت عثمان کی اخیانی بہن ہوئیں، اسلام مکہ میں مسلمان ہوئیں اور ہجرت سے پہلے ہی بیت کی۔

ہجرت صلح حدیبیہ میں مشرکوں سے یہ معاہدہ ہوا تھا کہ اگر قریش کا کوئی آدمی خواہ وہ مسلمان ہی کیوں نہ ہو، مدینہ آئیگا تو واپس کر دیا جائیگا، یہی شرط اہل مدینہ کے لیے تھی یہ ام کلثوم بنت عقبہ نے صلح حدیبیہ کے بعد مدینہ کی طرف ہجرت کی اور بنی خزاعہ کے ایک شخص کے ساتھ پیادہ چل دیں۔ ولید اور غارہ ان کے دو بھائی تھے ان کو معلوم ہوا تو دونوں نے تعاقب کیا اور ام کلثوم کے مدینہ پہنچنے کے دوسرے دن وہ بھی پہنچ گئے اور آنحضرت صلعم سے کہا، ہمارا شرط پوری کیجیے اور ام کلثوم نے فریاد کی کہ یا رسول اللہ میں عورت ہوں اور عورتیں کمزور ہوتی ہیں مجھے اندیشہ ہے کہ آپ کفار کو نہ واپس کر دیں، چونکہ مذکورہ بالا معاہدہ میں عورتوں کا ذکر نہ تھا اس لیے اسکے لیے خصوصیت سے یہ آیت اتری،

یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمْ الْمُؤْمِنَاتُ
مُحَاجِرَاتٌ فَامْتَحِنُوهُنَّ ۚ اللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِهِنَّ
فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ
إِلَى الْكُفَّارِ ۚ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ

اسے مومنو! جب تمہارے پاس مسلمان عورتیں ہجرت کر کے آئیں تو انکا امتحان کرو اگر وہ مسلمان ثابت ہوں تو انکو کافروں کے حوالہ نہ کرو،

اسی آیت کے تحت میں آنحضرت صلعم نے ام کلثوم کو واپس کرنے سے انکار کر دیا۔

فاطمہ بنت خطاب

نام و نسب نام فاطمہ، ام جمیل کنیت، نسب یہ ہے، فاطمہ بنت خطاب بن نفیل بن عبد العزی بن رباح بن عبد اللہ بن قرط ابن رزاح بن عدی بن عدی بن کنبہ، آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بہن ہیں۔

کاح حضرت سعید بن زید کے نکاح میں تھیں۔

اسلام اور انہیں کے ساتھ مشرف باسلام ہوئیں، یہ ان دس مسلمانوں میں سے ایک ہیں جو سب سے پہلے مسلمان ہوئے تھے ان کے اسلام کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اپنے بھائی حضرت عمرؓ کے اسلام کا باعث بنی ہوئیں،

حضرت عمرؓ نے اپنے مسلمان ہونے کا جو قصہ بیان کیا ہے، وہ یہ ہے کہ حضرت عمرؓ حضرت حمزہؓ کے اسلام لانے کے تین دن بعد گھر سے نکلے تو راستہ میں ایک فخری صحابی سے تصادم ہوا، اور یہ گفتگو ہوئی۔

حضرت عمرؓ تنہا اپنے آبائی مذہب سے رد گردانی کر کے محمدؐ کا دین اختیار کیا؟
فخری صحابیؓ ہاں۔ مگر تو ایک تمھارے ایسے عزیز نے بھی کیا ہے جس کا میرے مقابلہ میں تمہارے بہت زیادہ حق ہے۔

حضرت عمرؓ۔ وہ کون؟

صحابی رض۔ تمھاری بہن اور بہنوئی۔

حضرت عمرؓ بہت غصہ ناک انسان تھے اور شجاعان عرب میں سب سے زیادہ مشہور اس سے زیادہ تاب گنگو نہ لاسکے اور سیدھے اپنی بہن کے گھر پہنچے، دیکھا کہ دروازہ بند ہے اور کلام اللہ کی آواز آرہی ہے، غصہ میں دروازہ کھلوا یا اور پوچھا یہ کیا آواز تھی؟ بولیں کچھ نہیں

۱۔ طبقات ج ۶ صفحہ ۱۹۵، ۲۔ ایضاً، ۳۔ استیعاب وغیرہ، ۴۔ درغور صفحہ ۱۳۶

اب انکو اور بھی طیش آیا یہاں تک کہ بہنوئی سے پٹ گئے، بہن بچانے آئیں تو ان کے بھی بال
 کھٹک کر گھسیٹے اور اتنا مارا کہ لوہاں ہو گئیں، مگر ان کے انتقال میں ذرا فرق نہ آیا، اسی حالت
 میں جواب دیا عمر! جو چاہو کرو اب تو تمھاری مخالفت سے اسلام نہیں چھوڑ سکتی، حضرت عمرؓ
 پر اس جواب کا بڑا اثر ہوا، آنکھیں نہامت سے جھک گئیں، دل میں ایک برقی رود و لگی، بہن
 کے بدن سے خون جو نکلتے دیکھا تو اور بھی رقت طاری ہوئی، ہوئے ”تم لوگ جو پڑھ رہے تھے
 ہکو بھی سناؤ“ فاطمہ نے قرآن لا کر سامنے رکھ دیا، حضرت پڑھتے جاتے تھے اور ان کا بدن مائے
 رعب کے لرز رہا تھا ایک آیت پر پہونچے تو بے ساختہ پکار اٹھے، ا شھدا ان کا اللہ لا اللہ
 و ا شھدا ان محمد ارسول اللہ ہے

ہجرت اپنے شوہر حضرت سعید بن زید کے ساتھ ہجرت کی یہ
 فضل و کمال در مشورین ہے،

کانت ادیبۃ فاضلۃ عاتلۃ محبۃ ادیب، فاضل، عاقل، نیک، شکر کو کر دہ رکھنے
 للخیوکارہۃ للشراۃ بال معروف والی، اور امرا بالمعروف و نہی عن المنکر کی
 ناہیۃ عن المنکر ہے پابند تھیں،

وفات حضرت عمرؓ کے زائر خلافت میں انتقال کیا ہے
 اولاد ان کے چار بیٹے تھے عبداللہ - سعید الرحمن - زبیر اور اسود



سہ ماہ ۲ صفحہ ۳۴، در مشورہ صفحہ ۳۶، اور انصاف ج ۲ صفحہ ۵۴ ذکر حضرت عمرؓ استیجاب ج ۲ صفحہ ۵۴

ذکر حضرت سعیدؓ سہ ماہ ۲ صفحہ ۳۶، استیجاب ج ۲ صفحہ ۵۵

زینب بنت ابی سلمہ

ابو سلمہ آپ قبیلہ مخزوم سے تھیں، نام زینب ہے سلسلہ نسب یہ ہے زینب بنت ابی سلمہ بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم آپ کی والدہ کا نام ام سلمہ تھا اور حضرت اسرار بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے انکو دودھ پلایا تھا۔

ولادت حبشہ میں پیدا ہوئیں، ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت حضرت ابو سلمہ (ان کے باپ) وفات پا چکے تھے۔

عام حالات جس سال حضرت ابو سلمہ کا انتقال ہوا اسی سال ایام عدت گزرنے کے بعد حضرت ام آنحضرت صلیم کے عقد میں آئیں، یہ زمانہ زینب کی شیرخوارگی کا تھا، اسی عالم میں یہ بھی اپنی والدہ کے ساتھ رحمت العالمین کے زیر سایہ آگئیں۔

آنحضرت صلیم کی شفقت عوام کے ساتھ عموماً اور بچوں کے ساتھ خصوصاً ضرب اٹھاتی تھی، یہ تو آپ کی ربیبہ تھیں کما تک آپ کی عنایت سے سرفراز ہوئیں، چنانچہ آپ ان سے خاص محبت رکھتے تھے جس زمانہ میں دودھ پیتی تھیں، آپ انکو آغوش مادر میں دودھ پیتے دیکھتے تو داپس ہو جاتے تھے جب پانون چلنے لگیں تو آپ غسل فرماتے ہوتے اور یہ آجائیں تو ان کے منہ پر پانی پھڑکتے تھے، اسی کی برکت تھی کہ لوگوں نے انکو کبرسنی میں بھی بڑھاپے کی بدنامیوں سے محفوظ پایا اور آخر وقت تک انکے چہرہ پر شباب کی رنگت جھلکتی دیکھی۔

نکاح عبداللہ بن زمعہ بن اسود سے عقد ہوا،

اولاد چھ لڑکے ہوئے، عبدالرحمن، زید، دہب، ابو سلمہ، کبیر اور تین لڑکیاں، قریبہ، ام کلثوم،

طہ، طہات، ج ۲ صفحہ ۱۳۳، ص ۱۳۴، ج ۲ صفحہ ۱۴۰، ۱۴۱، ایضاً انکے طبقات ج ۲ حضرت ام سلمہ ۱۵، ص ۱۵۲، ج ۲ صفحہ ۱۵۸،

نعم سیر المعانیات اعظم لکھ میں صرف دو لڑکے بتلائے ہیں حالانکہ دوا کوئی شہادت کا ذکر آیا ہے، معلوم ہے جو صرف کوئی شہادت اور نہ طبقات میں مرثا اولاد کی تعداد ذکر ہو، اسد انبار وغیرہ میں محلاً اولاد کا ہونا بتلا کوئی شہادت کا ذکر آیا یا جاتلا

ام سلمہؓ قرہ کی زطائی میں ان کے دو لڑکے شہید ہوئے، جب ان کی لاشیں حضرت زینب کے سامنے لائی گئیں تو انہیں ڈر ہوا اور بولیں مجھ پر بہت بڑی مصیبت پڑی، ایک تو سر میدان لڑ کر شہید ہوا لیکن دوسرا تو خانہ نشین تھا گھر میں بے بس کیے مارا گیا یہ
 فضل و کمال حضرت زینب کو خدا نے جو فضل و کمال عطا کیا تھا اس میں وہ اپنی صفت کی فرد فریقین حضرت ابو رافع کا قول ہے،

کنت اذا ذكرت ام سلمة ففیضت بالملکین جب میں نے مدینہ کی کسی فقہ عورت کا ذکر کیا تو
 ذکرت زینب بنت ابی سلمہؓ زینب بنت ابی سلمہ کو ضرور یاد کیا۔

علامہ ابن عبد البر نے لکھا ہے،

کانت من افقه نساء من صافا وہ اپنے زمانہ کی فقیہ ترین عورت تھیں،

آنحضرت سلمہ سے چند حدیثیں بیان کی ہیں اور حضرت ام سلمہؓ حضرت ام حبیبہؓ حضرت زینب بنت جحشؓ سے بھی کچھ حدیثوں کی سماعت کی، جن لوگوں نے ان کے سلسلہ سے روایت کی ہے ان کے نام حسب ذیل ہیں،

ابو عبیدہ بن عبد اللہ بن زمعہ، محمد بن عطاء، عراک بن مالک، حمید بن نافع، عروہ بن زبیر، ابو سلمہ بن عبد الرحمن، امام زین العابدینؓ

وفات جس زمانہ میں ان کا انتقال ہوا، مدینہ پر طارق حکمران تھا، تہذیب میں لکھا ہے کہ طرکی شہادت کے بعد دس برس زندہ رہیں اور ستر سالہ میں انتقال کیا، بقیع میں دفن ہوئیں یہ طارق نے ماز جنازہ میں شرکت کی یہ



۱۔ طبقات ج ۸ صفحہ ۳۳۸، ۲۔ استیعاب ج ۲ صفحہ ۵۶، ۳۔ اصحاب ج ۲ صفحہ ۱۶۰، ۴۔ استیعاب ج ۲ صفحہ ۵۶

۵۔ تہذیب ج ۱۲ صفحہ ۴۶۱، ۶۔ طبقات ج ۸ صفحہ ۳۳۸، ۷۔ الکفا

ام حکیم بنت حارث

نام و نسب نامہ معلوم نہیں۔ ام حکیم کنیت ہے، اسلسلہ نسب یہ ہے۔ ام حکیم بنت حارث بن ہشام بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم، قریش کے قبیلہ مخزوم سے تھیں، والدہ کا نام فاطمہ بنت الولید بن المغیرہ تھا جو حضرت خالد بن ولید کی بہن تھیں۔
نکاح عکرمہ بن ابوجہل ان کے ابن عم تھے، انہیں سے عقد ہوا
اسلام اور عام حالات جنگ اعدین بجات کفر شریک ہوئیں لیکن جب خدا نے فتح مکہ سے مسلمانوں کو شاد کام فرمایا تو یہ بھی دوست اسلام سے بہرہ مند ہوئیں۔ انکی والدہ فاطمہ بنت ولید بھی انکے ساتھ مسلمان ہوئیں۔

عکرمہ اسوقت تک مسترعی شرک تھے، اور اپنے باپ کی طرح اسلام سے سخت نفرت، اس وقت جان بچانے کے لیے سوائے اسکے کہ میں بھاگ جاتے کوئی چارہ نہ تھا، چونکہ حضرت ام حکیم کو شوہر سے بہت محبت تھی اور نہ چاہتی تھیں کہ اپنی آنکھوں سے اسکو گمراہ دیکھیں اسلئے انھوں نے آنحضرت صلی علیہ وسلم سے ان کے لیے اس کی درخواست کی آپ نے معاف فرمایا تو بین گئیں اور اپنے ساتھ عکرمہ کو لائیں، یہاں آکر عکرمہ نے صدق دل سے اسلام قبول کیا اور غزوات میں شرکت کر کے بڑے جوش و خروش سے اپنے گناہوں کا کفارہ ادا کیا، جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں رومیوں سے جنگ ہوئی تو ام حکیم کو اپنے ساتھ لے گئے اور اجنادین کے معرکہ میں بڑی دلیری سے شہادت پائی۔

عدت کے چار مہینے دس دن گزر جانے پر لوگوں نے نکاح کا پیغام دیا، یزید بن ابی سفیان کی بھی خواہش تھی، لیکن انھوں نے سبکو جواب دے دیا، اور خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ سے نکاح کے لیے آمادہ ہوئیں اور چار سو دینار مہر پر اس سے فراغت حاصل کی، ابھی رخصتی کی

رسم ادا نہیں ہوئی تھی، جب سلمان برج الصفر میں پہنچے تو خالد بن ولید نے چاہا کہ بیان اس رسم کی بھی فرصت ہو جائے تو اچھا ہے ام حکیم نے رد کیا کہ ابھی توقف کرنا چاہیے لیکن خالد نے کہا مجھے اس سرکہ میں اپنی شہادت کا یقین ہے، اس لیے چُپ ہو گئیں چنانچہ ایک پل کے پاس جبکو نظرہ ام حکیم کہتے ہیں، رسم عروسی ادا ہوئی، صبح کو دعوتِ دہمیر کا انتظام ہوا اور لوگ کھانے کے لیے بلائے گئے، مگر ہنوز فراغت نہ ہوئی تھی کہ رومی آپہنچے، جلدی جلدی حتیٰ ضیاء بیان ہو سکیں مسلمانوں نے بھی کہیں اور مدافعتِ جنگ کے لیے سبز سپر ہو گئے، خالد بن سعید بھی اٹھے اور نہایت بے ادبی سے لڑکر شہید ہوئے، ام حکیم اگرچہ عروس تھیں تاہم انھوں نے کپڑے باندھ کر ایک خیمہ کی چوب اکھاڑ لی اور نہایت دلیری سے کفار پر حملہ آور ہوئیں، مورخین نے لکھا ہے اسی چوب سے حضرت ام حکیم نے، کافروں کو قتل کیا یہ وفات تارخ وفات اور دیگر حالات تاریخی میں ہیں۔



حمنہ بنت جحشؓ

نام و نسب حمنہ آپ کا نام ہے، آپ ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحش کی بہن تھیں حضرت زینب کے بیان میں ان کا نسب نامہ لکھا جا چکا ہے،

کاح حضرت مصعب بن عمیرؓ سے شادی ہوئی اور

اسلام غالباً انہیں کے ساتھ مشرف باسلام ہوئیں، ہجرات میں سے ہیں،

عام حالات جنگ احد میں کارہے نمایان انجام دیے، پیاموں کو پانی پلایا، زخمیوں کے علاج کرنے اور انکو گھر پہنچانے کی خدمات انجام دیں،

اسی معرکہ میں حضرت مصعب بن عمیر شہید ہوئے ان کے بعد حضرت طلحہؓ سے کاح ہوا یہ طلحہ وہی ہیں جنکو آنحضرت صلی علیہ وسلم نے جنتی ہونے کی بشارت دی تھی،

افاکے واقعہ میں بھی شریک تھیں، حضرت عائشہؓ کے بیان میں ضمناً لکھا بھی ذکر آچکا ہے فضل و کمال آنحضرت صلی علیہ وسلم سے چند حدیثیں روایت کیں، ان سے روایت کرنے والے انکے بیٹے عمران بن طلحہؓ ہیں،

اولاد بروایت ابن سعد ان کے بطن سے حضرت مصعب بن عمیرؓ کی اولاد بھی ہوئی یہ دیگر

کتا بون میں صرف حضرت طلحہؓ کے صلب سے ان کے دو بڑے کون کا ذکر آیا ہے، محمدؓ اور عمران

محمد کا لقب سجاد تھا،

وفات وفات کا صحیح سنہ معلوم نہیں ہوا۔



ام ابی ہریرہ

نام و نسب نامہ امیرہ تھا، ان کے باپ صلح یا صلیح بن الحارث تھے، اسلام حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے مسلمان ہونے تک یہ مشرک تھیں، اچو کہ حضرت ابو ہریرہ بارگاہ نبوت کے خاص خدام سے تھے اسلئے دل سے چاہتے تھے کہ انکی والدہ بھی اس سرمدی فیض سے محروم نہ رہیں، ایک دن انھوں نے آنحضرت صلیع کی شان میں گستاخی کی تو حضرت ابو ہریرہ کو سخت گران گذرا، روتے ہوئے حضور صلعم کی خدمت میں پہونچے اور عرض کیا، حضور! اب میری والدہ کے مسلمان ہونے کی دعا فرمائیے، آنحضرت صلعم نے دعا فرمائی ادھر ان کی حالت میں دفعۃً انقلاب پیدا ہو گیا، غسل کیا کپڑے بدلے اور حضرت ابو ہریرہ کے سامنے کلمہ پڑھا، حضرت ابو ہریرہ فرط مسرت سے آبدیدہ ہو گئے اور آنحضرت صلعم کو اطلاع کی، آپ نے خدا کا شکر ادا کیا۔

اولاد اولاد میں حضرت ابو ہریرہ رحمہ بہت مشہور ہیں، وفات وفات کا حال کہیں مذکور نہیں،



ام خالد بنت خالد بن سعید

نام و نسب نامہ، کنیت ام خالد، نسب نامہ یہ ہے: امۃ بنت خالد بن سعید بن عاص بن امیہ بن عبد شمس، قریش کے خاندان بنی امیہ سے تھیں، والدہ ہیثمہ بنت خلف بن اسعد بن عامر خزاعیہ تھیں، ولادت جب خالد بن سعید ہجرت کر کے مدینہ پہنچے کے عیشہ چلے گئے تو یہیں آمنہ پیدا ہوئیں۔

کاح حضرت زبیر بن عوام مدنی سے نکاح ہوا۔ عام حالات امۃ اپنے والدین کے ساتھ سن شعور تک حبشہ ہی میں رہیں، جب اچھی طرح ہو گئی آگیا تو ان کے والدین کشتیوں میں سوار ہو کر مدینہ روانہ ہوئے۔ مدینہ پہنچنے پر اس زمانہ میں حبشہ کا حکمران تھا، جب یہ لوگ آبادہ سفر ہوئے تو نجاشی نے سب سے مخاطب ہو کر کہا

ﷺ

اقرؤا جميعا رسول الله صلى الله عليه وسلم، تم سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میرا سلام کہو، امۃ کہتی ہیں میں بھی انہیں لوگوں میں سے ہوں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نجاشی کا سلام پہنچایا، فضل و کمال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چند حدیثیں بیان کی ہیں۔ راویوں کے نام حسب ذیل ہیں، موسیٰ بن عقبہ، ابراہیم بن عقبہ، کریب بن سلیمان کنذلی وغیرہ۔ اولاد آپ کے دو بیٹے ہوئے عمر بن زبیر رحمہ اللہ اور خالد بن زبیر رحمہ اللہ

حوا بنت یزید

نام و نسب نامہ حوا، نسب یہ ہے حوا بنت یزید بن سنان بن کرز بن زعورہ ابن عبد اللہ اشہل بن
 نکاح قیس بن حطیم کے نکاح میں تھیں۔
 اسلام اپنے شوہر سے چھپ کر اسلام لائیں، جب قیس مکہ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اسلام
 کی دعوت دی، انھوں نے مملکت چاہی کہ جب تک مدینہ آؤں اس وقت تک اور غور کر لوں آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے منظور فرمایا پھر ارشاد ہوا کہ اپنی بیوی حوا بنت یزید سے احترام کرے اور اس سے
 حسن سلوک کی نصیحت فرمائی اور کہدیا کہ وہ مسلمان ہو گئی ہے، قیس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد
 کی پوری تعمیل کی آپ کو معلوم ہوا تو قیس کے اس طرز عمل پر انھار دست فرمایا
 محمد بن سلام صاحب طبقات الشعراء نے لکھا ہے کہ حوا کو قیس اسلام سے روکتا تھا وہ
 سجدہ میں ہوتیں اور یہ آکر گرا دیتا تھا اور بہت تکلیفیں پہنچاتا تھا، یہ زمانہ ہجرت سے پہلے کا ہے
 اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تشریف رکھتے تھے آپ کو انصار کے حالات معلوم ہوتے رہتے تھے اسی
 سلسلہ میں حوا کے مسلمان ہونے اور غور ہر کے ظلم کرنے کی اطلاع ملی۔ جب قیس مکہ آئے تو آپ نے
 فرمایا کہ تمھاری بیوی تو مسلمان ہو گئی ہے اور تم اس پر ظلم کرتے ہو، میں چاہتا ہوں اب اس سے
 کوئی تعرض نہ کرو۔

حضرت حوا بیعہ اولیٰ اور بیعہ ثانیہ کے درمیانی زمانہ میں مشرف بہ اسلام ہوئیں، انھیں
 اولین بن سے ہیں، ان کے اسلام کی نسبت مؤرخین کی رائے ہے کہ اس وقت حوا فحشہ اسلام لگھا۔



ام الخیر بنت صخر

نام و نسب نامہ معلوم نہیں، کنیت ام الخیر، نسب یہ ہے۔ ام الخیر بنت صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ، قریش کے خاندان تیم سے ہیں، آپ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں، نکاح ابو قحافہ سے شادی ہوئی تھی،

اسلام جب حضرت ابو بکر صدیق اسلام لائے تو سب سے پہلا کام انکا یہ تھا کہ انھوں نے کفار کو بلا اعلان اسلام کی طرف بلایا، یہ بات مشرکین کو جذبہ انتقام سے مشتعل کر دینے کے لیے کم نہ تھی سب نے چاروں طرف سے نزع کیا اور حضرت ابو بکر کو گھیر کر سخت آزار پہنچایا، جب آپ بالکل سیدم ہو گئے تو بنی تمیم (ایک کپڑے میں لپیٹ کر ان کے گھر لے گئے، ذرا ہوش آیا تو پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا حال ہے؟ انکے والد اور تمام اہل خاندان ملامت کرنے لگے مگر انکا استفسار برابر جاری تھا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف لائے، انکی پیشانی کو بوسہ دیا، اور اس حال میں دیکھ کر اہل بیت ہو گئے حضرت ابو بکر نے (اپنی والدہ کی طرف اشارہ کر کے) کہا یا رسول اللہ میری والدہ ہیں اور خدا نے آپ کو برکت عطا کی ہے انکے لیے دعا فرمائیے اور انکو اسلام کی دعوت دیجئے شاید اللہ آپ کی برکت سے ان کو عذاب و دوزخ سے محفوظ رکھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اور ام الخیر کو قبول اسلام پر آمادہ کیا، اللہ کی قدرت کہ ان کا دل فوراً رنگ کھڑے صاف ہو گیا اور حق و صداقت کی واقعت آنکھوں میں آنند ہو گئی مسلمان ہوئیں انکے اسلام کی نسبت پر باب تحقیق کی رائے ہے اٹھا اسلمت قتل میں۔

وفات حضرت ابو قحافہ کی وفات سے پہلے ان کا انتقال ہوا۔

خلیدہ بنت قیس ؓ

نام و نسب خلیدہ نام ہے، نسب یہ ہے، خلیدہ بنت قیس بن ثابت بن خالد بن اشجع، قبیلہ
دہقان سے ہیں،

نکاح "بنی سلمہ کے ایک شخص سے برابر بن معمر اور انہیں سے عقد ہوا،
اسلام مسلمان ہوئیں اور بیعت میں شرکت کی،

عام حالات جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کربلا کے گوشت میں زہر دیا گیا تو آپ کے ساتھ کھانے والوں میں
اکھا بیٹا بھی تھا، اس واقعہ کی تائید ذیل کی روایت سے ہوتی ہے،

جس مرض میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا اسی مرض کی حالت میں خلیدہ عبادت
کے لیے آئیں اور تن مبارک پر ہاتھ رکھ کر عرض کیا، یا رسول اللہ میں نے جقدر سخت بخارا کھا
دیکھا کس کا نہیں دیکھا فرمایا جس طرح ہمارا جگر المضاغف دیا جاتا ہے اسی طرح بلاؤں کا تشدد بھی ہمارے
لیے دوگنا ہے پھر ارشاد ہوا لوگ میری علامات کے متعلق کیا خیال کرتے ہیں، خلیدہ بولیں، ان کا
گمان ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ذات الحجب ہے، فرمایا اللہ اس بلا کو چھپر مسلط نہ کرنا یہ دوسرے شیطانی ہے
یہ تو اس زہر کا اثر ہے جو میں نے اور میرے بیٹے نے جنگ خیبر میں کھایا تھا، اندر ہی اندر اپنا کام کرتا رہا
اب بیان تک نوبت پہنچی،

فضل و کمال آپ نے چند حدیثوں کی روایت کی ہے، ایک روایت بہت مشہور ہے جو بیان
درج کجائی ہوا اکبر تبارہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، یا حضرت کیا مرض بھی پہچانے جاتے ہیں فرمایا
یہ کہ انفس لطیفہ طیر خضر فی الجنة فان کان لطیف
بتقادون فی دوو من شیخو فانھ مدقارون ہے اگر پرندے درخت چوہن پہچانے جاتے ہیں تو وہ بھی پہچانے جاتے
وفات وفات اور اس سے زیادہ واقعات معلوم نہ ہوئے،

خولہ بنت ثعلبہ

نام و نسب نامہ خولہ، ثعلبہ بن اصرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن عوف کی بیٹی ہیں۔ قبیلہ بنی عوف بن خزرج سے ہیں،

نکاح اوس بن صامت حضرت عبادہ بن صامت کے بھائی کے ساتھ نکاح ہوا تھا، اسلام مسلمان ہوئیں اور آنحضرت صلیم سے بیعت کی،

عام حالات مسئلہ ظہار کا فیصلہ انہیں سے وابستہ ہے، جاہلیت میں رسم تہی کہ جو شخص ایک مرتبہ اپنی بیوی سے مظاہرہ کرتا تھا، یعنی اسکو اپنی ماں کی طرح حرام کر لیتا تھا، ہمیشہ کے لیے اس کے تعلقات زوجیت منقطع ہو جاتے تھے، اوس بن صامت ان کے شوہر نہایت معمر اور شیخ فانی تھے، سخت کلامی اور تند مزاجی اس عمر کا خاصہ ہے، ذرا سی بات میں بھڑک اٹھتے تھے، غرض مزاج میں جڑ چڑا پن بہت تھا ایک دفعہ بیوی سے کسی بات پر بہت ناراض ہوئے اور غصہ میں کہہ دیا اَنْتِ عَلٰی کَظْمِ اَمْرٍ اَنْتِ عَلٰی کَظْمِ اَمْرٍ تم مجھ پر میری ماں کی طرح حرام ہو، بڑے باپے کا غصہ تھا تھوڑی دیر میں اتر گیا، غور کیا تو انکھیں اکھلین سخت نادام ہوئے خولہ کے پاس آنا چاہا تو انھوں نے کہا گو تم نے طلاق نہیں دی، ہی تاہم جب تک خدا اور اس کا رسول حکم نہ دیں ہمارے تمھارے باہمی تعلقات حرام ہیں، اب تم رسول اللہ صلیم کے پاس جاؤ اور جو کچھ کہے ہو اسکا فیصلہ کر لو، اوس نے کہا مجھے اس بارہ میں آنحضرت صلیم سے عرض کرتے شرم آتی ہے، تبخین جاؤ شاید اللہ ہمارے اوپر رحم فرمائے اور اپنے رسول کے وسیلہ سے بسودگی کے اسباب مہیا کرے، خولہ یہ سن کر کپڑے پنکرتیا رہ پڑیں اور حضرت عائشہ کے گھر میں آنحضرت صلیم کے پاس پہنچیں، آنحضرت صلیم نے انتشار حال فرمایا تو بولیں یا حضرت! اوس جسکو آپ جانتے ہیں میرا ابن عم اور بھوکو سب سے زیادہ محبوب ہے، اسکی تند کلامی، سخت مزاجی اور ضعف قوت کا حال بھی حضور پر روشن ہے، اسنے غصہ میں ایسی بات کہدی ہے جو میں شرم کھاسے کتنی ہوں کہ طلاق نہیں ہے اسنے کہا اَنْتِ عَلٰی کَظْمِ اَمْرٍ رسول اللہ صلیم نے فرمایا

میرے خیال میں تو تم اسپر حرام ہو گئی ہو، خولہ کو یہ سنکر بہت صدمہ ہوا اور بڑی بجا جنت سے آنحضرت صلیم سے جھگڑاتی رہیں، پھر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی کہ اے اللہ! میں تجھ سے اپنی سخت ترین تکلیف اور اسکی جدائی کے رنج کی شکایت کرتی ہوں، اے اللہ! جو بات ہمارے لیے باعث رحمت ہو اپنی بنی کی زبان سے ظاہر فرما دے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ یہ منظر ایسا دردناک تھا کہ میں اور گھر کے سارے لوگ خولہ کی ہمدردی میں رونے لگے،

اس حالت میں زیادہ دیر نہ ہوئی تھی کہ آنحضرت صلیم پر نزول وحی کے آثار ظاہر ہوئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خوش ہو کر خولہ سے فرمایا خولہ! غنقریب خدا کی طرف تھکنا تصفیہ ہلو جاتا ہے وقت اور بھی نازک تھا امید و بیم کی کشش خولہ کو بیتاب کیے دیتی تھی اندیشہ تھا کہ فرقت و جدائی کا حکم نہ ہو اور اس صدمہ میں جان نکلی جائے، مگر آنحضرت صلیم کی طرف نگاہ کی تو آس کو تبسم فرماتے ہوئے پایا، امید بندھی اور مارے خوشی کے کھڑی ہو گئیں آنحضرت صلیم نے فرمایا: **اللہ تعالیٰ فی تمھارا فیصلہ کر دیا**۔ پھر آیتہ قل ینع اللہ قولہ لئن لئن تجادک فی فرجھا سورۃ القادحۃ اللہ عزوجل کا ذکر کیا اور حکم دیا کہ اپنے شوہر سے کہو کہ ایک لونڈی یا غلام آزاد کرین، خولہ بولیں یا بنی اللہ! کسکو آزاد کرین بخدا اکی یا س نہ کوئی لونڈی غلام ہر نہ سوا میر کوئی خادم، ارشاد ہوا اچھا تو بے در پر ساٹھ روئے کھینچ لیا واللہ وہ اسپر بھی قادر نہیں وہ تو دن میں کئی بار کھاتو ہیں صنعت بدن کیٹھانکی آنکھیں بھی جاتی رہی تھیں اپنے فرمایا تو کہد کہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائیں، جو اب دیا، یا حضرت! آنا بھی انہوں نا ممکن ہے، آنحضرت صلیم نے فرمایا **الم منذر بنت قیس کو بلا لائیں** انہی بار شتر کھورین لیکر ساٹھ مسکینوں پر صدقہ کر دین، خولہ سلام کے رخصت ہوئیں گھر پہنچیں تو شوہر کو دروازہ پر منتظر پایا، انکو دیکھتے ہی بیتابی سے پوچھا کیوں خولہ کیا ہلو بولیں خبر نہ اور تم خوش قسمت معلوم ہوتے ہو، آنحضرت صلیم کا ارشاد ہے کہ تمام الم منذر بنت قیس کو ساٹھ لیتے آؤ اور اپنے چند بار شتر کھورین لیکر ساٹھ مسکینوں پر صدقہ کر دو، چنانچہ ایسا ہی ہوا اور حضرت اوس نے بہت خوشی سے اپنی قسم کا کھانا لاد لیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ انکا بہت احترام کرتے تھے، ایک مرتبہ آپ کہیں جا رہے تھے، بہت آدمی ساتھ تھے اتنے میں خولہ سے ملاقات ہوئی تو انکی طرف متوجہ ہو کر دونوں میں باتیں ہونے لگیں، ایک شخص نے کہا یا امیر المؤمنین اس بڑھیا سے تو سب لوگ تنگ آ گئے، حضرت عمر نے فرمایا اے کج بحث! تجھ کو معلوم ہے یہ بڑھیا کون ہے؟ اسی وہ عورت ہے جسکی عدا سے درد اللہ نے عرش سے سُنی، یہ خولہ بنت ثعلبہ ہے جسکے بارہ میں آیہ قد سمع اللہ نازل ہوئی اگر یہ رات تک ٹھہرتی تو بھی میں سولے نماز کے کوئی کام نہ کرتا اور اسی سے باتیں کیا کرتا لیکن

رُبع بنت نصر

نام و نسب نام ربع ہے، انصار کے خاندان عدی بن نجار سے ہیں، حضرت انس بن نضران کے بھائی تھے، حضرت انس بن مالک خادم رسول صلعم کی پھوپھی ہیں، سلسلہ نسب یہ ہے، ربع بن نضر بن ضمیم بن زید بن حرامؓ

عام حالات حارثہ بن سراقہ انکے بڑے تھے جو جنگ بدر میں شہید ہوئے، ایک بار رسالت آب صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہنے لگیں یا رسول اللہ میں حارثہ کی حالت معلوم کرنا چاہتی ہوں اگر جنت میں ہو تو صبر کروں اور اسکے آرام کے خیال سے خوش ہوں، ورنہ آہ و بکا میں تو زندگی گزار رہی ہے فرمایا اے اصاب الفردوس الاعلیٰ، اطمینان رکھو اللہ نے اسکو فردوس الاعلیٰ میں جگہ دی ہے یہ

انھوں نے ایک عورت کا دانت توڑ ڈالا تھا، اسکے متعلقین نے انتقام چاہا اور آنحضرت صلعم سے صورت واقعہ بیان کی آپ نے قصاص کا حکم دیا، تو انس بن نضر کھڑے ہوئے اور بازو لگا جنت التمس کیا کہ ربع کے دانت نہ توڑے جائیں لوگ انکے عاجزانہ لہجہ سے متاثر ہوئے اور معاف کر دیا گئے



درہ بنت ابی اسب

نام نسب درہ نام ہے، ابولسب بن عبدالمطلب کی بیٹی ہیں، اس بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چھیری بہن ہوئیں، نسب کے لیے اس سے زیادہ وضاحت غیر ضروری ہے،

نکاح حارث بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب سے نکاح ہوا تھا، اسلام و ہجرت مسلمان ہوئیں اور مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی،

عام حالات جب مدینہ پہنچیں تو رافع بن مہلی زرقی کے گھرانے میں، وہاں خاندان زریق کی عورتیں ان سے ملتے آئیں اور کہا تم اسی ابولسب کی بیٹی ہو جسکی نسبت سورہ تبت یدا ابی اسب نازل ہوئی تھی، ایسی صورت میں تمکو ہجرت کا کیا ثواب ملے گا، ان کو بہت صدمہ ہوا اور اسی تشویش کے عالم میں بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئیں، جو کچھ ان عورتوں نے کہا تھا بیان کیا آپ نے تسکین دی اور بیٹھنے کا حکم دیا پھر لوگوں کے ساتھ ظہر کی ناز پڑھ کر تھوڑی دیر میں برقیام فرمایا اور کہا اےھا الناس! لوگ مجھ کو میرے خاندان کے بارہ میں تکلیف دیتے ہیں، حالانکہ قسم ہے خدا کی میرے اقربا کو میری شفاعت ضرور پہنچے گی، یہاں تک کہ صدراعلم اور سلب بھی اس سے مستفید ہوں گے یہ

فضل و کمال کئی حدیثیں ان سے مروی ہیں، راویوں میں عبداللہ بن عمرہ اور حضرت علی اکرم اللہ وجہہ وغیرہ ہیں رحمہ

اولاد تین بیٹے ہوئے، عتبہ، ولید، ابو مسلم رحمہ

وفات کا حال معلوم نہیں۔

سلفہ اسد الغابہ ج ۵ صفحہ ۴۵۰، اسبہ اسبہ ج ۲ صفحہ ۴۴۷،

صدراعلم، سلب یہ تینوں قبائل کے نام ہیں جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دور کی قرابت تھی،

Hind Binti

ہند بنت عتبہ

نام و نسب ہند نام ہے، آپ عتبہ بن ربیعہ ابن عبد شمس بن عبد مناف کی بیٹی ہیں جو قریش کا
عزیز ترین رئیس تھا، ان کی ماں صفیہ بنت امیہ بن حارثہ بن ادفص بن مرہ بن ہلال بن علیہ تھیں۔
کلاخ پہلے فاکہ بن منیرہ مخزومی سے شادی ہوئی، ان کے بعد ابوسفیان بن حرب کے نکاح میں
آئیں ابوسفیان سے امیر معاویہ پیدا ہوئے۔

عام حالات ہند ان کا باپ اور شوہر ابوسفیان بن حرب اسلام کے جیسے سخت دشمن تھے ظاہر ہے
ابوہل کی سیادت اور ان نام اور مشرکوں کی کوشش سے جو صدر اسلام کو پہنچنے تھے پہنچنے
لیکن جب مسلمانوں کے سخت ترین مصائب میں جنگ بدر کے خاتمے اور ابوہل جیسے زبردست
مشرکوں کے قتل کے ساتھ بڑی حد تک کمی آگئی تو ابوسفیان نے ان سب کی جانشینی پر کمر باندھی
اور بڑی شد و مد سے ابوہل کی قائم مقامی کا اقرار کرایا، جنگ بدر کے بعد کے عام معرکے ابوسفیان
کی فتنہ پر دہائی کا نتیجہ تھے، غزوہ احد بھی اسی کے جذبہ انتقام کی ایک صورت تھی جب یہ معرکہ
پیش آیا تو ابوسفیان کی بیوی ہند بھی ساتھ تھی، ہند نے مشرکوں کی حمایت میں جو کام کیے اور
اپنے باپ اور اعزہ کے انتقام میں جس سنگدلی سے مسلمانوں کے ساتھ سلوک کیا، اسکے تصور سے
دل رز زنے لگتا ہے، وہ میدان میں برابر اپنا کام کر رہی تھی اور کفار کو جوش دلا کر لڑنے کے لیے
تیار کر رہی تھی، رجز یہ اخبار جو اسے اس موقع پر پڑھے تھے ابن اثیر اور دیگر مورخین نے لکھے ہیں
ہم بھی بیان نقل کرتے ہیں۔

نحن بنات طسارق منشی علی التمارق منشی القطعی البارق
والمسک فی المفاسق والدسارق فی الخناق ان تقبلوا نفاق
ونفث البمارق اذ تدبروا الفارق فراق غیروا امن
لہ طبقات جہ صفحہ ۱۰ وغیرہ، مسند الغابہ ج ۵ صفحہ ۵۶۳ ودر مشورہ وغیرہ اسلہ ایضاً اسد الغابہ۔

چونکہ بدرین حضرت امیر حمزہؓ کے ہاتھ سے ہند کا باپ عتبہؓ بھی مارا گیا تھا اسلئے وہ خصوصیت سے انکی دشمن تھی اور موقع کی منتظر رہتی تھی، اسنے پہلے ہی سے وحشی کو جو جبرین مطعم کا غلام تھا اور حمزہؓ اندازی کے فن میں کافی جہارت رکھتا تھا، انتقام کے لیے آمادہ کر رکھا تھا اور اس سے وعدہ کر لیا تھا کہ اگر وہ کامیاب ہوا تو اسکے صلہ میں آزاد کر دیا جائیگا، یہ موقع تھا کہ اسکی تدبیر پوری ہوتی، چنانچہ جب حضرت حمزہؓ اسکے پاس آئے تو وحشی نے حربہ پھینک مارا جو ناف میں لگتے ہی پار ہو گیا حضرت حمزہؓ نے چاہا کہ اسکے جواب میں حملہ کریں لیکن چلنے نہ پائے اور زمین پر گر گئے کے ساتھ ہی روح بدن سے جدا ہو گئی۔

قریش کی عورتیں جذبہ انتقام سے ایسی مشتعل تھیں کہ مسلمانوں کی لاشوں سے بھی بدلہ لینے میں دریغ نہ کرتی تھیں، اور انکے ناک، کان کاٹ کر اپنی وحشیانہ عصبیت کا منظر پیش کرتی تھیں، ہند نے جو حضرت حمزہؓ کو بچان ہو کر گرتے دیکھا بھڑک اٹھی فوڈا لاش پر آئی، بیٹ چاک کر کے کلیجہ کا لا اور چبا گئی، یہ واقعہ قبیلہ خزاعہ کا تھا خاصکر آنحضرت صلیع کے لیے کہ آپ نے اپنی آنکھوں سے بچا جیسے عزیز بزرگ کو اس عالم میں دیکھا، اسکا ذکر بیکار ہے باوجود اسکے ہند کے اسلام پر آنحضرت صلیع کا اثر نفس قبیلاً دنیا کے لیے ایک بے نظیر مثال ہے،

اسلام جب مکہ پر فتح حاصل ہوئی اور سرزمین عرب کا اکثر حصہ اسلام سے معمور ہو گیا تو آنحضرت صلیع نے لوگوں سے بیعت لینے کا اہتمام فرمایا، عورتوں کے گردہ میں نقاب پہنے ہوئے ہند بھی شامل تھی حکم مقصد یہ بھی تھا کہ آسانی سے پہچانی نہ جاسکے، اس موقع پر آنحضرت صلیع سے باتیں کرنے میں اسنے جیسی گستاخانہ جہارت سے کام لیا ہے اس کا اندازہ ذیل کے مکالمہ سے ہوگا۔

ہند - یا رسول اللہ آپ ہم سے کن باتوں پر بیعت لیتے ہیں۔

آنحضرت صلیع - خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو،

ہند - یہ شرط آپ نے مردوں سے نہیں کی، تاہم ہکو منظور ہے۔

آنحضرت صلیع - چوری نہ کرو۔

ہند - میں اپنے شوہر کے مال سے کبھی کچھ خرچ کر ڈالتی ہوں، نہ معلوم یہ بھی جائز ہے یا نہیں ؟

آنحضرت صلیع - اولاد کو قتل نہ کرو۔

ہند - ہم نے تو انکو بچپن سے پالا تھا، جب بڑے ہوئے، اپنے قتل کر ڈالا،

یا اینہم ہند نے آپ کا دامن رحمت کشادہ پایا تو سچے دل سے آپ کی صداقت و اسلام کی

حقانیت کا اعتراف کیا اور کہا یا رسول اللہ پہلے آپ سے زیادہ میرے نزدیک کوئی دشمن نہ تھا اب آپ سے زیادہ کوئی محبوب نہیں ہے۔

اپنے گھر پہنچی تو اب ہندوہ ہند نہ تھی، اسے بت پرستی پر معیت بھی اور اپنے ہاتھ سے بت توڑا اور کہا تیری ہی بدولت ہم اب تک گمراہی میں پڑے رہے تھے۔

جاہلیت میں تو ہند کا غزوہات میں شریک ہونا معلوم ہو چکا اسلام میں بھی اسکے یہ نمائش جرات کا دروازہ مسدود نہ تھا، جب حضرت عمرؓ کے زمانہ میں شام کی یادگار لڑائی یرموک چھڑی تو یہ اپنے شوہر ابوسفیان کے ساتھ شریک ہوئی اور مسلمانوں کو رومیوں سے مقابلہ کرنے کا جوش لایا۔ اخلاق اسد الغابہ میں ہے،

كانت امرؤ القيس والفتة دراسه وعقله وده ایک خود دار غیر متواضع بل رے اور ذی عقل تو جس طرح طبیعت کی سخی تھیں مگر حوصلہ کے مطابق خرچ نہ کرنے پائی تھیں کیونکہ ابوسفیان بخل تھے اور انکو ضروریات کے اعتبار سے کم دیتے تھے، جو وقت مسلمان ہوئیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو چوری نہ کرنے کا اقرار لیا تو بولیں یا رسول اللہ ابوسفیان مجھے پورا خرچ نہیں دیتے اگر اسے چھپا کر لے لوں تو جائز ہے آپ نے فرمایا ہاں بقدر ضرورت مضائقہ نہیں ہے،

انکے باپ عتبہ بن ربیعہ بھی اپنی بیٹی کی ذمانت، ادراک اور تیز کے قائل تھے چنانچہ جب ہند کا نکاح کرنے لگے تو دو شخص اپنی رائے میں انتخاب کیے اور ان دونوں میں پسندیدگی کا اختیار ہند کو دیا، ان میں سے ایک ابوسفیان بھی تھے جو ہند کے میاں انتخاب پر پورے اترے،

وفات حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں انتقال ہوا، ان کی اور حضرت ابو قحذافہ کی وفات ایک ہی دن ہوئی، لیکن ابن سعد کی روایت ہے کہ ہند کا انتقال حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں ہوا، کتاب الاثنال سے بھی اسی روایت کا صحیح ہونا معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس میں لکھا ہے کہ جب ابوسفیان نے حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں وفات پائی تو کسی نے امیر معاویہ سے ہند کا نکاح کرنے کی درخواست کی، انھوں نے نہایت متانت سے جواب دیا کہ (دو ہاتھ جو چکی میں اور) اب انہیں نکاح کی حاجت نہیں ہے۔

۱۔ صحیح بخاری، ۲۔ طبقات ج ۲ صفحہ ۱۸۲، ۳۔ اسد الغابہ ج ۵ صفحہ ۵۶۳، ۴۔ ایضاً صفحہ ۵۶۲، ۵۔ صحیح بخاری،

۶۔ طبقات ج ۸ صفحہ ۱۸۱، ۷۔ اصابع ج ۲ صفحہ ۸۲



THE SUFI

Pindi Baha-ud-Din, (Punjab.)

A monthly Journal having the widest circulation Among the Muslims all over the World.

Price Rs. 2 per annum.

دنیا کے تصوف میں سبزین ہند کا تہاد و ششماہتاب

صوفی

اگر کوئی اخبار یا رسالہ اس امر کا معنی ہے کہ وہ اپنے تمام مہمہ سال سے زیادہ کثیر الاشاعت ہے تو کیا اس ثبوت اس امر کا ہے کہ وہ سب زیادہ دلچسپ ہے۔ اس کے صوفی اس کلیہ کے لحاظ سے بہترین سالانہ شہرت ہو سکتا ہے لیکن اس میں یہ بتانا چاہیے ہیں کہ وہ کیوں دلچسپ میں اس قدر مقبول رہے۔

اس لئے کہ

- (۱) صوفی صرف وہی مضامین پیش کرتا ہے جو صحیح جذبات انسانی سے متعلق ہیں۔
- (۲) صوفی اپنے مضامین کے ذریعہ سے وہی تعلیم دیتا ہے جو بالکل حقیقی شریعت و طریقت کے مطابق ہے۔
- (۳) صوفی کے ادبیانہ رنگ میں ہی شان ہے جو ایک ثبات بلند درجہ کے سلیس و پُر نعت لٹریچر میں پائی جاتی ہے۔
- (۴) صوفی کا حصہ نظم و نثر اس معنی میں پیش کرتا ہے جو حقیقی معنی میں جنت و نوح و نظر کھلا دیا جاسکتا ہے۔
- (۵) صوفی علاوہ مضامین تصوف کے اپنے جدید و نئے ترین علمی و تاریخی مضمونوں کا ذخیرہ فراہم میں فراہم کرتا ہے جو ایک قوم کی ترقی کا اعلیٰ نصب العین بن سکتے ہیں۔
- (۶) صوفی نے اپنے دائرہ ادارت میں ملک کے بہترین اہل مسلم فراہم کر لئے ہیں۔
- (۷) صوفی نہایت پابندی کے ساتھ چودہ سال سے جاری ہے اور وہ اپنی اس خصوصیت سے کبھی منحرف نہیں ہوا۔
- (۸) صوفی ہمیشہ دلچسپ کے سامنے آنے والا رہا اور علماء و صلحاء کی سیرتوں کو پیش کرتا رہتا ہے جو اردو لٹریچر میں مفقود ہیں۔
- (۹) صوفی باوجود ان تمام خوبیوں کے نہایت ارزان ہے اور صرف دو روپیہ میں مال بھر تک پانچ روپیہ لٹا رہتا ہے۔

قیمت بذریعہ ڈاک دو روپیہ (دھار)۔ بذریعہ ڈاک دو روپیہ چار آنے (دھار)۔

المشیر صوفی سنڈی بہاؤ الدین نجیبا

CALL No. 92. ACC. NO. 41.4
 AUTHOR میاں سید عسکری علی شاہ
 TITLE معارف

DATE 25-5-26 TIME 11.30
 No. 2429
 For Binding 76
 Dist No. 25-5-26



MAULANA AZAD LIBRARY **ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY**

RULES:-

1. The book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of **Re. 1-00** per volume per day shall be charged for text-books and **10 Paise** per volume per day for general books kept over-due.